184.oc.90.7.

Tillanam-i-zafrani-zar Sulaiman

Vol. I

by

A. Husain

طلسم زعفران زار سلیمانی

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلۂ سخن اسطرح آغاز ہوا ہے کہ مارا جانا جمشید ثانی کا اور خبر ہونا وزیر بدتدبیر کو جو کہ جنگ مین مصروف تھا اس خبر کو سنکے اُسکے حواس باختہ ہوے چالیس افسر اسکے ہمراہ مین بقصد فرار اُڑکر چلا سرداران صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحر اُڑے ہوئے جاتے ہین تیر مارے کئی ساحر گرے وزیر نکل گیا ایک پہاڑ پر اگر ٹہرا سر اُٹھا کر دیکھا کہ رستم بیلتن علمشاہ نوجوان جنگ کر کے پلٹے ہین مگر انتہا کے زخم دار ہین سردار نیلون مین ہاتھ دیے ہوے طرف بارگاہ کے لیے جاتے ہین پس وزیر تڑپکر جو گرا علمشاہ کو اُٹھا لیگیا بس اسکا طلسم زعفران زار مین لیجانا بہان کے ساحر بڑے زبردست ہین اور سمک ملطاقی عیار کا اپنے آقا کی فکر مین چلنا۔ بیان قلعہ طلسمی و گنبد فیروزہ و چمنہاے زعفران اور غیرہ وغیرہ کمال خوش بیانی سے تحریر ہین

جسکو

منشی احمد حسین صاحب قمر مرحوم نے آغاز کیا تھا مگر قضا نے مہلت نہ دی ناتمام رہا تھا چنانچہ حسب حکم مالک مطبع رئیس عالی وقار ملک التجار گوہر بحر مروت قدرشناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہٗ بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے باعانت مولوی محمد اسمعیل اثر تکمیل کیا اور بکمال زیبائش شعر و سخن سے آراستہ و پیراستہ کر کے اختتام کو پہونچایا چنانچہ پہلی بار

یہ جلد اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۹۰۵ء

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب قصہ جات اردو نثر و نظم درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی - جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شئی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی -	
۱ - نوشیروان نامہ جلد اول -	عاپ
۲ - 〃 〃 جلد دوم -	عاپ
۳ - ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	للعہ پ
۴ - ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	عاپ
۵ - کوچک باختر -	عاپ
۶ - بالا باختر -	عاپ
۷ - ایرج نامہ جلد اول -	عاپ
۸ - 〃 جلد دوم -	عاپ
۹ - طلسم ہوشربا - جلد اول -	عما

نام کتاب	قیمت
۱۰ - طلسم ہوشربا - جلد دوم -	عما
۱۱ - 〃 جلد سوم -	عما
۱۲ - 〃 〃 جلد چہارم -	سے
۱۳ - 〃 〃 جلد پنجم کا حصہ اول -	عما ۴
۱۴ - 〃 〃 حصہ دوم -	عما ۴
۱۵ - 〃 جلد ششم -	ہیے
۱۶ - 〃 جلد ہفتم -	.
۱۷ - بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر -	عہ ۱۲
۱۸ - الضیا - حصہ دوم -	عما
۱۹ - صندلی نامہ دفتر ششم -	عما
۲۰ - تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ صاحبقران -	سے پ
۲۱ - تورج نامہ جلد دوم 〃	صہ پ
۲۲ - لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم -	عہ پ
۲۳ - الضیا - جلد دوم 〃	عما ۱۲
۲۴ - دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ	للعہ پ
طلسم فتنۂ نور افشان - جلد اول -	سے پ
۲ - 〃 جلد دوم -	سے پ
۳ - 〃 جلد سوم -	للعہ پ
الضیا - کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	للعہ پ

فہرست مضامین داستانہائے طلسم زعفران زار جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق بے نیاز و رب کارساز حاکم اقلیم عالم جسکے خلیفہ روے زمین ہوے حضرت آدم محترم و نتشم تشبیہ سے محال ہی اوسکے نام نامی سے لذت حیات زبان پر آتی ہی اُسکی محبت راہ نجات دکھاتی ہی نرگس شہلا دیدۂ انتظار ہی کسکے دید کے واسطے بیقرار ہی صاف ظاہر ہوا کہ سرو دلجو خواہان ہی کہ اگر دو سراپا نون ہو تو تیری جستجو مین رہون انسان کی کیا مجال ہی زبان خامہ لال ہی اُسکے اوصاف حمیدہ اور قدرت برگزیدہ کون لکھ سکتا ہی غلم دو زبان کو سکتا ہی باغ مین ہر غنچہ و گل اسی کا خواہان ہی کہ حمد رب اکبر مالک بحر و بر ادا کرون لیکن کیا طاقت ہی کہ رنگ قدرت مین دخل دے یا غنچہ سربستہ زبان کھولے سوسن صد زبان عاجز و حیران سنبل پریشان لالہ داغ بر دل ہر چند کہ نرگس شہلا انتظار کامل کرتی ہی کو سبے حمد مین قدم دھرتی ہی بقول شاعر

نظم

کہکے بسم اللہ لکھیے وصف ایسے شاہ کا	ورد بسم اللہ بھی جادہ ہی جسکی راہ کا	سبکدہ قرآن ہی مجھ میتو ادعالیجاہ کا
ہی مزہ منھ مین کباب مرغ بسم اللہ کا	دیگر تعصب بات عروسان بہاری	قیام آموز سرزہ جوے باری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی	دہ پستی انگکی ہر خودپسندی	گنہ آمرز رندان قدح خوار
بطاعت گر ہیران ریاکار	انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز درمت گذاران

اسقدر مختصر حمد الٰہی مین زبان کھولی مگر قلم دو زبان اقرار عجز کرتا ہی نعت احمد مختار لکھنے کا ارادہ ہی اسی کا شوق سب سے زیادہ ہے

نعت جناب اشرف انبیا حبیب کبریا

سبحان اللہ کیا مرتبہ پروردگار نے دیا کہ اپنے پاس عرش اعلیٰ پہ بلا لیا کتب ہاے مستند مین مسطور ہی کہ جب حضرت عرش اعلےٰ پر پہونچے تو پاے مبارک مین نعلین تھی حضرت نے پاے اقدس سے اُتاری آواز آئی کہ اے حبیب ہمارے نعلین کیون پانون سے دور کی حضرت نے عرض کی کہ جب حضرت موسیٰ وادی مقدس مین پہونچے تو حکم ہوا تھا کہ نعلین پانون سے اُتار ڈالو وہ مقام زمین تھا یہ عرش برین ہی حکم ہوا کہ اے حبیب ہمارے سنو اس ماجرا عجیب غریب کو جب ہمنے عرش اعظم کو پیدا کیا ہر دقت متزلزل ومتحرک تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کیا ہی عرش اعظم نے عرض کی کہ اے رحیم وکریم تونے جس شی کو پیدا کیا اسکو زیور بھی مرحمت ہوا اسیوجہ سے بیقرار ومضطر ہون طلبگار زیور ہون تو ہمنے عرش سے وعدہ کیا کہ اپنے حبیب کو بلائینگے اسکی وہ شب معراج ہوگی نقش نعلین میرے حبیب کی تیرے سر کی تاج ہوگی اُس وعدے کو میرے وفا کر مع نعلین قدم رکھدے عرش پہ سبحان اللہ ماشا اللہ کیا مرتبہ اعلےٰ ہی قریب پردہ حجاب راز و نیاز کے کلام ہوے ابن عباس سے روایت ہی کہ مین نے حضرت سے پوچھا کہ جب حضور قریب پردہ حجاب پہونچے تو پروردگار نے کس زبان مین کلام کیا حضرت نے سکوت فرما کر ارشاد کیا کہ میرے وصی کی آواز آئی مین نے عرض کی کہ اے پروردگار تو کلام کرتا ہی کہ حیدر کرار آواز آئی کہ اے حبیب ہم جانتے ہین کہ تمکو ہمارے ولی سے محبت ہی تمکو آج مہمان بلایا مناسب یہ ہی کہ مہمان کو جو چیز دل سے عزیز ہو وہی سامنے آئے زبان علی ولی مین کلام کیا کہ تو مسرور ہو اے اشرف انبیا زبان خامہ کی کیا طاقت ہی کہ ایک فقرہ نعت مین لکھے عنان توسن خامہ پھیرتا ہون کچھ اشعار نعتیہ لکھتا ہون

نظم

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ — حق ہو طرف چہرۂ نیکوے محمدؐ
ہی مصحف قرآن ورق روے محمدؐ — بسم اللہ قرآن ہدا ابروے محمدؐ
یوسف ہی نہین شیفتۂ روے محمدؐ — موسیٰ بھی ہی وابستۂ گیسوے محمدؐ
بیہوش ہوے دیکھکے جس نور کو موسیٰ — وہ طور پہ تھی روشنی روے محمدؐ
ہر چند گئے چرخ چہارم پہ مسیحا — پہونچے نہ مگر تا سر زانوے محمدؐ

پیدا گل شاداب ہوے واہ ری تاثیر — جس خاک پہ ٹپکا عرق روے محمدؐ
جاری جو ہوا روز ازل لوح پہ خامہ — ہر سطر لکھی صورت گیسوے محمدؐ
کیا کعبہ کی قندیل ہے کیا قبلہ کی محراب — یہ روے محمد ہے وہ ابروے محمدؐ
سب دیکھکے کہتے تھے ید اللہ کی جرأت — ہے شیر ہی قوت بازوے محمدؐ
خاک لحد فاطمہ مٹھی مین اُٹھا کر — سونگھیے جو کوئی آئے ابھی بوے محمدؐ
کسطرح دبائے سے دبون شیر فلک کے — مین بھی ہون اسیر ایک سگ کوے محمدؐ

ن قلم دو زبان کو اس وادی سبزہ زار سے پھیرتا ہون منقبت حیدر کرار لکھتا ہون کہ کرار غیر فرار ہے وصی بلا فصل احمد مختار ہے

منقبت جناب حیدر کرار وصی بلا فصل احمد مختار

ماشاء اللہ جیسا نبی برحق ویسا اُسکا وصی مطلق صاحب اعجاز و کرامات زوج زہرا ے اطہر پدر شبیر و شبر شیر بیشہ رب اکبر فاتح صفین و حنین ولی رب مشرقین والد نامدار حسن و حسین جب جناب پیغمبر آخر الزمان براے جہاد تشریف لیگئے جناب حیدر کرار سینہ سپر ہوے جنگ کو فتح کیا کبھی کسی پہلوان سے منھ نہین پھیرا قاتل عمرو انتر یہ چند اشعار منقبت مین تحریر کرتا ہون جسکا وادف پروردگار ہو انسان اُسکی مدح و ثنا مین کیون نہ بیکار ہو بقول شاعر نظم ۔

جوار رحمت حق ہے مقام حیدر کا
کہان کلیم نے پایا کلام حیدر کا
قریب پردۂ قدرت جو لامکان مین گئے
نبی کی شکل ہے نقشہ تمام حیدر کا

چمن ہے روضہ دار السلام حیدر کا
محب ساقی کوثر ہون کیون نہ مست الست
سُنا وہان بھی نبی نے کلام حیدر کا
نہین ہے خوف قیامت ذرا محبون کو

یہان فصاحت گفتار ہے وہان لکنت
بھرا ہے بادۂ عرفان سے جام حیدر کا
علی کی شکل مین ہے صورت نبی بالکل
اسیر ہوگا وہان اہتمام حیدر کا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ابتداے طلسم زعفران زار و ذکر عجائبات قلعۂ طلسمی و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

بیا ای ساقی مینوش طرار
ز تقوی‌ها عاجزم مدہوش ماکم

بکن از می مرا مدہوش و سرشار
خیال بیخوری مدہوشش کردہ

بدہ جام شراب ارغوانم
کہ جام عشق را ہم نوش کردم

گل گلزار باغ نوجوانی
معطر کن دماغ آرزویم
خیال آرزویم کرد مجوب
دلم میکرد شغل آہ و زاری
خیال خال او پیش نظر است
کہ تا ظر میشود محو تماشا

شوم خاموش بر این نوحہ خوانی
نہال قامت دلجوے رعنا
تو محبوبی تو مطلوبی تو مطلوب
ز مہجوری برآمد جان برلب
بگو ساقی ترا این ہم خبر ہست

گل بہشتی ز باغ آرزو دیم
شگفتہ میکند گلہاے دل را
فراقت کرد زینسان ضعف طاری
درخشان میشود بر چرخ کوکب
بخوانم قصۂ دلچسپ و زیبا

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت طراری ورہ نوردان منزل عیاری

اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** ترنم سرایان شیرین مقال بہ چنین می نگارد تر کلک خیال بہ خدمت ناظرین والاشان مین عرض رسان ہون کہ تازگی اس طلسم کی بنظر غور ملاحظہ فرمائیے مصنف کی آبرو بڑھائیے جسوقت کہ **جمشید ثانی** واصل جہنم ہوا ظلم و بدعت کم ہوا وزیر اسکا یا تو فوج کو لڑا رہا تھا اور سحر کرتا جاتا تھا کہ کان مین آواز آئی کہ **جمشید ثانی** مارا گیا وزیر نے جو یہ جملہ سنا ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کیا غضب ہوا کہ خداوند مارے گئے افسرون سے کہتا تھا کیون یارو کیا ارادہ ہے خداوند نے تو چولہ تبدیل کیا اب لڑائی فتح نہ ہوگی چار دن اور چار راتین جنگ کرتے گذرین مین تو اب نکلا جاتا ہون اس صلاح مین چالیس افسر یک زبان ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین آپ ہی کے ساتھ چلین گے آپ ہی کے ہمراہ رہین گے چالیس افسر آگے لگے پیچھے وزیر بہ تدبیر اُڑ کر چلا مگر جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے سرداران **صاحبقران** نے جو دیکھا کہ ساحر اُڑے ہوے جاتے ہین تیر مارنے لگے کئی ساحر گرے مگر وزیر نکلگیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا سر اُٹھا کر دیکھا کہ اب رستم پیلتن **علمشاہ** نوجوان جنگ کر کے پلٹے ہین مگر انتہا کے زخمدار ہین سرداران بغلون مین ہاتھ دیے ہوے طرف بارگاہ کے لیے جاتے ہین وزیر بے پیر موسوم بہ ہنگام شبگرد تڑپ کر جو گرا علمشاہ کو اُٹھا لیگیا سب ساتھ والون سے کہا طرف طلسم زعفران زار کے چلو وہان کے ساحر بڑے زبردست ہین باوہ کبر و نخوت سے مست ہین سب راضی ہوے ہنگام قیدی رستم لیکر چلا مگر **سمک یلداقی** کہ عیار رستم ہے فکر مین اپنے آقا کی چلا مگر ہنگام تبدیر رستم لیے ہوے سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچا دیکھا اسکے چمن ہاے زعفران زار آراستہ ہین اوسکے بعد ایک گنبد فیروزہ بنا ہے اُسپر ایک طاؤس منقار کھولے بیٹھا ہے آواز بیہات اور افسوس دے رہا ہے مگر جب منقار کھولتا ہے تو چنگاریان آگ کی دہن سے

گرتی ہین آتش شعلہ زن ہو دھوان بلند ہو عمارتین متعدد دیگر دھوان اسقدر پیچیدہ ہو کہ صورت مکانون کی نہین معلوم ہوتی ہو وزیر نے ایک عرضی لکھی کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند خود پرست ہمارا خداوند مارا گیا آپ کے دامن پناہ مین آئے ہین امیدوار ہین کہ زیر سایہ دامن دولت اوقات بسر کرین یہ عرضی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ہوا سے سر دچلی سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھین کھولین اپنے کو زیر قصر پایا دروازے پر قصر کے ایک چوبدار کھڑا تھا اُسنے پوچھا کیا چاہتے ہو وزیر نے کہا سامنے خداوند عجائب نگار کے جائینگے چوبدار نے حکم دیا آنکھین بند کرو وزیر نے آنکھین بند کین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھین کھولین تو دیکھا کہ قصر بلند مین بیٹھا ہون کئی سو نازنینان مہجبین و مہجبینان مہر تمکین کھڑی ہین وزیر کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئین مگر جو سب کے آگے نازنین کھڑی تھی نہایت چست و چالاک و بیباک اُسنے بڑھکر وزیر کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اے وزیر اعظم مجھکو قدرت نے تمھارے واسطے پیدا کیا ہی مین تمھاری بہت مشتاق تھی باغ بحران مین چلیے وہان جاکر آرام کیجیے وزیر اعظم اُس نازنین کے ساتھ ہوکر طرف باغ بحران کے جاتے ہین کہ ذکر اسکا وقت پر ہوگا مگر رستم پیلتن علمشاہ نوجوان کو جو وزیر قید کرکے لایا تھا ایک مکان مین بند کردیا علمشاہ پڑے سو رہے تھے مگر مسلسل و مطوق کسی شخص نے آکر جگایا علمشاہ کی آنکھ جو کھلی دیکھا ایک نازنین جگا رہی ہو گورے گورے ہاتھ جو علمشاہ کے جسم پر رکھے ہوے جسم علمشاہ کے استادہ ہوے اُٹھ بیٹھے پوچھا ای حور طلعت ای گل بوستان مودت مین تیری صورت زیبا دیکھکر ایسا مبہوت ہوا ہون کہ بیخود ہو رہا ہون اُس نازنین نے ہاتھ رستم کا تھام لیا اپنے ہمراہ لیچلی لاتے لاتے سامنے ایک باغ کے پہونچی رستم نے کہا کیون صاحب یہ باغ کسکا ہو اُس نازنین نے کہا یہ باغ قدرت نے میرے واسطے بنوا دیا ہو تشریف لیچلیے باغ کی سیر فرمائیے علمشاہ ساتھ اُس محبوبہ کے جو باغ مین آئے تو دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین تمام چمن گلہاے معقول سے آراستہ ہو عندلیبان خوشنوا یہ اشعار گا رہے ہین نظم

التماس شکر مین دل رہگیا
ذبح کرتے کرتے قاتل رہگیا
صلح کی امید پر کل پھر گئے
ای اجل دیدار قاتل رہگیا

سر پہ کچھ احسانِ قاتل رہگیا
تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
سہل ہو کر کار مشکل رہگیا
کاوش صیاد نے فرصت نہ دی

رحم آیا ناتوانی پر مری
بات میری رہگئی دل رہگیا
تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
دل مین ارمان عنادل رہگیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا ۔ آئنہ ہوکر مقابل رہگیا ۔ غیر ممکن ہی کہ آسان ہوسکے
رہگیا جو امر مشکل رہگیا ۔ پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم ۔ امتحان فکر کامل رہگیا

رستم سیر دیکھتے ہوے ساتھ اُس نازنین کے بارہ دری مین آئے مسند پر آکر بیٹھے کہ ایک طرف چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دوپٹے بھاری اوڑھے ہوے زیر جامے زربفت کے پہنے زیور پھولون کے زیب جسم نمایان ہوے اور ایک نازنین معشوقہ طرحدار سب کے آگے خرامان خرامان سامنے رستم کے آکر آنکھ ملائی اور ہنسکر کہا صاحب بڑے بے وفا ہو یہ کہکر خوب ہنسی دور آکر بیٹھ گئی جب رستم اشارہ کرتے ہین کہ قریب آکر بیٹھو تو وہ نازنین ہنسکر جواب دیتی ہی کہ خداوند نے میرے بھی نام کا ایک باغ بنایا ہی باغ بیخزان اُسکا لقب ہی وہان تشریف لے چلیے تو آپکو کیا کیفیت حاصل ہو مین اسوقت اسی وجہ سے آئی تھی کہ آپ کو دیکھ لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے کیا مقدمہ پیش آئے شکر کرتی ہون خداوند کا کہ مین نے آپ کو دیکھ لیا بس اب مین رخصت ہوتی ہون یہ کہکے ابروون سے اشارہ کیا رستم نے کلیجہ تھام لیا جیسے ہی وہ چلی رستم اُٹھے پکارتے ہوے اُسکے پیچھے چلے وہ پلٹ پلٹ کر کہتی ہی آؤ رستم چلے آؤ رستم اُسکے ساتھ چلے آتے ہین ولولہ جنون کی ترقی ہی دامن صبر چھوٹا شیشۂ دل بدعت عشق سے ٹوٹا ساتھ ساتھ اُسکے چلے آتے ہین جب باغ سے وہ نکلی جھونکا ہوا سے سرد کا چلا رستم کی آنکھین بند ہونے لگین ہر چند اپنے کو روکا مگر نہ رک سکے بعد تھوڑی دیر کے آنکھین کھلین اپنے کو اور باغ مین پایا دیکھا وہی نازنین در باغ پر کھڑی ہی مگر انتظار اشتیاق رستم مین خاموش ہی رستم قریب اس نازنین کے آئے بے اختیار بول اُٹھے کہ اے مہ جبین یہ باغ تو لایق رہنے کے نہین ہی تم یہان مجھے کیون لائین اُس نازنین نے ہنسکر کہا کہ چند ساعت یہان ٹھہریے ناظر صاحب آتے ہونگے باغ کو آراستہ کرینگے تب آپ سے اطلاع ہوگی رستم خاموش ہو رہے بعد تھوڑی دیر کے ایک خواجہ سرا آکر حاضر ہوا اور رستم سے دست بستہ عرض کی کہ خلوت شاہی مین آپ کی طلب ہی رستم اُٹھکر ساتھ ہوے مگر وہ نازنین غائب ہوگئی رستم ساتھ ساتھ خواجہ سرا کے باغ سے نکلے سامنے دیکھا دوسرے باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی بقول شاعر نظم

باغ کا دربان دیدہ وا
محو نظارۂ گل رعنا ۔ اس گلستان روح افزا کا ۔ باغبان ازل چمن پیرا
جتنے گل ہین جہان کے اندر ۔ سب ہین اس بوستان کے اندر ۔ ہر خیابان مین دوڑتی ہی نسیم

نیلے کاندہے پر اپنے بار شمیم
نہین فوآرہ یہ اچھلتا ہی
سربسر جلوۂ سراپا ناز
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
لیکہ مشتاق سیر باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اکطرف کو وہ لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی

اکطرف حوض مین باب وتاب
حوض کا حوصلہ نکلتا ہی
سنبل اسطرح گرد عارض گل
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہین دوش بدوش
دیکھلو ایک پانوٗن سے ہین کھڑے
داغ لالہ مین لبسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر

دیدۂ عاشقان کی طرح پُرآب
اکطرف کو صنوبر طناز
جیسے رخسار یار پر کاکل
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
شکل مینائی سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہی
کہین گلشن مین نخل داؤدی

رستم تماشاے باغ دیکھتے ہوے جاتے تھے کہ ایکطرف سے کراہنے کی آواز آئی رستم طرف صدا کے متوجہ ہوے آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک پلنگڑی پر ایک معشوقہ شعلہ جوالہ صاحب حسن وجمال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سہی قد خورشید خد ابروکو اگر کمان کہون توکیا خطا ہی جسمین تیر مژگان دلدوز آٹھ پہر خونریزی پر تلیس ہین رستم جمال دیکھکر اوس مہ جبین کا تھرا گئے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا قلب تھرایا مگر وہ نازنین ضعف نقاہت سے تار بستر ہو رہی ہی جب آہ کرتی ہی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی تو شاخہاے نخل ہلجاتی ہی زمین اُسکی آہ سے تھراتی ہی رستم نے قریب آکر دوپٹہ اُسکے چہرے سے ہٹایا اور بہ محبت پوچھا کہ کیون صاحب کیا حال ہی کس وجہ سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُس نازنین نے جو رستم کو دیکھا ایک کاغذ کہ سینے پر رکھے ہوے تھی آئین نظارۂ جمال کہکے ایک آہ کی اور بے اختیار رنگا ہاٹھی اور کہنے لگی فرد مرا کشتی و تکبیرے نگفتی ہلہ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ہلہ چیخ مار کر جو ردئی تو وہ کاغذ ہاتھ سے گرپڑا رستم نے جو اُس کاغذ کو دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہو کر سر اُسکا اپنے زانو پر رکھ لیا اور پوچھا کیون صاحب یہ تصویر کیونکر پائی اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحب کیا پوچھتے ہو مین بادشاہ شبستان کی بیٹی ہون ایکدن اپنے قصر مین تھی کہ محلدار آئی اُسنے عرض کی کہ ایک تاجر آیا ہی مین نے تاجر کو بلوایا کئی ہزار روپیہ کا اسباب خرید کیا پھر ایک صندوقچہ جو کہ بند تھا تاجر نے پیش کیا اور یہ کہا کہ ایک تکمہ سر بمہر دا بیچتا ہون اسکو یون ہی خرید لیجیے میرے سامنے کھولکر نہ دیکھیے مین نے

قیمت پوچھی اسنے کہا لاکھ روپیہ لونگا خیال مین آیا کہ نہین معلوم اس صندوقچے مین کیا سودا ہی کہ کھولنے کو منع کرتا ہی خیر وقت پر دیکھینگے تاجر کو روپیہ دیدیا اور یہ سودا اُس سے لیا بعد تاجر کے جانے کے اسی باغ مین بیٹھی تھی کہ صندوقچہ یاد آیا منگوا کر اسی محل کے نیچے کھولا اُس صندوقچے سے یہ تصویر نکلی تصویر کے دیکھتے ہی یہ نقشہ ہوا کہ تار بستر ہو گئی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور رہی سب کنیزون نے ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا انتہا پڑی رہتی تھی جفائے فرق سہتی تھی آج فلک مہربان ہوا کہ تمھارا جمال بیتال دیکھا آج روز عید ہی عجب وقت سعید ہی یہ کہکے آواز دی اری گلچہرہ و لالہ رخسارہ و گلبدن یاسمن وسیمتن وغیرہ آکر حاضر ہوئیے جو اُس مہ جبین نے آواز دی کئی سو خواصین و کہ دُر گوش سراپا مرصع پوش آکر حاضر ہوئین اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ بارہ دری کو درست کرو آج مہمان آیا ہی کنیزون نے جاکر بارہ دری کو درست کیا اُس نازنین نے نام اپنا غنچہ سربستہ بتایا رستم کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئی رستم کو مسند پر بٹھایا گائن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

وہ گل ہون رنج چمن چھوٹ کر چمن سے ہوا　　وطن کا داغ نکلکر مجھے وطن سے ہوا
گل مراد دل عاشق پُر ارمان ہون　　وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا
لباس گل کی اُڑین دھجیان گلستان مین　　مقابلہ جو شہیدون کے پیرہن سے ہوا
تمام عمر نہ چھوٹا دل اُسکے گیسو سے　　کبھی فراغ نہ اس جانور کو گہن سے ہوا
چھوڑا یا نزع کے عالم نے دردِ ہجران سے　　الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا
رہا نہ مجھ مین دم آواز لن ترانی سے　　کلیجہ خون مرا تیرے اس سخن سے ہوا
رہا نہ ہوش سراپا کا جوشش وحشت مین　　خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا
جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی　　خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا
قفس بسانے جو صیاد کے چلا مجھکو　　گلون سے ملکے مین رخصت چمن سے ہوا
بڑا محاسبہ دینا تھا ای سفر سے مجھے　　حساب پاک مرا عشق بیجتن سے ہوا

رستم خوش بیٹھے ہین کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ارے طلائی لانا ایک کنیز نے لاکر جام و گلابی پیش کی اُس نازنین نے جام لبریز کیا اور سامنے رستم کے لائی رستم نے ہاتھ رکھدیا نازنین اُنے کہا مین سمجھ گئی سنے آپنے سے قسم لی ہی مین تو مشتاق جمال ہون رستم نے کہا ملکہ

اجتک تو ہمارے حکم مین فرق نہین پڑا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم اب روانہ ہو اور تدبیر رہائی رستم کرو
عمرو نے کہا آپ میرے حال سے بخوبی واقف ہین کہ قرضدار مجھکو گھیر لینگے جانے نہ دینگے کہین گے قرضہ
ادا کرو امیر نے برہم ہوکر فرمایا کہ خواجہ جہان تمسے کسی کام کو کہا اور تمنے جھگڑا قرضہ کا نکالا اگر منظور ہو
تو جاؤ ورنہ اگر نامنظور ہو تو انکار کرو خواجہ نے کہا میرے قرضہ کی ادائی کی صورت کیجیے مین جانیکو
موجود ہون مگر ایسا نہو کہ مہاجن کے آدمی ملجائین آقا آپ آگاہ نہین ہین مقدمہ قرضہ کا نازک ہوتا ہی
پکڑ کر لیجاتے ہین مکان مین بند کرتے ہین پانی چھڑک چھڑک کر مارتے ہین اسی تکلیف کو ڈرتا ہون یہ
سنکر صاحبقران بہت ہنسے اور دس توڑے منگوا کر پیش کیے عمرو نے کہا سرداران رستم بیٹھے ہین
یہ لوگ کچھ نہ دینگے سرداران رستم نے بھی موافق اپنے حوصلے کے بہت کچھ دیا مگر خواجہ جب پانون
پھیلانے لگے تو چالاک یہ کہکر اُٹھا کہ حضور آپ کیون پریشان ہوتے ہین مین جاؤنگا اول تو بہک
گیا ہی وہ ضرور فکر کریگا یقین ہی کہ رستم کو رہا کر لاے غلام بھی جانیکو موجود ہی عمرو نے چالاک کو جھڑکا کہ او
بے حیا رئیسون کا مزاج خراب کرتا ہی یہ وہ مقام نہین ہی کہ جاؤ اور مطلب حاصل ہو چالاک نے کہا
مین آپ کے عقب مین آؤنگا عمرو نے کہا قران و منتر برق فرنگی کو بلائیے یہ لوگ بھی چلین جب قران
سامنے آئے عمرو نے کہا او قران بسم اللہ روانہ ہو برق فرنگی نے بانا ے عیاری ذات پر آراستہ
کیے اور کہا اُستاد مین تو جاتا ہون عمرو نے کہا اسکو بڑی جلدی ہی جیتا جاتے ہی قید ہو جاؤ گے ہمین
آکر رہا کرینگے برق نے کہا خدا کو اختیار ہی یہ کہکے برق بھی روانہ ہوگیا بعد برق کے خواجہ بھی روانہ
ہوے منزل بمنزل جاتے ہین جب کوئی قریہ ملا پہلے فقیر بنکر بازار تحصیلی پھر مسافر بنکر زمیندار کے
مکان پر آئے زمیندار نے پوچھا میان کہان جاؤ گے عمرو نے کہا کابل جاؤنگا کئی مہینے گذرے کہ
یون ہی مارا مارا پھرتا ہون زمیندار نے ڈیوڑھی پر چارپائی بچھادی اول تو چبینا لاکر دیا کہا اسکو
جبتک کھائیے پانی پیجیے پھر مین کھانا تیار کراتا ہون خواجہ نے وہ چبینا لے لیا زمیندار سے کہا مین
تڑکے ہی چلا جاؤنگا میری تلاش نہ کیجیے گا زمیندار نے کہا مجھسے ملاقات کرکے جانا عمرو نے کہا جو
کچھ دینا ہو ابھی دیدیجیے گا انتظار نہ کیجیے میری راہ کھوٹی ہوگی زمیندار نے کچھ پیسے نکالکر خواجہ کو دیے
خواجہ نے کہا آپ کی لیاقت سے بعید ہی کہ آپ کی سرکار سے پیسے لیکر جاؤن زمیندار نے کہا روپے
رکھے ہین مگر تحصیلدار کا چپراسی کہہ گیا ہی کہ کل سرکار مین روپیہ داخل کرتا ہی قسط کا زمانہ ہی اسیکو قبول

بیٹھے خواجہ خاموش ہو رہے کچھ رات گئے زمیندار کھانا لایا خواجہ نے خاصہ نوش کیا زمیندار جا کر اندر سو رہا خواجہ اٹھے کمند مار کر کوٹھے پر چڑھے کوٹھے سے اترے دیکھا پوٹلہ روپے کا بندھا ہوا رکھا ہے اٹھا کر نذر زنبیل کیا دیکھا زوجہ زمیندار کی پڑی سو رہی ہے پاؤن میں چاندی کے کڑے ہیں خواجہ نے کڑے بھی اتار لیے زمیندار کو بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیا اسی کی شکل بنکر آرام فرمایا منظور یہ تھی کہ صبح کو گاؤن تحصیل ہونگا صبح کو جو اٹھے باہر آکر سپاہیون کو حکم دیا کہ سب اسامیون کو بلا کر لاؤ اور انکو حکم دو کہ بیباقی سال تمام کی لیتے آؤ جو کوئی نہ لائیگا اسکی زمین نکلجائیگی یہی حکم آیا ہو سپاہی جا کر اسامیون کو بلا لائے خواجہ نے سب کو حکم مذکور دیا کہ سال کی بیباقی کر دو سب نے عرض کی ٹھاکر صاحب یہ بات تو آپ نے نہی کہی قسط پر دینگے عمرو نے کہا زمینون کے بیعنامے لکھ لو ہمنے یہ زمین تمھارے ہاتھ بیچی اسامی خوش ہو گئے خواجہ نے سب کو بیعنامے لکھکر روپیہ تحصیل لیا چلتے وقت زمیندار کو ڈیوڑھی مین ڈالدیا اور نکلکر روانہ ہوئے مگر ہنستے ہوئے جاتے تھے اور دل مین کہتے ہوئے کہ پہلی منزل تو خوب کٹی اب دوسری منزل مین دیکھون کیا ہو مگر کسی بھاگوان کا سامنا ہو جس سے مقابلہ نہ پڑے یہ کہتے ہوئے چلے یہان صبح کو زمیندار جو بیدار ہوا اسامیون نے بیعنامے پیش کیے زمیندار سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بیعنامے مین نے نہین لکھوائے اسامیون نے کہا ہم تو زمین نہ چھوڑینگے روپیہ قرض لیکر ادا کیا ہے زمیندار خیال کرتا ہو کہ سارا گاؤن بیچ ہو گیا آخر روتا پیٹتا جنگل کو نکلگیا مگر خواجہ پھرتے ہوئے سامنے ایک باغ کے پہونچے معلوم ہوتا ہو کہ اندر باغ کے کوئی یہ اشعار عاشقانہ بآواز مستانہ گا رہا ہو نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا | نالہ بھی میرے دہن مین بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا | یہ وہ طائر ہو کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی | ہر دہانِ زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند | آفتابِ داغ دل بے آسمان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا | جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مشکل یار نا ممکن رہا | شوق اپنے دل کا آنکھون کے نہان پیدا ہوا
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین مردہ پسند | اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہو ضرور | دیکھ لو پھر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر نہ ہے صورت نہ مانند خیال	جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف	آنکھ جب اٹھی نگاہون مین دھوان پیدا ہوا
روز اک آفت ہو سر پر اسکے شاید ای نسیم	خاک کا پتلا براے امتحان پیدا ہوا

خواجہ یہ آواز سنکر دیوار باغ پر آئے دیکھا ایک شاہزادی والا قدر چہرہ مثل بدر نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو ہر چند کہ گائن سامنے گا رہی ہو مگر ملکہ صحبت منھ پھیرے بیٹھی ہو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس گائن کو اشارہ کیا کہ گانا موقوف کر دگائن خاموش ہو کر اٹھی براے رفع حاجت ایک گوشے مین آئی خواجہ نے دیوار سے اترکر گائن کو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا زیور سب اتار لیا اور اسیکی شکل بنکر محفل مین آئے کہا ای ملکۂ عالم چند شعر اور سن لیجیے یقین ہو کہ آپ پسند فرمائین نظم

عجب ہو کیا احباب دیکھتے ہو انھین دیکھو مجھے کیا دیکھتے ہو خبر بھی ہو یہ ہو تا قتل ہو کون یہ کسکا تم تماشا دیکھتے ہو

ملکہ نے ان اشعارون کو سنکر بہت پسند کیا کہا ای شعلہ رخسار سچ ہو تیرے گانے نے دل مین جگہ کی جی چاہتا ہو تیرا گانا سنے جاؤن مگر دیکھون انجام کیا ہو خواجہ نے پوچھا ملکۂ عالم کیا مراد ہو مین حضور کا نام نامی بھول گئی ملکہ نے کہا آہو چشم ای شعلہ رخسار اتفاق کی بات ہو کہ مین دربار مین سماوات جادو کے گئی ایک شخص جری و بہادر حسین و جمیل گرفتار ہو کر آیا مگر اسکے چہرے سے جلالت و جرأت آشکار تھی فریب جادو نے بڑے مکر سے گرفتار کیا زنجیرین ہلاتا ہوا آیا جسپر دور سے اسکو دیکھا ہو دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اپنا تو یہ حال ہو نظم

اسقدر خاطر غم دیدہ ہو دشوار پسند	جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدۂ و دل جان جگر حاضر ہین	آج محروم نہ رکھ کچھ تو کر ای یار پسند
دیکھ لیتے ہین تمھین جب ادھر آجاتے ہو	کسطرح ہوتا ہمین روزن دیوار پسند
رحم کچھ عیب ہو جس سے کہ خفا ہوتے ہو	یہ خوشی ہو جو کہین دلبر آزار پسند
جی کو بھایا ہو کچھ ایسا کہ نہین کچھ بھاتا	میل صحرا ہو نہ ہو جلوۂ گلزار پسند
کام غلمان سے اسکو نہ غرض حورون سے	کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسی	جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
تخانہ قید سمجھکر نہ لبسر کی اس مین	اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا
جی مین جو آئے کہو ہو مجھے تکرار پسند

کسلیے چین بجبین ہو کہو کیسا ہو مزاج
کون سی فکر مین ہو خاطر اغیار پسند

دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کرے غیر قضا تیر اگنہگار پسند

کیا مزے ہم نفس سرد مین پاتے ہین نسیم
کس لیے عشق کی ہو گرمی بازار پسند

خواجہ نے یہ سنکر کہا اے ملکۂ عالم پھر کیا ارادہ ہو آہو چشم نے کہا کوئی وجہ وہان جانیکی نہین ہو ورنہ رہا کرلاتی خواجہ نے کہا کوئی حیلہ کر کے چلیے آہو چشم نے کہا میرا جانا دشوار ہی سماوات جادو ضرور فکر کریگا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر آہو چشم کے بیٹھا اپنی زبان مین زمزمہ سرائی کرنے لگا ملکہ نے کہا کیون شعلہ رخسار مراد دلی حاصل ہوئی سماوات نے ایک جلسہ کیا ہو انھین طلب فرمایا ہو بس اب مین اسی قیدی کو رہا کرلاؤن گی مگر ایک خوف ہو کہ تمام اہالیان طلسم میرے ساتھ دشمنی کرینگے خواجہ نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ رہونگی ملکہ نے کہا ای شعلہ رخسار حیرانی و پریشانی حاصل ہوگی تکلیف اُٹھاؤ گی بہت گھبراؤ گی شعلہ رخسار نے کہا اسوقت حضور کو تردد ہو کوئی تو کام مجھسے بھی ایسا بن پڑے کہ انتشار دفع ہو ملکہ نے کہا کل چلنا ہوگا شعلہ رخسار نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگی ملکہ نے قبول کیا جب وہ دن گذرا سر شام آہو چشم تخت پر سوار ہوئی شعلہ رخسار نقلی کو قریب بٹھالیا تخت اُڑتا ہوا چلا یہان سماوات جادو نے جلسہ آراستہ کیا ہو سب جادوگر جمع ہین کہ آہو چشم بھی آکر پہونچی شعلہ رخسار نقلی ساتھ ہو آہو چشم نے سماوات سے کہا کہ ہماری گائن کا گانا سنو سماوات نے اشارہ کیا خواجہ بیچ مین آکر بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

زخم بالیدہ ہوئے داغون پہ جوبن آگیا
پرورش پایا کیا جو زیر دامن آگیا

اشک خون آلودہ سے ہی پیرہن بلبل قریب
اور ہی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا

گولنبا یہ خاکسار آتا ہو دیکھ اے شہسوار
اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا

شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر
میری آنکھون کو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہو کر رہ گیا درد فراق
دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی	شعلۂ اخگر دل تہ داماں گلخن آ گیا
باغ عالم میں بشکل بلبل تصویر ہوں	کچھ غرض رکھتا نہیں گر سوے گلشن آ گیا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم	فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بد ظن آ گیا

خواجہ نے اِس رنگ سے اُن اشعاروں کو گایا کہ سماوات بہت خوش ہوا خواجہ نے عرض کی ایک کمال میں اور جانتی ہوں سماوات نے پوچھا وہ کیا کمال ہی خواجہ نے کہا ساقی گری خوب کرتی ہوں ہاتھ سے بتاؤں پاؤں سے ناچوں سر سے شراب پلاؤں سماوات نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی خواجہ نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت فرمائیے تو ابھی تماشا دکھاؤں سماوات نے کنجی میخانے کی سامنے خواجہ کے پھینکدی خواجہ کنجی لیکر سامنے میخانے کے آئے میخانے میں اگر شراب کو خراب کیا یعنی سب میں بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کو صاحبو شراب لیجاؤ میں ساقی ہوتا ہوں کوئی باقی نہ رہے خدمتگار دوڑے گلابیاں وغیرہ اُٹھا کر لیگئے مگر خواجہ نے سو گلابیاں سے انکو سے آراستہ کیں جیسا اکثر ایسی رنگ کی شراب انمیں بھری اور کشتی لیکر محفل میں آئے سماوات نے کہا ای آہو چشم حقیقت میں تمھاری کائن بڑی کامل و اکمل ہو کس لطف سے شراب لائی ہو کہ دیکھکر ہی جی چاہتا ہی شراب پیئیں خواجہ نے لاکر گلابیاں محفل میں رکھیں آہو چشم کے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم میں اب کہ بیہوش کرتی ہوں آپ آمادہ رہیں رستم کو رہا کیجیے گا آہو چشم نے کہا ای شعلہ رخسار دیکھیے یہ سب ساحر محفل میں جمع ہیں اگر ایک بھی اِسمیں سے آگاہ ہوا تو بڑی آفت برپا ہوگی خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر کسی کو قتل بھی کروگی تو کوئی سر نہ ہلائیگا آہو چشم خوش بیٹھی ہی اور سحر تیار کر رہی ہی مگر خواجہ نے اول جام سماوات کو پلایا پھر طرف محفل کے رجوع ہوئے ہر جادوگر کو بہ خوشامد پلایا جسنے جام پیا اُسنے کچھ انعام بھی دیا اور ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ایسی ساقی گری ہمنے کبھی نہیں دیکھی شعلہ رخسار کمال کر رہی ہی مگر خواجہ نے دیکھا کہ پشت پر سماوات کے مہتر سماک بلداقی ایک کنبر کی شکل بنا ہوا خاموش بیٹھا ہی اور مگس رانی کر رہا ہی بیٹھے بیٹھے سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھنے لگا پکار کر آواز دی آئیے آپ سب صاحب شریک صحبت ہوجیے مگر خداوند طلسم زعفران زار نہیں آنے کسی کام میں ہونگے یہ کہکر آئیے آئیے کہتا ہوا اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا سب اہل دربار لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا تھوڑے عرصے

مین سب گر کر بیہوش ہوے خواجہ خنجر لیکر چلے آہو چشم نے منع بھی کیا کہ خواجہ اسے قتل نہ کرو مگر خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا لپک کر خنجر مارا جیسے ہی خنجر پڑا اور دھار خون کی نکلی زمین شق ہوئی ایک جادوگر ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ساربان زادے غضب کرتا ہی کہ حاکم کو یہان کے قتل کرنا چاہتا ہی منم ناصر جادو یہ کہکے جا ہا کہ خنجر کمر سے نکالے سمک یلدراقی بیٹھا ہوا تھا کہ قبلہ و کعبہ قتل ہوتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر کہا ای ناصر جادو اسکا سر کاٹ لے یہ ساربان زادہ کیونکر آیا ناصر نے کہا تو بھی قریب آ نا مجھکو تو بھی عیار معلوم ہوتا ہی سمک نے کہا پشت پر دیکھیے کون کھڑا ہی ناصر پلٹا سمک نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقے گردن مین پڑے سمک نے جھٹکا مارا ناصر چاہتا ہی تڑپ کر نکلون سمک نے خنجر مارا کہ ناصر کا سر کٹ کر گرا خواجہ نے رہائی پائی مگر آہو چشم نے اُٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کے فرزند نے بڑا کام کیا اب آپ اس قصر سے نکلیے مین رستم کو لیکر آتی ہون خواجہ و سمک جست و خیز کر کے نکلے مگر چلتے چلتے خواجہ نے تاج سماوات کا اُٹھا لیا اور چند کے لباس بھی اُتار لیے مگر سماوات کے بچنے کا بڑا افسوس ہی کہ کیون خواجہ یہ ساحر اگر مارا جاتا تو بہت کچھ ملتا مہاجن انتظار مین ہونگے کہ خواجہ عیاری کرنے گئے ہین کچھ لیکر آئینگے اور جب خالی ہاتھ دیکھینگے تب گھبرا اُٹھینگے اور کہینگے خواجہ کچھ لوٹ مار کے نہین لاے تو کیا جواب دونگا لیکن آہو چشم بلند ہو کر اُس مکان پر گری چھت توڑ کر اندر آئی دیکھا رستم سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین آہ آہ کر رہے ہین کہ یکایک چھت مین شگاف ہوا اسطرح کی برق چمکی کہ رستم کی آنکھ جھپک گئی نظم

حسن ایسا کہ جیسے دیکھو مہ چہار دہم
یاد کرتی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ ناگنین تھی ل

آنکھ ملکر جو دیکھا تو ہوا کب وہ ہوش
ایک ہیک نہ دیکھے تو اک جند ہی رہجا جھجک
جلوہ وہ قہر کہ گھٹتے ہین ہوش جسکی ہر لہر
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین و بالک

غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جیسے
گھر ڈبو دینے کو ہی عشاق کے دریا اٹک
رستم نے جو وہ صورت زیبا دیکھی

پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پیچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کہ آہو چشم نے قریب آکر سحر اُتارا ماران سیاہ جو رستم کے جسم سے لپٹے ہوے تھے وہ چھوٹ کر گرے زنجیرین جو اصلی باقی رہگئی تھین انکو رستم نے توڑ کر پھینکدیا بغلون سے خون جاری ہوا آہو چشم نے دوپٹے سے خون پوچھا کتنی تھی ای شہریار آپ نے کیون جلدی کی رستم نے کہا مین سحر سے ناچار تھا جب سحر اُتر گیا تب زنجیرون کی کیا حقیقت تھی

آہو چشم نے کہا مین آپ کو لینے آئی ہون لہذا یہان سے نکل چلیے رستم نے کہا اے آہو چشم مین چاہتا ہون
کہ اس طلسم کو فتح کرون آہو چشم نے کہا یہ کنیز فکر کر چکی مگر لوح اس طلسم کی معدوم ہے میری مادر مہربان کو
معلوم ہو دایہ کیسے گوارہ نہ کرینگی کہ مسلمان طلسم کو توڑے قدرت سے بہت موافقت رکھتی ہین اور
بادشاہ طلسم موسوم بہ شنکال کج طینت بڑا ساحر زبردست ہے سترہ ہزار ساحر اک اک سامری عہد و
جمشید زمان اپنے اپنے سحر پر ناز رکھتے ہین وہ سب شنکال کے رفیق ہین لہذا اگر ان مین سے کوئی
حضور کے شریک ہو گیا تو پھر لوح کا پتہ ملیگا رستم نے کہا مین کوئی کوشش اٹھا نہ رکھونگا آہو چشم نے
رستم کو تخت پر سوار کیا اور لے اڑی تخت اڑتا ہوا جاتا ہے مگر خواجہ عمرو سمک ملدا اقی جو قفس سے نکلے
خواجہ نے کہا بیٹا الگ الگ جاؤ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ سنکر سمک ایک جانب بھاگا یہان
آہو چشم رستم کو تخت پر لیے ہوے جاتی ہے کہ ایک کوہ دکھائی دیا کہ نہایت بلند و مرتفع تھا آہو چشم
نے کہا دیکھیے بر سر کوہ چشمہ آب بھی ہے اگر فرمائیے تو ٹھہر جاؤن قصد تو یہ تھا کہ بیرون طلسم جا کر ٹھہرون
مگر سرحد طلسم بہت دور تک ہے یقین ہے کہ کل نکل جائین رستم نے کہا تخت اُتارو رستم چاہتے ہین کہ طلسم
کے باہر نہ جاؤن اندر طلسم کے آکر نکلجانا عین نامردی ہے کیا عجب ہے کہ لوح دستیاب ہو آہو چشم نے
تخت اُتارا اور چشمے کا پانی پیا ایک مچھلی چشمے مین تڑپی اور مثل انسان کے آواز دی کہ اے کوہ بان
سنگ بار جلد دوڑ کہ آہو چشم قیدی کو لیے جاتی ہے مچھلی یہ آواز دیکر غرق دریا ہوئی جب مچھلی غائب
ہو گئی تو رستم نے کہا اے آہو چشم یہ کیا شعبدہ تھا کہ مچھلی کی ماہیت سے آگاہ نہ ہوے کہ یہ کیا شے تھی
آہو چشم نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان کوئی ساحر رہتا ہے یہ باتین تھین کہ پہاڑ تھرا کے
شق ہوا ایک ساحر نے سر نکالا سر پر اپنے سل پتھر کی رکھے ہوے چند سنگریزے ہاتھ مین فوراً
نکلتے ہی نعرہ کیا کہ منم کوہ بان سنگ بار ہاتھ مین جو سنگریزے تھے وہ پھینک مارے رستم پر پتھر
برسنے لگے مگر آہو چشم نے دو سپرین کاغذ کی بنا کر سر پہ رستم کے اڑا دین جو پتھر گرتا ہے سپرین سینہ سپر
کرتی ہین کوہ بان نے جو دیکھا کہ آہو چشم نے میرے سحر کو روک لیا کمر مین ہاتھ ڈالا ڈبیہ خاک تیرہ بختی کی
نکالی سامنے آہو چشم کے وہ خاک اڑا دی آہو چشم بیہوش ہو کر گر پڑی رستم کے بھی ہاتھ سے تلوار گر پڑی
یہ دونون بیکار پڑے ہین کوہ بان نے جو دیکھا کہ میرے سحر سے یہ بیکار ہوے تلوار کھینچکر قریب آہو چشم
کے آیا کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ گرم و سرد عالم ندیدہ تو نے غضب کیا کہ قیدی کو رہا کر لائی اب

مین تجھکو قتل کرتا ہون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے کوہان خبردار آہو چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ قدرت کے خلاف ہوگا کوہان رُک گیا دیکھا سامنے ایک جادوگر نامہ ہاتھ مین لیے پکارتا ہوا آتا ہی کہ خبردار اگر قتل کریگا تو بہت پچتائیگا کوہان نے پکار کر کہا تیرا کیا نام ہی اور کسنے تجھکو بھیجا ہی ساحر نے کہا مجھکو سماوات نے بھیجا ہی اور حکم دیا تھا کہ آہو چشم کو لاؤ لہذا اس نامے کو پڑھو یہ کہکر قریب آیا نامہ ہاتھ مین کوہان کے دیا کوہان نے جو نامہ ہاتھ مین لیا دھوان زمین سے نکلا کوہان کو کچھ آواز معلوم ہوئی جھلا کر کہا او ساربان زادے میرے ساتھ مکر کرتا ہی خواجہ نے چاہا جست کرکے نکلون لیکن کوہان نے سحر کیا کہ خواجہ گرے اور پانوُن زمین نے تھام لیے کوہان نے تلوار چمکائی کہا او ساربان زادے تجھکو قتل کرونگا خواجہ نے بیقرار ہوکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز مجھکو اس آفت سے بچالے اسوقت بہت بیقرار ہون موت سامنے پھر رہی ہی واسطہ خاصان خدا کا یا علی مرتضیٰ اے گرہ مشکل کشائی کیجیے اس عاصی کو بچائیے

نظم

غم سے مجھکو چھڑائیے مولا
ہون محبت مین آپ کی کامل
اپنی صورت دکھائیے مولا
اپنے اللہ سے گنہ میرے
اب اس آفت سے چھڑائیے مولا
ہین ضلالت مین مردم دنیا
کے جلدی چھڑائیے مولا

دستگیری ضرور ہی میری
چاہیے آزمائیے مولا
رہنما تم ہین راہ گم گردہ
حشر مین بخشوائیے مولا
مثل سلمان مرے بچانے کو
راہ ایمان بتائیے مولا

آئیے جلد آئیے مولا
گر پڑا ہون اُٹھائیے مولا
قبر تک شوق دید لے آیا
راہ مجھکو بتائیے مولا
بند مین سخت ہو رہا ہون خراب
شبیر کی طرح آئیے مولا
دام غم مین یہ ہی اسیر اسیر

خواجہ دعائین کر رہے ہین مگر کوہان تلوار کھینچے ہوے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ خواجہ کا سر کاٹ لون اور خواجہ دم دے رہے ہین کبھی کہتے ہین روپیہ لے لے کبھی جواہر دینے کو کہتے ہین مگر کوہان کچھ نہین مانتا ہی یہی چاہتا ہی کہ خواجہ کو قتل کرون اور آہو چشم بہ نگاہ حسرت رستم کو دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی کہ اگر مین جانتی کہ یہ آفت پڑیگی تو انکو قید خانے سے نہ لاتی ولیسا حسین و جمیل صاحب شوکت و لیاقت یکہ تاز میدان جرأت گل گلزار مروت گوہر دریاے محبت اسیر پر مصیبت مگر کوہان کہ آہو چشم پر عاشق ہوا ہی اکثر اشارے سے کہتا ہی کہ اگر مجھکو قبول کرو تو مین البتہ رہا کردون مگر اپنے رقیب کو ضرور قتل کرونگا ہر مرتبہ قریب رستم کے آتا ہی چاہتا ہی

قتل کرون مگر آہو چشم منع کرتی ہو کہ خبردار اُسکے قریب نہ جانا آہو چشم نے جب دیکھا کہ کوہان قتل رستم پر بہت آمادہ ہو بیقرار ہوکر رونے لگے آنسو جو آنکھون سے گرے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ صدف کا منھ کھلا ہو گوہر آبدار اشک متصل جاری ہین چونکہ عاشق جال ہو چکا ہو رونا آہو چشم کا کوہان کو شاق ہوا قریب آکر کہا او شہنشاہ خوبی واو سرو باغ محبوبی کیا چاہتی ہو مین تو عہد کرتا ہون کہ رقیب کو قتل کرونگا تیرا ہاتھ نہ اُٹھاونگا اگر وصل سے انکار بھی کروگی تو تمکو قید کرونگا اور رسارہ بان زاوے اور رستم کو قتل کرونگا مجھکو زندہ رہنا رقیب کا گوارہ نہین جسوقت سماوات سُنے گا تو بہت خوش ہوگا مین سماوات سے درخواست کرونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو مگر عمرو کو پہلے قتل کرونگا اس ظالم کے ہاتھ سے وہ وہ ساحر مارے گئے ہین کہ جنکا دل پر داغ ہو ملکہ دمامہ جادو کہ بادشاہ زبرجد نگار تھی اُسکو کس حسرت سے قتل کیا بی برق جادو اسی ظالم کی معشوقہ زبرجد نگار مین بادشاہ ہین خوب چین کر رہی ہین وہان بھی جاکر آفت برپا کرونگا سلطنت اُسکے چھین لونگا تب میرے دل کو آرام آئیگا ساحر مشمش کیسا ساحر جلیل تھا کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا اس ظالم نے اُسکو کس بدعت سے قتل کیا وہانسے علمداری اُسکی اُٹھ گئی فرعونیہ پر بھی جاؤنگا اُسکو بھی خالی کراؤنگا عمرو نے جو سُنا کہ میرے قتل پر زیادہ آمادہ ہو ملکہ کہ روئے کہا اے کوہان مین چاہتا ہون کہ چند اشعار عاشقانہ سماعت کرو دیکھو تو کیسا گاتا ہون یہ کہکر خواجہ نے پڑے پڑے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

عشق کا تیر اگر لیس ہو چلنے کے لیے	مستعد روح بھی ہو تن سے نکلنے کے لیے
ضعف جب قصد گرانے کا مرے کرتا ہو	یا علی منھ سے مین کہتا ہون سنبھلنے کے لیے
اُٹھ گئے سیکڑون اس بزم جہان سے احباب	رہ گیا مین کف افسوس کے ملنے کے لیے
کیا کرون دل کی کسی رنگ سے وحشت نگئی	لاکھ گلشن مین پھرا دل کے بہلنے کے لیے
جب مین جاتا ہون وہ کہتے ہین تم آیا نہ کرو	زہر لاتے ہو مرے گھر مین نگلنے کے لیے
جانیوالے نے خبر کی نہ سفر کی اپنے	مستعد ہم بھی تو تھے ساتھ ہی چلنے کے لیے
کوے جانان مین چلو کہتی ہو میت میری	لوگ رکھجاتے ہین کاندھا جو بدلنے کے لیے
دیکھ اکدن تو تماشہ مری دل سوزی کا	آ دُن مین بھی ترے پروانون مین جلنے کے لیے
یار کے شعلہ رخسار کی گرمی جو سُنی	دل مرا ہو گیا موجود پگھلنے کے لیے

خوش خرامی کو تری دیکھ کے طاقت نہ رہی	کبک و طاؤس ترسنے لگے چلنے کے لیے
تا کجا رنج و الم فرقت جانان مین ہر بر	کوئی تو شکل کرو دل کے بہلنے کے لیے

خواجہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے گوہان یہ اشعار عبرت آثار سنکر ہر چند کہ بہت خوش ہوا مگر جھلا کر کہا او ساربان زادے مین خوب جانتا ہون کہ یہی گانا تیرا سحر ہی اسی جال مین تو سب کو پھنساتا ہی جانتا ہون تو میری فکر کر رہا ہی مگر مجھپر کچھ قابض نہ ہو گا ہمارے خداوند وہ بندہ نواز ہین کہ مجھکو خبر دیتے ہین جو تیرے دل مین ہی وہ خبر مجھکو معلوم ہی یہ کہکر تلوار کھینچکر بڑھا خواجہ نے سر تو جھکا دیا مگر آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رحیم و کریم بڑے ظالم سے سامنا ہی اِسکے ہاتھ سے بچا لے اِس ظالم کے دست ظلم سے نجات دے مگر گوہان تلوار کھینچے ہوے بڑھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک شاہزادی مرکب پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین شکار کی جویا گھوڑا دوڑاتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ آہو چشم زمین پر پڑی ہی ارادہ کرتی ہی اٹھون مگر سحر سے گوہان کے اٹھ نہین سکتی سر دیے مارتی ہی کبھی پتھرون سے سر ٹکراتی ہی اُس نقابدار نے گھوڑا اپنا بڑھایا پہاڑ پر آکر گوہان سے کہا ای گوہان سنگ بار اِس نالایق سے کیا خطا ہوئی کہ جو تمنے اِسکو گرفتار کیا گوہان نے کہا ای ملکہ غزالہ خوش چشم آہو چشم قیدی کو لیے جاتی ہین اسی خطا سے مین نے گرفتار کیا ہی غزالہ نے کہا ای گوہان اسکے حال پر رحم کرو اور مناسب ہو تو چھوڑ دو گوہان نے کہا مین اِسکو نہ چھوڑونگا مین جو اس سے کہتا ہون اگر یہ قبول کرے تو یہ جو کہے وہ مین کرون غزالہ نے کہا آخر کیا کہتے ہو گوہان نے کہا اگر اِسکی شادی میرے ساتھ کر دیجیے تو خدمت گذاری کرونگا غزالہ نے کہا او پاجی جنگلی آدمی انیسا ملکہ کہتا ہی یہ کیونکر قبول کرے تجھ ایسے ناہنجار کو کیونکر قبول کرے جمال رستم دیکھکر غزالہ کو بھی محبت ہوئی کہا ای نور نظر تمنے بڑا غضب کیا کہ کل اہل طلسم کو اپنا دشمن بنایا مین کس کس کا شکوہ کرونگی ای نور نظر اب تم ہمسے چھوٹین ای گوہان اب جاؤ اِنکے قتل سے باز آؤ گوہان نے کہا کیون ملکہ غزالہ بیٹی کا پاس کرتی ہو اور طلسم کا کچھ خیال نہین مین خداوند کے سامنے تمھاری شکایت کرونگا اُسوقت احوال معلوم ہو گا جب غضب خداوندی مین مبتلا ہو گی غزالہ نے کہا او بیہودہ سامنے سے ہٹ جا مین کیونکر گوارہ کرون کہ بیٹی قتل ہو اور مین دخل نہ دون کیونکر اسکو نہ بچاؤن اسکی وجہ سے میرا نام روشن ہی اور مین اب دربار قدرت مین نہ جاؤنگی اسی جنگل مین اوقات بسر کرونگی اِس عرصے مین

اور چند کنیزین جو غزالہ کے ساتھ تھین وہ بھی آگئین انھون نے بھی اگر کوہان کو بہت سمجھایا مگر کوہان
نہین مانتا ہی تلوار کھینچکر طرف رستم کے چلا غزالہ نے بہت منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور کہا کیون او کوہان ہمارا
کہنا نہ مانو گے کوہان نے کہا مین قیدی کو ضرور قتل کرونگا غزالہ نے کہا تلوار تو اُٹھا پھر مزا دیکھ کہ کیا
رنگ ہوتا ہی کوہان نے ارادہ کیا کہ رستم کو قتل کرون غزالہ نے مسکرا کر پشت پر کوہان کی ہاتھ
پھیرا اور کہا جا کر کوہ دشت کی سیر کر وہ کوہان کانپا اور تلوار نیام مین کر کے ایک جانب بھاگا غزالہ
نے بعد جانے کوہان کے خواجہ پر سے سحر اُتارا اور کہا کیون شہنشاہ اوج عیاری اب اِسکے معین
ہین اسکی آبرو بچائیے گا خواجہ نے کہا یہ ہماری جان کے ساتھ ہی اگر کوئی اسپر ہاتھ ڈالیگا تو ہم
ضرور دخل دینگے اور جہانتک ہوسکیگا اِسکو قید سے رہا کرینگے مجھپر کیا موقوف ہی کل عیاران اسلام
اِسکے واسطے جان لڑائین گے صاحبقران زمان خود اسکی مدد کرینگے غزالہ نے آہو چشم کو گلے
سے لگایا اور کہا ای نور نظر خدا حافظ جب ہماری خواہش ہو تب اِسی صحرا مین تلاش کر لینا آہو چشم نے
رو کر جواب دیا کہ ای مادر مہربان جو کچھ تقدیر مین ہو مین تو اب انکے ساتھ ہون ہر مقام پر مدد کرونگی
شنکال سے مقابلہ پڑیگا جو کچھ ہو وہ جھیلونگی جان پر کھیلونگی مگر اِنکا ساتھ نہ چھوڑونگی مان بیٹیان
ملکر خوب روئین پھر آہو چشم نے تو رستم کو تخت پر سوار کیا ایک طرف روانہ ہو گئی غزالہ اُسی صحرا مین چلی
ایک مقام پر بارگاہ استاد گرامی کنیزون کو ساتھ لیکر اُتر پڑین کنیزون نے کہا ابھی کہ مکان کو چلیے
غزالہ نے کہا اب گھر یہی صحرا ہی شنکال کو ضرور خبر پہونچی ہوگی یقین ہی کہ کوہان بلبلاتا ہوا دربار
شاہنشاہ مین جاے اور وہان جا کر آفت برپا کرے شنکال ضرور میری فکر کریگا اِسی مقام پر لڑونگی
یا تو مین اپنی جان دونگی یا اگر فتح تقدیر مین ہوگی تو فتح و فیروزی پاؤنگی مگر سامنے شاہ کے نہ جاؤنگی
کنیزین خاموش ہو رہین مگر کوہان جنگلون مین پھرتا ہوا سامنے قصر شنکال کے پہونچا وہ وقت
ہی کہ شنکال تخت پر بیٹھا ہی آٹھ نو لاکھ فوج گرد قصر کے فروکش ہی افسران فوج اپنے اپنے خیمے مین
بیٹھے ہین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا شنکال نے کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے پہلے ہاتھ اُٹھا کر بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان برپرند ۞ شکست طبل تاسگان
بر رند ۞ گرز آتش نہزار رنگار رنگ ۞ بر سر تو موکلان نیز نند ۞ شہنشاہ کے دوستون کو سوز د
گداز ہو مسلمانون کی عمر دراز ہو ای شہنشاہ نیا معرکہ در پیش ہی کہ آپ کے غلامون کو پس و پیش

کہ کوہان سنگ بار دیوانہ وار وحشی مثال لشکر پر آگرا ہی کئی افسر مارے ہزارون سپاہیون کو قتل کیا
شنکال نے حکم دیا کہ ایک ساحر جنگلی صحرانشین شہنشاہ کے لشکر کو ویران کر رہا ہی مگر وزیر جو بہلو مین
بیٹھا ہی برفان برف بار اُسکا نام ہی عرض کی ای شہنشاہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوہان کسی کے
سحر مین ہی بیہوشی مین یہ حرکتین کر رہا ہی اگر ہوش مین ہوتا تو ایسی بے ادبی نہ کرتا اگر حکم ہو تو جا کر اُسے
گرفتار کر لاؤن شنکال نے حکم دیا کہ متعین جاؤ مگر یہ بات مشہور نہ ہو کہ بادشاہ کے وزیر نے کوہان
کو گرفتار کیا ما بدولت کے واسطے بدنامی ہی برفان اٹھا باہر آکر دیکھا کہ کوہان سنگ بار بڑے زور
سے لڑ رہا ہی کئی خیمے گرا دیے مین کسی خیمے مین آگ لگا دی کہین پانی برسا دیا کہین شیر دوڑا دیے
برفان نے للکارا کہ او کوہان کیا چاہتا ہی کیون غربا کو قتل کر رہا ہی جو تو کہہ وہ مین بجا لاؤن کوہان
ہنس پڑا کہا ای برادر تم وزیر اعظم ہو تم نہ مدد کروگے تو کون کریگا یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے برفان
کے آیا برفان نے دیکھتے ہی کوہان کو ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد سر کوہان چرخ مار امنھ سے
شعلہ ہاے آتش چھوڑے اپنی آگ مین آپ جلگیا خاک اُس طائر کے سر پر کوہان کی گری کوہان
نے کہا ای وزیر اعظم یہ خاک کیسی گری برفان نے کہا یہ خاک قدم خداوندی ہی منھ پر مل لو بڑا نفع ہوگا
یہ سُنتے ہی کوہان نے وہ خاک چہرے پر ملی جیسے ہی خاک چہرے پر ملی کا ہوش آگیا دوڑ کر قدمون پر
برفان کے گرا کہا ای وزیر اعظم مین عجب طرح کی مصیبت مین ہون ذرا انصاف کرو میری کچھ خطا نہین بی
غزالہ نے بیٹی کی محبت مین مجھپر سحر کیا کہ مین آکر لشکر پر گرا میری کیا طاقت تھی کہ لشکر خداوند کو قتل کرتا مگر
دیوانہ وار وحشی مثال ہوش مین نہ تھا اِسوجہ سے یہ معاملہ ہوا برفان کوہان کو ساتھ لیے ہوے
سامنے شنکال کے آیا کہا ای شہنشاہ انقلاب شروع ہو گئے شنکال نے کہا بیہودہ مت بک اس
طلسم کا وہ انتظام ہو کر ہوا بھی تھرآتی ہوئی آتی ہی ای کوہان تجھپر کیا معرکہ گذرا کوہان نے کہا ای
شہنشاہ ساحران بیرے پہاڑ پر آہو چشم قیدی کو لیکر آئی ساربان زادے نے آکر دھوکا دیا مگر آپ جانتے
ہین کہ مین دھوکا نہین کھا سکتا مجھکو معلوم ہو گیا کہ یہ عمرو عیار ہی مین نے اُسکو بھی گرفتار کر لیا بعد
تھوڑی دیر کے آہو چشم کی مان بی غزالہ آکر پہونچین مجھکو سمجھانے لگین اور فرماتی تھین کہ انکو چھوڑ دو
سزا نہ دو مین نے جواب دیا کہ اتنی بڑی خطا فاش کی ہی مین نہین معاف کر سکتا اُنھون نے بالون
مین لگا کر مجھپر سحر کیا کہ میرا قلب اُلٹ گیا حضور کی فوج پر آپڑا مین گنہگار ہون جو چاہے سزا دیجیے

مگر مین اپنے ہوش مین نہ تھا ان سب کا خون میری گردن پر رہا شغنکال نے ہنسکر کہا کیون صاحبو الکلا
اسی کا نام ہی کہ ایک ساحرہ اگر ہماری دشمن ہوگی تو ہمارا کیا کرسکتی ہو کوئی ساحر اگر جاے اور جاکر غزالہ
کو گرفتار کر لائے ہم ابھی اسکو قتل کرتے ہین دیکھین تو اسکو کون بچاتا ہو بڑے بڑے سردار ساحران علم
بیٹھے ہین کہ اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ایک ساحر موسوم بہ آہن تاب اپنے مقام سے
اٹھا کہا اے شہنشاہ مین غزالہ پر مدت سے عاشق ہون مین جو اسکو گرفتار کرکے لاؤن تو آپ میرے
کہنے سے اسکی خطا معاف کر دیجیے گا مین اسکو اپنے گھر بٹھالونگا اپنی زوجہ بناؤنگا شغنکال نے حکم دیا
کہ خبردار جاتے ہی گرفتار کر لینا لاکھ زور کے پیٹے مگر خیال نہ کرنا جو تمنے کہا ہو وہی کرونگا تم اسکو زوجہ
بنانا آہن تاب اپنے مقام سے اٹھا چالیس پتلے فولادی اپنے ساتھ لیکر آہن تاب چلا یہان ملکہ
غزالہ صحرا مین اتری ہین اور فرما رہی ہین نہین معلوم بیٹی پر کیا گذری اُس کمبخت نے مجھکو ساکن صحرا کیا
اُسکو خدا ہر آفت سے بچائے ہر وقت اُسی کا خیال ہی مگر ملکہ آہو چشم رستم کو ساتھ لیے ہوے اُسی صحرا
مین ایک باغ ویران ہی اسمین اُتر ٹھہری ہی رستم سے کہا میرا نیند کے مارے برا حال ہی رستم نے آہو چشم
کو زانو پر لٹا لیا آہو چشم کی آنکھ بند ہوگئی مگر ملکہ غزالہ دربارگاہ پر ٹہل رہی ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھی
آہن تاب مع چالیس پتلون فولادی کے آکر پہونچا آتے ہی آواز دی کہ اے غزالہ رومال سے اپنے
ہاتھ باندھ لو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی اے غزالہ اگر سرکشی نہ کروگی تو کیا تعجب ہی کہ خطا معاف ہوجاے
ورنہ اگر سرکشی کروگی تو قتل ہوجاؤگی غزالہ اپنے مقام سے اٹھی چاہا سحر کرون آہن تاب نے
آواز دی اے حشتام تیز پران جلد آؤ غزالہ کو گرفتار کرلو صحرا سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز
بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ہم پہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائے گا	بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئے گا
تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان	مجھکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائے گا
فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ	انکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائے گا
منہ پہ گلگونہ لہو کا میرے ملکر شرم سے	دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائے گا
پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین	رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائے گا
گو تقاضاے اجل سے جان لب پر ہی مگر	اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائے گا

تار نگہ رکتے نہین دامن کہان ہواے نسیم	اشک اگر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا

یہ آواز جو کان مین غزالہ کے پہونچی دیکھا ایک جوان مرکب پر سوار اشعار مذکور گاتا ہوا آتا ہی غزالہ نے
تکنکی اسکو ملتاؤن مگر وہ جوان گھوڑا بڑھاکر قریب آگیا غزالہ نے ایک دستک دی کہ ایک نازنین مہجبین
آکر پہونچی اور آکر اس جوان کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب باغ دلکشا مین چلکر سیر گل و غنچہ تیار ہین نرگس
شہلا کو تمھارے انتظار مین یہ کہکر اس جوان کا ہاتھ تھاما اس نازنین نے منھ پر جوان کے ہاتھ پھیرا
جیسے ہی ہاتھ پھیرا وہ جوان گھوڑے سے کود اساتھ اس نازنین کے طرف صحرا کے روانہ ہوا آہن تاب
بہت جھلا یا پتیلون کو اشارہ کیا وہ پتلے دوڑ کر غزالہ کو لپٹ گئے کسی نے منھ پکڑا کسی نے ہاتھ تھام لیا
اسطرح لپٹ کر غزالہ کو سامنے آہن تاب کے لائے آہن تاب نے غزالہ کو سپرد کیا اور پتلونسے
اشارہ کیا کہ سب افسرون کو گرفتار کرلو پتلون نے تھوڑے ہی عرصے مین سب افسرون کو گرفتار
کرلیا فوج والون نے چاہا کہ آہن تاب پر جا پڑین لیکن آہن تاب نے ایسا سحر کیا کہ سب بیٹھے
کے بیٹھے رہگئے اگر اُٹھتے مین تو زمین طجاتی ہو اس ناچاری مین سب بیٹھے مین مگر آہن تاب قصد
کر رہا ہو کہ قیدی کو لیکر روانہ ہون غزالہ کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دعائین مانگ رہی ہین
کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

خداوندا شبم بار روز گردان
درین شب روسپیدم کن چو خورشید
چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس
شبے دارم سیہ چون بخت امید
بفریادمن فریاد خواہ رس

ابھی بے نیاز رحم اپنا شریک کر بیقرار ہو کر جو غزالہ نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر نوجوان
نامہ ہاتھ مین پکارتا ہوا آتا ہو کہ اے آہن تاب خبردار غزالہ کو قتل نہ کرنا شہنشاہ کا حکم ہو کہ غزالہ
ہمارے طلسم کی رونق ہو شاہنشاہ اِسے پہلو مین جگہ دینگے یہ کہکے غزالہ سے آنکھ ملائی اور ظاہر
کیا کہ اے غزالہ مین ہون عمرو عیار تمھاری رہائی کو آیا ہون غزالہ نے اشارہ کیا کہ اگر آہن تاب قتل ہو
تب یہ مٹے بن خواجہ نے کہا اے غزالہ تاسف کا مقام ہو کہ تمنے ایسا سحر نہ کیا کہ ان پتلون سے بچتین
غزالہ نے کہا خواجہ یہ پتلہاے طلسمی ہین جبتک آہن تاب نہ مٹیگا جبتک یہ زورون پر رہینگے
خواجہ نے غزالہ سے باتین کرکے آہن تاب سے کہا اے آہن تاب تمنے کیا کار نمایان کیا ہو کہ اس
باغیہ کو گرفتار کرلیا ہو مگر دیکھو پہاڑ پر آگ جل رہی ہو معلوم ہوتا ہو کوئی ساحر آتا ہو آہن تاب

اسطرف پلٹا خواجہ نے خنجر اُسکی کوکھ پر مار کر شکم چاک قصہ پاک کرتے ہی آہن تاب کے وہ سب پُتلے
جلنے لگے کُچھ جلگئے کُچھ بھاگے خواجہ نے غزالہ کو رہا کیا غزالہ نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑا
احسان کیا مگر فساد شروع ہوا اسکا خیال رکھیے گا دو پُتلے بھاگ گئے ہین وہ شاہ کو خبر کرینگے حقیقت مین
وہ پُتلے بھاگے ہوے جاتے تھے ایک صحرا مین پہونچے تھے کہ آسمان سے شعلہ گرا دونون جلنے
لگے اُسی حال مین لباس اپنا نوچتے ہوے سامنے شنکال کے پہونچے شنکال نے جو دیکھا کہ پُتلے
فولادی جل رہے ہین سامنے حوض بنا ہوا تھا اِشارہ کیا کہ یہ آب غسل سامری ہے اسمین پھاند پڑو دونون
پُتلے اُس چشمے مین کود پڑے لباس جو پہنے ہوے تھے وہ تو جلگیا جسم سالم رہا شنکال نے پوچھا
ارے کیا ہوا پتلون نے سب کیفیت بیان کی کہ آہن تاب نے جاتے ہی غزالہ کو پکڑ لیا مگر ایک
جادوگر نے آکر سر میدان آہن تاب کو مار ا ہملوگ جلنے لگے جب بھاگی ہمارے جلے تب
ہملوگ بھاگے راہ مین تھے کہ آسمان سے شعلۂ آتش گرا ہملوگ جلنے لگے یہ نہ جانتے تھے
کہ آب غسل سامری سے صحت ہوگی ورنہ سب کو بھگا لاتے شنکال نے کہا اے طیران جادو اب
تم جاؤ طیران جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ مجھکو خبر ملی ہے کہ بی آہو چشم ورگستم بھی اُسی
صحرا مین ہین لیکن مقام معلوم نہین ہے یقین ہے کہ جب جاؤن تو معلوم ہو جاوے یہان خواجہ ساتھ
غزالہ کے اُترے ہوے ہین غزالہ کو تخت پر بٹھایا اور فرمایا یہ صحرائے رنگین حصار ہے تمھین ہم
اِس مقام پر قایم کرتے ہین تم لشکر لیکر اُترو ہم ساحر کو نہ آنے دینگے دل و جان سے کوشش کرینگے
غزالہ نے عرض کی اگر آپ عنایت فرمائینگے تو مین براے مقابلہ شنکال موجود ہون خواجہ نے
حکم دیا کہ بھرتی جاری کرو غزالہ تخت پر بیٹھی بھرتی جاری ہے ساحر ملازم ہو رہے ہین مہتر برق فرنگی کہ
جنگل مین پھر رہا تھا اِسنے خبر سُنی کہ صحرائے رنگین حصار مین اُستاد بھرتی کرا رہے ہین حیران تھا کہ
اُستاد سے کیونکر ملاقات کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک مہاجن آگے
آگے دس مزدور پشت پر ہر ایک مزدور پر ایک ایک توڑا لدا ہوا برق نے جو روپیے دیکھے تڑپ گیا
رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک برہمن کی شکل بنا لوٹیا اور ڈول ایک طرف رکھ لیا کونا دھوتی
کا بچھا کر اُسپر ستو گوندھنے لگا اور وہی ستو کے پنڈے بنا بنا کر انگوٹھون سے ہاتھ کے نگل رہا ہے
مہاجن نے قریب آکر ڈنڈوت کی برہمن نے کہا بچہ بھلا ہو مہاجن نے کہا کیون مہاراج دیوتا کیا

نمک نہین ہو برہمن نے کہا و رراج نمک کہان میسر ہو اپنا پیٹ پھر رہے ہین مہاجن کو بڑا رحم آیا کہا
برہمن دیو تاہم تمکو نمک دینگے مزدورون سے کہا توڑے رکھدو پانی پی لو تب آگے بڑھنا مزدورن
نے توڑے رکھدیے برہمن نے ڈول بھر اپہلے مہاجن کو پلایا پھر مزدورون کو پلایا سب پیتے ہی پلٹی
کے بیہوش ہوے برق فرنگی نے وہ دسون توڑے ایک درہ کوہ مین گاڑ دیے اور آپ وہانسے
ساحر کی شکل بنکر نکلا اُس مقام پر آیا جہان لوگ بھرتی ہو رہے تھے خواجہ نے پکار کر کہا جو ملازم ہوگا
اُسکو ہزار روپے کی ضمانت دینا پڑیگی ایک ساحر تڑپ کر نکلا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین باہر کا رہنے
والا ہون یہان کوئی ضامن نہین ہو نقدی روپیہ فرمائیے تو جمع کر دون خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او
مکار مین نے تجھکو پہچانا نقدی روپیہ کہان سے آیا جلد بتا برق نے کہا اُستاد ایک مہاجن جاتا تھا
مین نے آپ کا نام لیکر اُسکو بیہوش کیا دس توڑے اُس سے لیے ہین وہ درہ کوہ مین چھپا دیے ہین
خیال مین آیا کہ اُستاد کو آگاہ کر دون اُستاد کو روپے کی ضرورت رہتی ہو خواجہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا
او فرزند مین تجھی کو اپنا نائب کرونگا تو اِس لایق ہو کہ تجھکو زنبیل ملے برق فرنگی نے وہ دسون توڑے
جو کہ مہاجن سے لیے تھے وہ لا کر خواجہ کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے برق کو
لیکر لشکر مین آئے کہا ای ملکہ غزالہ یہ معتبر برق فرنگی عیار ہو اِسکا خیال رکھیے گا یہ کسی ساحر کو نہ آنے دیگا
ملکہ غزالہ نے برق فرنگی کو کرسی معقول دی برق فرنگی بیٹھا ہو کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ طیران دیو جادو
آتا ہو غزالہ نے تھرا کر کہا کہ یہ وہ ساحر ہو کہ جسکے نام سے ہوش سب کے اُڑتے ہین ایسا سحر کرتا ہو کہ اگر
لاکھ ساحر سامنے ہون تو دم بھر مین تسخیر ہو جائین سب کو دیوانہ بنائین یہ سنکر برق فرنگی روانہ ہوا
یہان طیران دربارگاہ پر اپنے بیٹھا تھا کہ سامنے سے ایک عورت نہایت حسین و جمیل دیوانہ دار
یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی با ناز و انداز آتی ہو

نظم

اشک اڈے تہ دامن سے ٹپک کر باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہو صبا
نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہین اتا ہو نسیم

قعر دریا سے نکل آئے گی شناور باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر
گر نہین ضبط کا یارا ہو تو ہان بسم اللہ
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

اِسقدر جوش محبت سے گلو نے کھینچا
او گل آیا ہو کمر سے مرے خنجر باہر
نہ ملا حضرت دل کا تو پتا وقت فغان
چھوڑ مر پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

طیران نے جو اُس عورت کو دیکھا

اشارے سے بلایا وہ سامنے آکر بیٹھ گئی بال کھولدیے کھیلنے لگی اسقدر کھیلی کہ طیران نے حیران ہوکر کہا معلوم ہوتا ہو کہ اسکے سر پر کوئی آسیب ہو اُسی نے اسکو آوارہ کیا ہو ملازمون نے کہا کسی ملا سیانے کو ڈھونڈھین گے طیران کہتا ہو اگر اسکا علاج ہو اور یہ ہوش مین آجاے تو مین اسکو صحبت مین رکھونگا اور خاتون محل قرار دونگا یہ سب باتین کر رہے تھے کہ طرف سے گانون کے دیکھا کہ ایک شخص باریش سفید جامہ پہنے ہوے کتاب بغل مین بکتا ہوا آتا ہو کہ کیون او نالایق مین نے تجھکو کیونکر جلا دیا مین پہلے ہی سمجھاتا تھا کہ اسکو چھوڑدے مگر تو نے نہ مانا ایک فتیلے مین آخر جلگیا طیران نے کہا دیکھو وہ سامنے عامل آتے ہین کسیکو جلا کر آئے ہین کہتے ہوے آتے ہین لوگون نے مولوی صاحب کہکر پکارا وہ مولوی آئے اُس عورت نے بھی مولوی کو دیکھکر منھ زمین مین چھپانے لگی مولوی صاحب نے کہا کیون او نالایق تو نے اس غریب کو ستایا ہو بس اب ہٹ جا ورنہ جلا دونگا طیران نے پوچھا کیون مولوی صاحب یہ کون ہو مولوی صاحب نے کہا یہ لاہور کا اگھوری ہو ایک اور شخص پر یہ آتا تھا مین نے اسکو تسخیر کرکے دفن کیا تھا کسی نے وہ مقام کھولدیا ہوگا اسکی عادت ہو کہ عورتون کو بہت ستاتا ہی طیران نے کہا مولوی صاحب جو یہ عورت صحت پائے تو جو مانگیے گا مین وہ دونگا مجھے اُس عورت پر بڑی توجہ ہو اسکا بیقرار ہونا اور جنگل مین پھرنا مجھپر شاق ہو مولویصاحب نے کہا چھے مین چلئے ابھی اسکو جلا دونگا طیران مولویصاحب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اُس عورت کو بھی کھینچ کھانچ کر لائے چاہتی ہو کہ مولویصاحب کی صورت نہ دیکھون جب آنکھ ملاتی ہو تب مولوی صاحب فرماتے ہین کیون او نالایق اسکے سر سے نہ اتریگا بارگاہ مین آکر پھول منگوائے عطر منگوایا کہا کچھ سونا رکھیے طیران نے چند اشرفیان رکھین مولوی صاحب نے کہا اسکے تول لکھے ہین سوا سیر سے کم وزن نہ ہو طیران نے سوا سیر سونا منگایا مولوی صاحب نے کتاب مین سے ایک فتیلہ لکھا اور کہا اسکو روشن کیجیے مگر آپ بہ نگاہ غور اسکو ملاحظہ فرمایئے گا طیران نے وہ فتیلہ ہاتھ مین لیا ایک چراغ مین رکھکر روشن کیا پانچ چھ آدمی مصاحبون مین بھی طیران کے ساتھ تھے جیسے ہی فتیلہ روشن ہوا اسقدر دھوان ہوا کہ تمام بارگاہ دھوئین سے بھر گئی بارگاہ دھوئین سے بھرتے ہی طیران و ساتھ والے سب بیہوش ہوے وہ عورت خنجر گھسیٹ کر اُٹھی خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہ او بیحیا اسکو قتل نہ کرنا پشتارہ باندھکر لیجا سامنے غزالہ کے پہونچا شاید یہ اطاعت اسلام کرے پیشانی اسکی روشن معلوم ہوتی ہو برق فرنگی نے

اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہو

صنم برق رفتار خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بزیر قدم غرب ہو شرق ہو

کہ اُستاد مین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہو

خواجہ نے وہ سونا وغیرہ اُٹھالیا اور روانہ ہو گئے مگر برق نے پشتارہ طیران کا باندھ لیا اور سراچہ چاک کر کے چلا طلاے پر گھمسان آلتشیار تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو سوچا کہ اگر پکارونگا تو یہ بھاگ جائیگا سحر کر کے اُڑتا ہوا چلا صحرا مین آکر برق ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا تھا کہ گھمسان نے سحر کیا کہ برق فرنگی لڑکھڑا کر گرا آواز آئی کہ منم گھمسان جادو برق نے دیکھا کہ درخت سے ایک جادوگر اُترا اُسنے جو طیران کو پشتارے مین بندھا دیکھا گھبرا گیا کہا او نامیار تونے اِنکو کیونکر پایا برق نے کہا مجھسے فرمایا تھا کہ مجھکو بارگاہ مسلمانان مین لے چلنا مین غزالہ و آہو چشم کو گرفتار کرونگا موافق وعدے کے لیے جاتا ہون گھمسان نے کہا تونے بیہوش کیون کیا برق نے کہا جیسا وعدہ تھا وہ کیا بارگاہ مسلمانان مین لیجا کر ہوشیار کر دونگا یہ غزالہ کو گرفتار کرلین گے مین تو اِنکا نوکر ہون گھمسان حیران ہو کہ ہر ایک بات کا جواب دیتا ہو شاید ایسا ہی ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اس مکار کو زندہ نہ چھوڑنا یہ بلاے روزگار ہو اگر یہ قتل ہوگا تو عمرو کو بڑا صدمہ ہوگا اُنکا شاگرد رشید ہو عمرو کو اُسپر بڑا ناز ہو گھمسان نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف و ضعیف روتا ہوا آتا ہو گھمسان نے کہا کیون بھائی تمھاری اِسنے کیا خطا کی ہو جادوگر نے کہا یہ چور ہو وہ سامنے جنگل مین جو چھپر پڑا ہو اُسمین اسباب رکھا تھا یہ چُرا لیگیا مین کئی دن سے اِسکو ڈھونڈھتا تھا آج مین نے اِسکو دیکھا کہ تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہوا اب اِسکو زندہ نہ چھوڑنا اِنکی ذات سے ساحرون کو بہت آزار پہونچین گے طیران جادو کے گرفتار ہونے کی خبر سُنکر دوڑا آیا یہ مارا جاے تو فساد دفع ہو آپ کا نام نامی کیا ہو گھمسان نے کہا کہ مین طلایہ دار لشکر طیران کا ہون مین نے دور سے دیکھا کہ یہ پشتارہ بدوش جاتا ہو مین سحر کر کے آیا اُس ساحر نے برق کو ایک لات ماری اور کہا کہ بتا میرا اسباب کہان ہو برق نے کہا سامنے جو غار ہو اُسمین اسباب رکھا ہو جاکر اُٹھا لیجیے برق سب کو ساتھ لیکر چلا مگر وہ ساحر دمبدم برق کو مارتا ہو اور کہتا ہو خبردار دھوکا نہ کرنا اگر ایک چیز بھی کم ہوگی تو تیری جان لونگا زندہ نہ چھوڑونگا ایک گھڑے مین اوپر کو ٹلے تھے اور نیچے اُسکے روپیہ تھا وہ بھی تو اُٹھا لیگیا برق نے کہا وہ سب موجود ہو ابھی اُسمین تقسیم نہین ہوا قریب

اُس غار کے لایا غار کو دیکھکر کہا وہ دیکھیے سامنے اسباب رکھا ہی گھمسان جبتکا کہ مین دیکھون کہ کیا کتنا ہی اُس بڑھے نے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

برق سے کہا ابے بھاگ برق نو پشتارہ لیکر ایک جانب بھاگا خواجہ ایک طرف گئے لیکن شنکال دربار مین بیٹھا تھا جس مہاجن کا برق نے روپیہ لیا تھا اُسنے آکر فریاد کی کہ دس ہزار روپے میرے فلان جنگل مین لُٹ گئے آپ حاکم ہین دلوا دیجیے شنکال نے کتاب دیکھی ہنسکر کہا برق فرنگی عیار اسکو دم دیکر روپیہ لیگیا یار و راہ مین ہوشیاری سے چلاکرو عیار جابجا پھرتے ہین جیسا موقع ہوا وہی عیاری کرتے ہین گھمسان راہ مین مارا گیا اور برق فرنگی طیران کو لے گیا اُسکے فوج والون کو نامہ لکھو کہ تم لوگ لشکرکشی کرکے جاؤ شاید تمھارے خوف سے اُسکو نہ قتل کرین بی غزالہ کو ایسی سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرین مابدولت کے مقابلے مین اُتری ہوئی ہین وہ لشکرکشی کردین تو بھاگتے راستہ نہ ملے نہین معلوم بی غزالہ کیا سمجھی ہین نامہ شنکال کا ایک طائر لیکر چلا طیران کا بھائی سیبران جادو بارگاہ مین بیٹھا ہوا افسوس کر رہا ہی کہ بھائی صاحب کو کون پکڑ لیگیا طلاے والون نے خبر دی کہ گھمسان پیچھے عیار کے گئے تھے پلٹ کر نہین آئے ایک ساحر نے کہا کہ اُنکا لاشہ تو جنگل مین پڑا ہی یہ سُنکر سیبران بہت پریشان ہوا کہ طائر نے آکر نامہ دیا شنکال کی طرف سے لکھا تھا کہ اے سیبران تم اپنے بھائی کی رہائی کو جاؤ اور اُسکو رہا کرو فوج کو بھی حکم دیدو کہ وہ لوگ بھی جائین اگر راہ مین کوئی روکے تو مقابلہ کرو لڑبھڑ کر طیران کو لاؤ سیبران یہ نامہ دیکھتے ہی غرق زمین ہوا زمین کاٹتا ہوا چلا یہان برق فرنگی پشتارہ طیران کا لیے ہوے دربار مین آیا غزالہ نے حکم دیا کہ طیران کو باندھ دو طیران کو ستون سے باندھا زبان مین سوزن دی برق نے طیران کو ہوشیار کیا طیران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار غزالہ مین پایا حیران تھا کہ مین یہان کیونکر آیا برق نے پکار کر کہا او طیران مین تجھکو گرفتار کر لایا اب سامنے غزالہ کے موجود ہو لات و منات پر لعنت کر و پیدا کرنے والے کے مطیع ہو طیران نے غصے سے طرف برق کے دیکھا غزالہ نے کہا اے برق اسکو قتل کرو یہ سیاہ رو نہ مانیگا اسکو اپنے بحربر

بڑا گھمنڈ ہو سارا گھمنڈ نکلجائیگا برق نے نیمچہ کھینچا کہا اے طیران ایک ہاتھ مارتا ہوں کہ سر کنارے جا گرے گا اب بھی بہتر ہے کہ اطاعت اسلام کر د طیران نے انکار کیا غزالہ نے کہا اے برق اسے جلد ی قتل کر دو برق نیمچہ کھینچکر بڑھا کہ ہاتھ ماروں کہ زمین شق ہوئی نعرہ ہوا کہ منم سیران جادو طیران کی کمر میں پنجہ دیکے اڑا غزالہ نے چاہا پیچھا کروں ساحروں نے روک لیا کہ ملکہ اسکے تعاقب میں نہ جائیے ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ راہ میں کوئی افتاد پڑے مگر غزالہ نے نہ مانا پر پرواز پیدا کر کے چلیں کئی سو مصاحب انکے ساتھ اٹھے راہ میں جا کر غزالہ نے نعرہ کیا کہ او سیران کہاں جاتا ہے ٹھہر جا میں آپہونچی یہ سنکر سیران زمین پر آیا اور رسوزن طیران کی زبان سے نکالی اب تو طیران چٹک کر سحر کرنے لگا جیسے سحر کیا وہ بیہوش ہو گیا طرف غزالہ کے چلا غزالہ آگ برسا رہی ہے مگر طیران نہیں مانتا کہ صحرا سے گرد اڑی کل لشکر طیران کا آ کر پہونچا اور غزالہ کو گھیر لیا غزالہ نے جو اپنے کو اس آفت میں مبتلا دیکھا گھبرا گئی کہ دوسری طرف سے گرد اڑی لشکر غزالہ بھی آ کر پہونچا دونوں لشکر آپس میں ملگئے سحر ہو رہے ہیں ساحر گر رہے ہیں کوئی قتل ہوا کوئی مارا گیا کوئی بھاگ گیا مگر طیران جو بلند ہوا نگاہ اسکی طرف باغ ویران کے گئی دیکھا رستم بیٹھے ہیں اور آہو چشم زانوں پر سو رہی ہے حیران ہو گیا کہ یہ یہاں کہاں تڑپ کر گرا دونوں کو اٹھا لایا غزالہ نے دور سے دیکھا کہ بیٹی گرفتار ہو گئی اور رستم بھی پھنسے چٹک چٹک کر لڑنے لگی یہی چاہتی ہے کہ رستم و آہو چشم کو رہا کروں مگر طیران بلائے روزگار ہے وہ وہ سحر کر رہا ہے کہ آگ پانی برس رہا ہے جسقدر غزالہ جاتی ہیں شعلہ ہائے آتش دیکھکر ہٹ جاتی ہیں جو سردار انکا قریب آگ کے پہونچا اسکو آگ نے کھینچ لیا اور جلا کر خاک کیا کئی سو ملازم غزالہ کے جلے تب غزالہ نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے اور پکار اٹھی کہ اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز بچا لے نظم

یالطیف و خبیر یا حافظ — یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس — یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا سلام یا باری — یا علی یا کبیر یا حافظ
یا خفی یا لطیف یا شاہد — یا رفیع یا نصیر یا حافظ
یا قریب و مجیب یا واحد — یا مجید و بشیر یا حافظ
یا بدیع و سریع یا دافع — یا ہو اللہ نظیر یا حافظ
یا جمیل و جلیل یا حافظ — یا مبین و مجیر یا حافظ
پھر اسے روز عیش دکھلا دے — رنج میں ہوا اسیر یا حافظ

غزالہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر نعرہ ہوا کہ منم شمشکال ابن شمشکل دیکھا تخت اترتا ہوا آتا ہے تاج سر پر آواز دی کہ اے طیران ذرا میرے پاس آؤ تو میں وہ سحر کر دوں کہ سب جلجائیں

کوئی زندہ نہ بچے طیران جادو بلند ہوا قریب تخت آیا سیبران دیکھ رہا ہو کہ بھائی صاحب قریب تخت تاجدار
پہونچے تاجدار نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ پکڑکر طیران کا اوپر کھینچ لیا دیکھکر کہا او طیران سامنے آگ جل رہی ہو
جیسے ہی طیران اودھر پلٹا خواجہ نے خنجر کو کمر پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک طیران کے مرتے ہی آگ سمیٹ گئی
سیبران حیران ہوا مگر کہتا تھا کہ شہنشاہ سے شکایت کرونگا کہ آپ نے طیران کو کیون مارا مگر غزالہ نے
جھکر سحر کیا کہ آگ بہنے لگی کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے تاثیر سحر طیران موقوف ہوئی غزالہ نے لڑبھڑکر رستم
و آہوچشم کو رہا کیا آہوچشم کو تخت پر سوار کر لیا رستم مرکب پر آہوچشم نے بھی سحر کیا کہ پانی برسا ہزارون ساحر
غرق دریاے لعنت ہوے سیبران نے ناچار ہوکر طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لیکر پلٹا ساحرون سے کہا
مین دربار شہنشاہ مین جاتا ہون شہنشاہ سے جاکر شکایت کرونگا کہ آپ نے طیران کو کیون مار ڈالا
مین آپ سے دعویدار ہون سامنے خداوند کے فریاد کرونگا آخر سبب کیا ہو اُسنے کیا خطا کی تھی مین نے
آنکھون سے دیکھا کہ آپ نے طیران کو بُلایا اور تخت ہی پر قتل کیا یا شاید کوئی شعبدہ ہو یہ سوچکر لشکر اُسی
مقام پر اُتارا اور آپ دربار مین شکال کے آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے
شہنشاہ مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون کہ جواب باصواب ملے مین بموجب آپ کے حکم کے
دربار غزالہ مین گیا اور طیران کو لے نکلا راہ مین آکر غزالہ نے گھیرا لشکر بھی پہونچ گیا اوسکا لشکر بھی آیا
طیران نے وہ آگ روشن کی کہ ہزارہا ملازمان غزالہ جل رہے تھے عین وقت پر حضور پہونچے ہمکو گھمنڈ
ہوا تھا کہ شہنشاہ آگئے غزالہ کو گرفتار کرینگے مگر آپ نے طیران کو قتل کیا پس اُسکی کیا خطا تھی شکال
نے ہنسکر کہا مین نے اپنے مقام سے جنبش بھی نہین کی مین طیران کو کیون قتل کرتا سیبران نے کہا اب
عذر نہ کیجیے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہو کہ آپ نے طیران کو قتل کیا ہو شکال نے جھلاکر جواب دیا
اسکو سامنے سے ہٹاؤ بیہودہ بکے جاتا ہو سب سردار موجود ہین جسوقت سے ہم دربار مین آئے ہین
دربار سے جنبش نہین کی اور یہی کہے جاتا ہو کہ آپ نے طیران کو قتل کیا ہو لوگون نے سیبران کو ہٹایا
سیبران روتا ہوا باہر نکلا لوگون نے سیبران سے پوچھا کیون بھائی کیون روتے ہو سیبران نے کہا ہمیں
بڑی بدعت ہوئی شہنشاہ نے ہمارے بھائی کو مار ڈالا سبب پوچھا تو خفا ہوتے ہین اب ہم جاکر غزالہ سے
ملین گے وہ قدرشناس ہو جب تو مقابلہ شاہ مین اُتری ہو اُسی کے ساتھ جانبازی کرینگے اگر اُسکی محبت مین
مارے گئے تو جنازہ دھوم سے اُٹھیگا سب اہل اسلام ساتھ ہونگے یہ کہتا ہوا چلا خدمتگارون نے

آکر شنکال سے خبر کی کہ سیران جادو رنجیدہ ہوکر گیا ہو کہتا ہو جاکر غزالہ کا شریک ہونگا شنکال نے یہ سنکر آفت جادو کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر سیران کو پکڑ لاؤ آفت جادو چلا بیس ہزار جادوگر ساتھ لے لیے مگر یہان سیران جادو اپنے لشکر مین آیا افسرون کو جمع کیا اُنسے سب حال کہا اور کہا یارو میرا یہ ارادہ ہو کہ جاکر غزالہ کی اطاعت کرون اور سامری و جمشید پر لعنت ہو اب مین شہنشاہ کی بربادی کی فکر کرونگا سب نے کہا بسم اللہ چلیے ہم بھی شریک ہین سیران گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکر چلا مگر ساتھ والون سے کہتا ہو کہ یارو ایک بات افسوس کی ہو کہ ملکہ غزالہ کیا خوش ہوگی کہ کوئی کام کرکے نہین آئے کچھ قدر نہ ہوگی بڑا افسوس کرتا ہون کہ کیا منھ لیکر ملون یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ آواز مہیب کان مین آئی کہ اے سیران کہان جاتا ہو منم فرستادۂ شہنشاہ آفت خیز سیران نے جو آفت کو آتے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل اہل فوج آمادہ ہوگئے مگر آفت اگر گرم ہونے لگے سیران بھی جم جکر سحر کر رہا ہو آفت نے جو دیکھا کہ سیران بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہو اسکا گرفتار ہونا دشوار ہو تلوار کھینچکر پکارا کہ او سیران ٹھہر جا مجھسے تو مقابلہ کر شہنشاہ تجھسے بہت خفا ہین تو نے غضب کیا کہ شہنشاہ پر تہمت رکھی وہ قسمین کھاتے ہین کہ مین نہین گیا مین نے طیران کو نہین مارا مگر تم اپنی ہی کہے جاتے ہو آخر شہنشاہ آزردہ ہوے مین وعدہ کرتا ہون کہ تیری خطا معاف کرادونگا پھر وہی عہدہ ملیگا اپنے مصاحبون مین درج فرمائینگے سیران نے پکار کر کہا کہ او آفت جادو کیا بکتا ہو مین اُسکے ساتھ بیٹھنا نہین چاہتا ہون یہی خواہش ہو خوب دل کو کاہش ہو کہ دربار غزالہ مین پہونچون اور شہنشاہ سے لڑون آفت نے ایک دو خنجر مارا کہ آگ برسنے لگی مگر سیران نے آگ کو بجھایا دو چار سحر آفت نے کیے مگر سیران نے دفع کردیے آخر آفت سحر کرتا ہوا قریب آیا سیران نے ایک دستک دی اور پکارا کہ اے دل نواز اس سرکش کو لینا صحرا سے ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی ناز و کرشمہ دکھاتی ہوئی مسکراتی **نظم**

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اِشارہ ہوکے رہجاتا ہو ہمپر مہربانی کا

نہین سُنتا اُسنے اب دل لگاکر کوئی رغبت سے
مزا محفل مین تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہو اے مرگ آنکھین بند کیا ہونگی
نہ جائیگا نگاہون سے تعلق پاسبانی کا

نگاہون مین سُبک ہون اُسکی پی جائے نہ کیون ظالم
لہو ہلکا ہوا الیسا مزا دیتا ہو پانی کا

خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہو لیکن
نسیم اب تک وہی عالم ہو اشکون کی روانی کا

وہ نازنین قریب آفت کے آئی آفت نے جو جمال بے مثال دیکھا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور سیران ساحر کو
زور روسے رہا ہو جانتا ہو کہ اسکو آفت مین پھنساؤن مگر اُس نازنین نے پشت پر آفت کی ہاتھ پھیرا اور کہا
کہ صاحب ہمراہ سیران کے چلو آفت جادو ہاتھ باندھکر سامنے سیران کے آیا سیران نے ہاتھ تھام لیا
کل لشکر پر بھی تاثیر سحر ہوئی سب ساتھ ہوے مگر سیران جب قریب لشکر غزالہ پہونچا غزالہ نے خبر سُنی کہ سیران
آتا ہو آہو چشم سے کہا کہ جاکر استقبال کر کے لاؤ آہو چشم نے آکر استقبال کیا سیران نہال ہو گیا کہتا تھا یہ لوگ
صاحبان خلق و مروت ہین کہ ملکہ غزالہ نے اپنی بیٹی کو برائے استقبال بھیجا بڑی قدر شناس فلک اساس ملکہ
آہو چشم بہ خلق و مروت آکر سیران سے ملین کہا ای سیران جادو تکلیف فرمانیکا کیا باعث ہوا سیران نے
کہا ہمکو ثابت ہوا کہ شنکال ہم سبھون کا دشمن ہوئی گرمی جنگ مین آکر طیران کو مارا اور جب ہمنے شکایت کی
تو جواب صاف دیا کہ ہمنے نہین مارا اور نہ ہم اپنے مقام سے ہلے مین دل سے آپ لوگون کا مطیع ہوا مین
جانتا ہون کہ بادشاہ سے لڑنا دشوار ہو کیونکہ ہزار ہا جادوگر جسکے دربار مین بیٹھتا ہو روز اسطرح اگر ایک
ایک کو بھیجا کرے اور آپ ہی غالب آئیے تو سالہا سال کی اُسکو فرصت ہو بھیر فوج بھی تھی آفت خیز آیا تھا
خوب مغلوب ہوئی مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا ہو وہ دیکھیے سامنے دیوانہ وار آتا ہو دلنواز اُسکو لاتی ہو مگر
آہو چشم نے ہنسکر کہا ای سیران انشاء اللہ تم دیکھ لینا کہ یہ تمام صحرا فوجون سے بھر جائیگا اور شاہ کو مشکل پڑیگی
اللہ مالک ہو خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے اُنھون نے اپنا ایک شاگرد یہان چھوڑا ہو وہی بڑھکر ساحرون
کی خبر لیتا ہو اب مشہور ہوا ہو کہ سامان جادو گمان مروارید پوش اُسکی زوجہ یہ دونون ساحر پردہ ظلمات
سے آتے ہین برابر کوہ دُخان کے آکر اُترے ہین آپس مین اسی طرح دیر تک باتین رہین سیران کو جو خیال
تھا کہ میری کون قدر کریگا وہ دل سے اِسکے نکلگیا آہو چشم نے سیران کو ساتھ لیا اور لیکر دربار مین لائین
دربار سب معمور ہو رستم و نگل زرین پر بیٹھے ہین آہو چشم آکر تخت پر بیٹھین سب سردار اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے ہین میان برق فرنگی ایک کرسی پر بیٹھے ہین مگر اُستاد کی شکایت کر رہے ہین فرماتے ہین بڑے افسوس
کی بات ہو کہ عیاری تو ہم کرین اور مال اُستاد لے لیتے ہین اگر کچھ کہو تو خفا ہوتے ہین اور وہ شے لیتے ہین
جو قیمتی ہو راہ مین ساحر کو مارا تاج اُسکا لے لیا مین نے ہرچند فریاد کی مگر اُستاد کب دیتے ہین مین تو پکارتا
ہون کہ تاج دیتے جائیے وہ جواب دیتے ہین اب کپڑے بھی اُسکے اُتار لیے یہ ذکو تھا کہ آفت اندر بارگاہ
کے آیا ملکہ غزالہ کو سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن غزالہ نے کہا ای سیران یہ سحر مین مبتلا ہے

اسکی بات کا کیا اعتبار کرین سیبران نے سحر اُتارا آفت جادوگر کر بیہوش ہوا وہ نازنین بھی چلی گئی لیکن
آفت جادو قدمون پر گرا غزالہ سے کہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم مین دل سے تابعدار ہون حقیقت مین شنکال
بڑا ظالم ہی کبھی لیاقت کا پاس نہین دیکھیے انجام کیا ہو ملکہ غزالہ نے کہا اے آفت تو بخوبی آگاہ ہوگا کہ کتاب
سامری تیرے پاس ہی ایکی مرتبہ جلسہ مین واعظ نے بالاعلان کہا کہ عمر طلسم خاتمہ ہو گئی اب طلسم کشا کی آمد ہی
صحراے رنگین حصار مین اسقدر سحر ہوگا اور اسقدر ساحر لڑینگے کہ خون کے دریا بہ جائین گے واعظ نے یہ بھی
کہا تھا کہ گھر ہی سے آگ لگے گی وہ تو ہوا کہ بیٹی کی وجہ سے مین بھی بگڑی اور لشکر کو لیکر اُتری ہون اگر خدا نے
فضل کیا تو لڑتے بھڑتے تا بہ باغ سامری پہونچین گے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ساتھ والے
آفت کے جو کچھ بھاگ کر گئے تھے انھون نے جاکر شنکال سے کہا شنکال نے ملکہ گھر آرا کو روانہ کیا ہی
ستر ہزار ساحرون سے وہ آپہونچی کل اسی مقام پر بارگاہین استادہ ہونگی اب جانتی ہین کہ جیسی وہ ساحرہ ہی
آتے ہی قیامت برپا کریگی آیندہ جیسا کچھ ہو آفت نے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو جاکر بی گھر آرا کی آبرو لون
مین مدت سے اُسپر عاشق ہون شاید مجھپر رحم کرین اکثر جو مین نے عرض کیا تو کچھ جواب نہین دیا مسکرا کر خاموش
ہو رہتی ہین ملکہ غزالہ نے طرف رستم کے دیکھا اور کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی آفت کو واسطے روکنے بی ملکہ
گھر آرا کے روانہ کرون یا آپ نے دون رستم نے جواب دیا کہ ملکۂ عالم مقدمۂ ساحران مین مین کیا کہون اگر
کوئی پہلوان ہوتا تو مین خود جاتا اور جاکر اُسکو روکتا ساحر کو مین روک نہین سکتا جو مناسب وقت ہو
وہ کیجیے مگر آفت کے جانے مین ایک خرابی ہی کہ ابھی یہ آئے ہین کچھ آرام نہین اُٹھایا آیندہ جیسا مناسب
وقت ہو مگر مین واسطے شکار کے جاؤنگا لیکن حال دربار صاحبقران عرض کرتا ہون کہ خواجہ زادون
نے صاف صاف بیان کیا کہ صاحبقران زمان کو اس طلسم پر جانا چاہیے یہی اس طلسم کے فتاح ہین
امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ زادون کو خلعت دو اور رخصت کرو اور اے مقبل ہمارے چلنے کی تیاری
کرو مگر افسوس ہی کہ کچھ حال رستم نہ معلوم ہوا خواجہ میٹھے بیٹھے ہنسے کہا اے شہریار رستم نے رہائی پائی اور
معشوق اُنکی مقابلہ شنکال مین اُتری ہی برابر مقابلے ہو رہے ہین مین میان یرق کو چھوڑ آیا ہون
صاحبقران نے یہ حال سُنکر مقبل کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو ہم صبح کو روانہ ہو جائین مقبل نے اپنے
بارہ ہزار تیر انداز تیار کیے اور بہرام بھی اپنی فوج کو لیکر آگئے مگر صاحبقران جو آئے آتے ہی اشقر پر
سوار ہوے بہرام کو حکم دیا کہ تم بادشاہ کے ساتھ رہو ہم رخصت ہوتے ہین لندھور نے آکر رکاب تھامی

اور عرض کی کہ غلام کو ضرور ساتھ لیجیے مقام نامناسب ہی کہ حضور جائین اور یہ غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب
نہ ہو صاحبقران نے ناچار ہوکر قبول کیا کہ دوسری طرف سے آکر مالک نے رکاب تھام لی اور عرض کی کہ ای
آقاے نامدار نامناسب کا مقام ہی کہ ہندی پہتی خود تو ساتھ ہو اور جوانان صف شکن نیزہ باز ہمین رہین امیر نے
فرمایا ای مالک بادشاہ جمجاہ نے بڑی تکلیف اٹھائی ہی طلسم نوخیز کے فتح کرنے مین کیا کیا جستجو کی ہی اب
مین چاہتا ہون کہ وہ چند سے آرام پائین آپ لوگ خدمت شاہ مین رہین کہ انکو آرام ملے غنچۂ خاطر کھلے
صاحبقران سردارون سے یہ باتین کر رہے ہین مگر شاہزادہ جہانگیر خاموش کھڑا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی
چابک نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ نے خبر سنی کہ رستم لشکر لیے ہوے مقابلہ اشکال مین اترے
ہین وہ موجود تھین ساتھ ہین غزالہ خوش چشم انکے لشکر کی بادشاہ ہوا اور آہو چشم دختر غزالہ شاہزادے پر عاشق ہی
اسی وجہ سے مان نے ساتھ دیا ہی تو آپ قبل مین چلیے چلکر رستم سے ملیے رستم کو خوشی ہوگی کہ بھائی ہمارا
ہماری مدد کو آگیا رستم آپ سے بڑی محبت کرتے ہین بہت ہی خوش ہونگے اور یہ عرض کرتا ہون کہ غلام
بھی چلکر نام کرے خواجہ عمرو اس طلسم کی بڑی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو ساحر مقابلے مین
آیا خزانہ ضرور لایا ہمارے قبلہ و کعبہ خزانے کے جویا ہین جس جادوگر کو مارا خزانہ اسکا لوٹ لیا جہانگیر
نے جب دیکھا کہ چابک سمجھا رہا ہی مالک و لندھور کو صاحبقران نے ہمراہ لیا ہی فوجین انکی تیار
ہو رہی ہین اسی وجہ سے صاحبقران کے روانہ ہونے مین دیر ہی مگر شاہزادہ جہانگیر فوراً روانہ
ہوے اور چابک صبا رفتار کو ساتھ لیا اور چند سردار بھی ساتھ ہوے بارہ ہزار جوان ساتھ مین
کئی سو افسران فوج گھوڑون پر سوار ہوکر سامنے آئے جہانگیر نے گھوڑا بڑھایا صاحبقران زمان
نے فرمایا ای فرزند کہان جاتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین بھائی صاحب کی زیارت کو جاتا
ہون صاحبقران خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ عیار نے انکو آمادہ کیا چاہتے ہین کہ میر ابھی نام ہو وے
حقیقت مین جہانگیر کا عیار چابک صبا رفتار بلاے روزگار ہی یقین ہی کہ جاکر کچھ کام کریگا بعد تھوڑی
دیر کے لشکر مالک و لندھور تیار ہوکر آئے صاحبقران ان دونون جوانون کو ساتھ لیکر طرف طلسم
زعفران زار کے چلے مگر شاہزادہ جہانگیر گھوڑے کو اڑاے ہوے جاتے ہین چابک رکاب پر
ہاتھ رکھے ہوے مرکب طرار سے پھرتا ہوا جاتا ہی مگر گھر آمدہ اے شیرین کلام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری ہی
لشکر زیر کوہ اترا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوے آتے ہین یہ نازنین

نہا

دیکھنے لگے ناگاہ دیکھا کہ فوجین نمایان ہوئین ایک جوان رشک آفتاب و ماہتاب حسن مین لاجواب زلفین غلیلی و خال سبز و رگ ہاشمی چہرے پر آراستہ اور ایک عیار طرار و بلا چیلا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جست و خیز کرتا ہوا ساتھ ہو کل لشکر پشت پر مسعود کوہی سپہ سالار لشکر انتظام فوج کرتا ہوا اسی مقام پر آکر لشکر ٹھہرا لیکن گھر آرا نے شہر مین کلام کی جو نگاہ جمال بے مثال شاہزادہ جہانگیر پر پڑی پسینہ آگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کنیز سے کہا دریافت تو کر کہ یہ لشکر کسکا ہو کہان جاتے ہین کنیز نے جا کر دریافت کیا آکر کہا واری شاہزادہ جہانگیر نام ہو فرزند رشید صاحبقران اپنے بھائی علمشاہ رستم نوجوان کی ملاقات کو جاتے ہین گھر آرا نے کنیزون سے حکم دیا کہ جب لشکر انکا اترے تو ہمکو خبر کرنا اٹھکر بارگاہ مین آئی سوچ رہی ہکرکہ گھر آرا یہ کیا ستم ہوا کہ یہ منزل تیرے واسطے آفت ہو گئی اب دل قرار نہین پکڑتا کیونکر جا کر ملون اور صحبت مین اس جوان کی بیٹھون حکایت شکایت کے دفتر کھولین شاید اس ظالم کو میرے حال پر رحم آئے اور یہ صحبت ملے تو البتہ غنچہ آرزو کھلے تنہائی مین بیٹھی اسطرح دل سے باتین کر رہی ہو کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا عیار اسکا مہمیز تیز رو حاضر ہوا قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی مہینون سے آپ سفر مین ہین آج سفر تمام ہوا سامنے لشکر مسلمانان آگیا اب بہتر یہ ہو کہ انکو تباہ کیجیے اور ستائیے گھر آرا نے دانہ ہاے مروارید مالے سے نکالے سامنے عیار کے رکھدیے مہمیز نے پوچھا کیون خداوند نعمت یہ موتی مجھکو مرحمت ہوے ہین گھر آرا نے کہا اے مہمیز عجب طرحکا معرکہ گذرا ہو کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر فرزند صاحبقران دامنہ کوہ مین آکر اترا ہو مین نے جسوقت سے دیکھا ہو قلب پھڑک رہا ہو چاہتی ہون کہ یہ مروارید لو اپنے صرف مین لاؤ اور مجھے شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات کراؤ عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون اگر حکم ہو تو چرا لاؤن خدمت مین پہونچادون گھر آرا نے کہا انکو تکلیف ہوگی مین تکلیف دینا نہین چاہتی عیار اسی وقت تنبورہ وغیرہ لگا کر کوہ سے اترا چونکہ دن بہت کم باقی تھا ٹہلتا ہوا لشکر جہانگیر مین آیا چابک عیار رفتار لشکر کا نظارہ کرتا پھرتا ہو صدکا غدار دن کو آباد کر رہا ہو کوتوالی چبوترے پر اسی کا انتظام ہو پیادے گرد کھڑے ہین حکم کے مشتاق ہین کہ کوتوال صاحب حکم دین تو مصروف کاروبار ہون چابک خاموش بیٹھا ہو گرد شاگرد اپنے اپنے کمال بیان کر رہے ہین کہ سامنے سے آواز آئی کہ یا ہادی یا مرشد چابک نے دیکھا کہ ایک شخص پیر ضعیف خضری لباس پہنے ہوئے ہو حق کرتا ہوا آتا ہو چابک نے شاگردون سے کہا کہ اس فقیر کو تو بلا لو شاگردون نے آواز دی کہ شاہ صاحب ذرا یہان آئیے مہمیز شاگردون سے

ساتھ سامنے چابک کے آیا چابک نے کہا شاہ صاحب آپ کا نام نامی کیا ہی مہنیر نے سر جھکا لیا ٹھہر کے
جواب دیا کہ مجھکو درویش ہیتوا کہتے ہین چابک نے باتین کرتے کرتے کہا شاہ صاحب دیکھیے آپ کے
بھائی صاحب آتے ہین مہنیر پلٹا چابک نے حلقہ ہاے کمند مارے سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی مہنیر کو گرفتار
کر لیا ستونون سے باندھکر ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا او مکار کسلیے آیا تھا مہنیر نے چابک کو اپنے قریب
بلایا اور کان مین کہا مین فرستادہ معشوق خوبرو ہون ملکہ گھر آرا نے مجھکو بھیجا ہی سامنے اپنے آقا کے مجھکو
لے چلیے چابک نے مہنیر کو رہا کیا مگر مہنیر بہ نگاہ حسرت چابک کو دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا بلا کا عیار
ہی کہ مجھکو پہچان گیا چابک مہنیر کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ شاہزادہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو چابک
کو دیکھا فرمایا اے یار وفادار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چابک نے مہنیر کو سامنے کیا کہا اے شہریار ملکہ گھر آرا
آپ لوگون کے روکنے کو آئی تھین مگر آپ کو دیکھکر عاشق ہو گئین آپ کی خیر و عافیت کو بھیجا ہی اور حال
مزاج دریافت فرمایا ہی جہانگیر نے کہا ہماری جانب سے انکا مزاج پوچھنا اور کہنا کہ یہ خانہ بے تکلف ہی جب
چاہیے تشریف لائیے شام کو تخلیہ ہوتا ہی رونق افروز ہجیے اے چابک تم بھی ساتھ جاؤ اور اپنی زبانی پیغام دینا
کہ آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی لہذا تشریف لائیے ہم بھی آپ کے مشتاق ہین چابک صبا رفتار ساتھ
مہنیر کے چلا راہ مین باتین کرتا ہوا مہنیر نے کہا اے مہتر والا گہر ایک تدبیر ہی اگر بن پڑے تو فوراً فتح ہو جاے
اور طلسم بے مشقت قبضہ مین آجائے شنکال کا دستور ہی کہ بعد سال بھر کے جشن بدیع الیش سامری کرتا ہی
یہ سنکر چابک نے کہا کیونکر سے اس بزم مین رسائی ہو مہنیر نے کہا کسی طور سے اس محفل مین پہونچکر ہم آپ
قبضہ کرین اگر اس محفل مین عیاری بن پڑی تو بادشاہ طلسم قبضے مین آجائیگا اگر بادشاہ طلسم پر قبضہ ہوا تو
پھر طلسم کا کون انتظام کریگا اسی طرح کی صلاحین کرتے ہوے قریب باغ گھر آرا کے پہونچے مہنیر نے
آگے بڑھکر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے حکم دیا کہ بلا لو عیار سے انکے کیا پردہ ہی جو انکا راز دان ہی وہ ہمارا
بھی راز دان ہوگا چابک اندر آیا باغ کو دیکھا کہ سارا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب سامنے ملکہ
گھر آرا کے آیا گھر آرا نے چابک کو قریب بٹھایا پوچھا اے مہتر چابک مزاج کیسا ہی چابک نے عرض
کی دعاے ترقی حسن و جمال مین معروف رہتا ہون ملکہ نے کہا اے مہتر چابک ہم جانتے ہین کہ شاہزادہ
جہانگیر سے ملاقات ہو چابک نے کہا بہت خوب مین شاہزادے کو لاؤنگا وہ بھی آپ کا نام سنکر
مشتاق ہین کہ ملاقات کرین چند ساعت چابک بیٹھا ملکہ سے رخصت ہوکر خدمت جہانگیر مین آیا کہا

کہ

اے شہریار آپ صاحب اقبال ہین وہ ساحرہ آپ پر عاشق ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے بڑی بیہودی ہوگی تشریف
لے چلیے شاہزادے نے کہا شام کو چلین گے جہانگیر انتظار مین ہین کہ دن گذرے تو جا کر معشوق سے
ملاقات کرین مگر شنکال تخت پر بیٹھا ہو سامنے میز پر ایک گلدستہ رکھا ہو اُسمین سب رنگ کے پھول ہین
اور کچھ غنچے بھی ہین شنکال نے دیکھا کہ غنچے چٹکنے لگے اور ایک پھول مرجھا کر گرا شنکال نے اُس پھول
کو اُٹھا کر سونگھا اور جھلا کر کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ گہر آرا فرزند صاحبقران سے ملگئی اب ملاقات کی تیاریان
ہو رہی ہین ان مسلمانون کا حسن عابد کش و زاہد فریب ہو گہر آرا نے جمال جہانگیر دیکھ لیا ہو اب بیتاب
ہو رہی ہو کوئی ساحر ایسا جاسے کہ گہر آرا و جہانگیر کو گرفتار کر لاے کرسی زرین پر ملکہ یاقوت لب
بھی گہر آرا کی پھوپھی تھی جھلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ اے شہنشاہ مین جا کر گہر آرا کو لاتی ہون لیکن ایسے وقت پر
جاؤن کہ جہانگیر بھی وہین ہون شنکال نے کہا اے یاقوت لب آج شب کو عاشق و معشوق ایک
جگہ ہونگے اُس جلسے مین پہونچو یاقوت لب نے کہا مین وقت ہی پر جاؤنگی مگر لشکر میرا عقب مین آوے
جب مین اُنکو گرفتار کر چکون تو لشکر پہونچ جاوے مگر میان شام کو کہ رات پردہ پوش عاشقان ہو بقول
شاعر فرد شب آمد ساز کار عشق بازان ہو شب آمد راز دار عشق بازان جہانگیر مسلح ہو کر سوار ہوے
مگر چابک نے کہا اے شہریار اسوقت دل دھڑکتا ہی ایسا نہ ہو کہ جب آپ باغ مین جائین تو کوئی اُفتاد پڑے
جہانگیر نے کہا مکان مین معشوق کے کون ہوگا ہم دن بھر منتظر رہے شکر ہو کہ شام ہوئی معشوق سے
ملاقات کرائین اُنکو بھی انتظار ہوگا چابک خاموش ہو رہا جہانگیر گھوڑے پر سوار ہوے چابک کو
ساتھ لیکر چلے یہان گہر آرا در باغ پر کھڑی ہو انتظار آمد جہانگیر کر رہی ہو کہ سامنے سے دیکھا کہ شاہزادہ
جہانگیر گھوڑے پر سوار چابک ہمراہ آتے ہین گہر آرا بیقرار ہو کر باہر نکل آئی کہ چابک نے جہانگیر
سے کہا کہ اے شہریار وہ دیکھیے سامنے دروازے پر باغ کے گہر آرا کھڑی ہین جہانگیر نے جو آنکھ اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک معشوق شعلہ رخسار سرو قد خورشید خد ماہتابان دونون رخسار ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار
بقول شاعر نظم جبین مطلع صبح ایجاد حسن ہو بھوین دست بازوے جلاد حسن ہو اجل کا مکان گوشہ چشم مین ہو
قیامت نہان گوشہ چشم مین ہو جہانگیر گھوڑے سے کود پڑے گہر آرا نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا باغ مین
لیکر چلین مگر چابک نے ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلایا اور اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر
محفل مین آیا شاہزادہ جہانگیر و گہر آرا آکر مسند پر بیٹھے چابک بصورت کنیز سامنے آیا دست بستہ عرض کی

اے ملکۂ عالم اگر حکم ہو تو سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤن ملکہ نے کہا ہی اے غنچہ دہن تجھکو تو گانے کا شوق نہ تھا عرض کی دائی آج تو ارادہ کرتی ہون اگر لایق سماعت ہو تو انعام ملے اور اگر لایق ملاحظہ نہ ہو تو کنیز کو محفل سے نکالدیجیے گا یہ کہکر پایان کھینچا سید صاسید صا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند شروع کیے

نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہو اسے ایدوست گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم و رنج و بیتابی کے جوش — دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چلکے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کے بار بار — اور بڑھجائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہو عیان — دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج — دیکھتی ہو بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جایئے ایدل ہجوم وانہ کے — کم نہین ہو جلوۂ گلزار سے تن کی بہار

ہان اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری — دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

شل پیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہو جب سینے مین آگ — گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم — دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

یہ اشعار گا کر سامنے چاپک ملکہ کے بیٹھا ہو ملکہ شاہزادے سے باتین کر رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ یاقوت لب آسمان سے اتری گھر آرا نے جو بڑی بہن کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھی جھک کر سلام کیا یاقوت لب نے بہن کو گلے سے لگایا اور کان مین کہا کیون بہن یہ کیا حرکت کی کہ شاہ کے دشمن کو بلا کر بٹھایا ہو تم کسواسطے آئی تھین اور کیا کرنے لگین گھر آرا نے بہن کے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا ہمشیرہ صاحبہ میری کیا مجال ہو کہ خلاف حکم شاہ کرون لیکن مین نے خود انکو بلوا بھیجا ہو میرے بلانے سے آئے ہین بعد تھوڑی دیر کے چلے جائینگے مین سحر کر کے انکو رد کو نگی نہ جانیو ونگی بی غزالہ کی بھی فکر مین مصروف ہون خبر سن چکی ہون کہ سیران و آفت جادو شریک غزالہ ہوے بیخوف لشکر لیے اترتے ہین کچھ انکو خوف نہین کہ شاہ کیا کرینگے یاقوت لب نے کہا دیکھو ہمشیرہ یہ حرکتین اچھی نہین ہین تمام اہالی طلسم تمہارے دشمن ہو جائینگے اور بادشاہ نے جو کچھ کہا تھا وہ اگر مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا

شاہ سے واقف ہوکر آٹھ پہر ملک کے حال دریافت کرتے رہتے ہین وہ جو گلدستہ سامنے رکھا ہو سیامری
بنا گئے ہین سب حالات ظاہر ہوتے ہین بیٹھے بیٹھے بہت غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ کوئی ساحرہ اے گرفتاری
گھر آرا جانے بہن مجھسے نہ ہو سکا کہ تمھارے عیش مین فتور کرون مگر اب میرا کہنا مان لو خدمت شاہ
مین چلکر حاضر ہو اور جہانگیر کو لیتی چلو یقین ہو کہ شاہ تمسے بہت خوش ہونگے اور تمکو ملک زیادہ دینگے
جہانتک شاہ کی عملداری ہو وہانتک تمھارا نام ہوگا گھر آرا نے ہاتھ باندھکر کہا ہمشیرہ صاحبہ یہ مناسب
نہین ہو کہ اپنے گھر مین جو مہمان آیا ہو اُسپر دست اندازی کرین اب اِسوقت تو چلی جایئے تھوڑے عرصے
مین یہ بھی چلے جاوینگے پھر نہ بلاؤنگی نہ اونکی صحبت مین جاؤنگی یاقوت لب نے کہا بہن مجھے فقرہ
دیتی ہو لیکن مین اخیر کی بات تمسے کہتی ہون کہ تمھاری عزت افزائی اسی مین ہو کہ جہانگیر کو گرفتار کرو
شاہ بہت خوش ہونگے اگر اِسکے خلاف کروگی تو مین تمکو گرفتار کرونگی گھر آرا نے کہا ہمشیرہ مین تو
تمسے مقابلہ نہین چاہتی مجھکو گرفتار کرکے لے چلو مگر مہمان پر میرے دست انداز نہ ہو یاقوت لب نے
بگڑکر کہا یہ مہمان شاہ کا دشمن ہو آخر تکرار بڑھی یاقوت لب نے ہاتھ بڑھاکر جہانگیر پر سحر کیا جہانگیر نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا یاقوت لب نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی گھر آرا کو بہت ناگوار ہوا
کہا ہمشیرہ صاحبہ ہوش مین آؤ مہمان کو نہ ستاؤ یاقوت لب نے کہا مین تو اِسکی مشکین باندھکر لیجاؤنگی
اب تمھارا کہنا نہ مانونگی گھر آرا نے چاہا تڑپون اور تڑپ کر بلند ہون اور برق بنکر اسپر گرون اور
دو ٹکڑے کرون یاقوت لب نے مسکرا کر کہا دیکھو ہمشیرہ بے ادبی نہ کرنا اسطرح پر یاقوت لب نے
کہا کہ گھر آرا خاموش ہوگئی اور زبان بند ہوئی سحر فراموش دریائے حیرت کا جوش زبان منھ سے
نکالدی یاقوت لب نے زبان مین سوزن دی اور گھر آرا کو گرفتار کر لیا جہانگیر پر اِشارہ کافی
تھا دونون کو گرفتار کیا گرفتار کرکے مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہا دو قفس آہنی لاؤ دو قفس آئے
دونون کو اُن قفسون مین بند کیا اور ہوشیار کیا کہا کیون ہمشیرہ تمنے میرا سحر دیکھا اب جاتی ہون لشکر
جہانگیر پر جاکر سحر کرونگی سب کو سحر مین مبتلا کرون کہ کسی کا قدم نہ اُٹھ سکے سب گھُٹ گھُٹ کر جانین دین
یہ کہکر اُٹھی اور لشکر جہانگیر پر آکر سحر کیا کہ سارا لشکر دھوئین مین مبتلا ہوگیا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین مگر اُٹھ نہین سکتے دیکھتے ہین کہ چہار طرف دیوارین دھوئین کی چھا گئین یہ سحر کرکے یاقوت لب پھر
آئی اور جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھی چاپک نے بڑھکر عرض کی کہ امیدوار ہون میرا گانا سُنیے مین نے

لات ومنات کو خواب مین دیکھا وہ مجھکو دو کمال دیکئے ایک کمال گانے کا دوسرا ساقی گری کا عنایت فرمایا اور حکم دیا ہی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یاقوت لب کی اطاعت کرنا مین حضور کی تابعدار ہون یاقوت لب نے پوچھا تیرا نام کیا ہی چابک نے کہا مجھکو غنچہ دہن کہتے ہین یہ کہکے سامنے بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ تھرک تھرک کر گانا شروع کیے نظم

کعبہ نہین ہو زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقون کا یہی ہو مکان دوست
گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوے یار کی — بعد فنا بھی چھٹ نہ سکا آستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی — کہتے تھے ایک دل سو ہوا مہمان دوست
نکلے نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر انھین — رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
جان لیکے بھی خوشی نہ ہوئی میرے یار کی — راضی نہ ہو سکا دل نامہربان دوست
ہوتی ہو مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ — رکھتی ہو اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے — ہان آجکل بہار پہ ہو گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہو اب بہ رنگ پر چمن بیخزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کئے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھی جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے انیس — پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ سے میان چابک نے غزل گائی کہ یاقوت لب بہت خوش ہوئی کہا اے غنچہ دہن قدرت نے تمکو کمال دیا چابک نے عرض کی اب ساقی گری ملاحظہ فرمایے یاقوت لب نے کہا اے غنچہ دہن تمکو کل کنیزون کا افسر کرونگی ایسی خدمت کرو چابک نے کہا آپ راضی رہین چابک نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت ہو یاقوت لب نے پکار کر کہا ارے کنجی میخانے کی جسکے پاس ہو ایک کنیز نے بڑھکر کنجی پیش کی یاقوت لب نے کہا اے غنچہ دہن یہ کنجی میخانے کی موجود ہی چابک صبا رفتار کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی اے شراب کے پینے والون چلو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب کنیزین دوڑین گلابیان اٹھا کر لے جانے لگین مگر چابک نے چند گلابیان جو ارغوانی تھے

بھرین جس رنگ کی شراب اُسی رنگ کی گلابی کشتی کاندھے پر رکھکر محفل مین آیا یاقوت لب نے کہا دیکھو صاحبو
کرامت اِسکو کہتے ہین کہ قدرت نے جو کمال مرحمت کیا ہو کس سلیقے سے شراب لائی ہو کوئی خواہش کرتا ہو کہ شراب
پیین مگر چابک نے سامنے کھڑے ہو کر گت ناچی سب اہل محفل تعریف کرنے لگے چابک نے جھک کر جام لبریز
کیا ٹھوکرین لگاتا ہوا سامنے یاقوت لب کے آیا شراب پیش کی یاقوت لب نے مسکرا کر جام لیا جیسے ہی
جام ہاتھ مین آیا ہنسکر کہا کیون غنچہ دہن شراب مین بیہوشی ملا کر لائی ہو چابک گھبرایا ناگاہ شراب چرخ
مارکر اُڑ گئی اور جام بھی ٹوٹا یہ انجام ہوا چابک نے کہا حضور کو ناحق گمان ہی مین شراب سادہ لائی ہون
دیکھیے درخت پر جانور بیٹھا ہو کیا کہہ رہا ہو یاقوت لب پلٹی چابک نے خنجر مارا یاقوت لب نے اپنے کو
بچایا چابک سمجھ گیا کہ قتل ہونا اِسکا دشوار ہو کود کر بھاگا جبتک یاقوت لب اُٹھے چابک دیوار کو
فرا گیا یاقوت نے کنیزون پر غصہ کیا کہا کیون صاحبو عیار تم مین کیونکر آیا کنیزون نے کہا کہ ہم نہین جانتے
کہ یہ عیار کیونکر آیا یاقوت لب نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ تم لوگ چاہتی تھین کہ مجھکو عیار گرفتار
کرلے مین نے وہ سحر سیکھا ہو کہ سب چیزین مجھکو ملتی رہتی ہین مگر یاقوت لب نے کنیزون کو ایک مقام پر
چڑھا دیا اور سحر کیا کہ اُٹھ نہ سکین سب کو اسی حال مین چھوڑ کر جہانگیر و گھر آر اکو لے گئی دربار شاہ مین لائی
شاہ نے حکم دیا کہ اِن قفسون کو لٹکا دو ایک کمرے مین دونون قفس لٹکا دیے مگر بادشاہ نے کہا اے
یاقوت لب ایک کام اور کرو کہ رستم وبی آہو چشم و غزالہ کو گرفتار کر لاؤ لشکر تمھارے واسطے قریب
کوہ دُخانیہ ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل اُس مقام پر فروکش ہین یہی حکم دیدیا ہو کہ حکم مین ملکہ یاقوت لب
کے رہنا دونون کو قید کرکے یاقوت لب کوہ دُخانیہ پر آئی لشکر کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلی
قضائے کار منتہز برق فرنگی کہ جنگل مین پھر رہا تھا دیکھا لشکر ساحرہ جاتا ہی سمجھا کہ یہ سب فکر مین رستم کی
جلتے ہونگے ایک ساحر کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر لشکر مین آیا کہ ہر
جانب پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ یاقوت لب کے آیا ساحرون سے پوچھ رہا ہو کہ برآمد ہونے
مین شہنشاہ کے کیا دیر ہو ساحر عرض کر رہے ہین کہ ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین کہ اندر سے چند حبشین
نکلین اُنھون نے آتے ہی برق کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او منتہز والا گھر تشریف لے چلیے آپ کو ہماری مالک
نے بلایا ہو برق نے بہت خوب کہکر ہاتھ چھڑایا جس کنیز نے کہا تھا اُس سے کہا سامنے دیکھو ملکہ کھڑی
ہوئی کیا فرماتی ہین جیسے ہی وہ پلٹی برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اُس ساحرہ کے مرنے سے

اندھیرا ہوا ابرق اُس اندھیرے مین نکل بھاگا ایک غار مین جاکر چھپا مرنے کی جو اُس کنیز کے آواز بلند ہوئی ملکہ یاقوت لب نے سُنی باہر نکل آئی دیکھا لاشہ کنیز کا پڑا ہی اور کنیزون سے پوچھا کہ اسکو کسنے قتل کیا سب نے کہا حضور آج عجب معرکہ ہوا جب ہم سب نے آکر برق کو گھیرا وہ اس کنیز کو مار کر نکل گیا یاقوت لب مسکرائی دیکھا ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا ہو منقار کھولکر رہجاتا ہی یاقوت لب نے کہا اے طائر سامری کیا کہتا ہی کیون رُک جاتا ہی طائر نے منقار کھولکر نہین معلوم اپنی زبان مین کیا کہا کہ یاقوت لب ہنسی اور ساحرون سے کہا کہ اِس غار کو تو گھیر لو نگوڑا ابھو رہا اِسمین چھپا ہو ساحرون نے غار کو گھیرا ابرق نے جو اندر سے دیکھا کہ غار گھر گیا خنجر پکڑ کے ایک جانب نقب کھودنے لگا مہرہ دور جاکر توڑا ابرق تو نقب توڑ کر نکلگیا مگر جب یاقوت لب غار مین اُتری تو کسی کو نہ پایا مہرہ نقب کا دیکھا جھلاتی ہوئی نکلی کہا لو صاحبو وہ مکار نکلگیا پریشان پریشان اپنی بارگاہ مین آئی کہا جاکر وہ آفت برپا کرون کہ بی غزالہ کو بھی معلوم ہو کہ سلطنت کرنے کا یہ انتظام ہو اسب کو قید کرونگی اسی دن یاقوت لب نے کوچ کیا مقابلہ لشکر رُستم مین پہونچی غزالہ کو جو معلوم ہوا کہ یاقوت لب مقابلے مین آگئی لشکر کو آراستہ کیا کہ یاقوت لب نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر غزالہ کو پہونچائی غزالہ نے بھی طبل جنگی بجوائے دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی یاقوت لب نے رات بھر سحر تیار کیے ہین صبح کو غزالہ سوار ہوئین ملکہ آہو چشم کو تخت پر بٹھا لیا رُستم مرکب پر غزالہ سب کے آگے بڑھی ہوئی ادھر سے یاقوت لب میدان مین آئی آتے ہی ایک دستک دی کہ لکۂ ابر آسمان پر آیا مینھ برسنے لگا غزالہ نے ایک تیر مارا کہ ابر کو توڑ کر نکلگیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کئی سحر یاقوت لب نے کیے مگر غزالہ نے دفع کیے یاقوت لب نے پکار کر آواز دی کہ اے غزالہ کیا مجھسے واقف نہین ہو مین وہ سحر کرون کہ دیوانی ہو جاؤ غزالہ نے کہا کہ کوئی کمالی اُٹھا نہ رکھنا لیکن یاقوت لب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا بیضۂ مرغ نکالا اُسکو تڑ اتنا طرف آسمان کے پھینکا ایک گنبد آہن آسمان سے چرخ مارتا ہوا زمین پر آیا دروازہ گنبد کا کھلا تھا ملکہ غزالہ گنبد مین گئین رنگ چہرے کا اُڑا ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ دیوانہ وار وحشی مثال گنبد مین جاکر بیٹھین یاقوت لب نے پکار کر آواز دی بی آہو چشم اب تمھاری مشتاق ہون مگر سیران جادو نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا جیسے ہی گولہ پھٹا اُسمین سے ایک دھوان نکلا سیران جادو نے ایک آہ کا نعرہ کیا اور پکارنے لگا

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا
کیا پہلوے مزاج ہی پہلو ہی یار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور
احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
ای چرخ بس تنبیہ تکلیف اب نہ کر
ای دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
پابوس آسمان سے شرف ہو گئے نصیب
وعدہ بہت دراز ہی روز شمار کا

بگڑا مزاج سیر سے دل بیقرار کا
بوسے قریب سے جو لب یار کے لیے
بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو
احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا
آتے نہین وہ ہا کہ یہان حال غیر ہی
پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوئی نسیم

آرام کی ہوس دل بیتاب مین کیون
برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
گر جاتے جگائیگی بر خیز حشر کی
کھٹکا نہ جائیگا شفرہ آبدار کا
وصلت کی راحتو نسے شب غم نہ بھولنا
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین
اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
ہو جکا ہے پرسش اعمال ابھی تو خوب
منھ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

مثل دیوانون کے وہ بھی اوس گنبد مین داخل ہوا آفت جادو نے چاہا کہ اس گنبد کو گرا دون پس جیسے ہی گولہ مارا آفت پر بھی وہی آفت پڑی کہ مثل دیوانون کے یہ بھی اوسی گنبد مین گیا یاقوت لب نے آواز دی ای رستم تمھاری رستمی دیکھنا چاہتی ہون رستم نے مرکب بڑھایا آہو چشم دوڑ کر قدمو نسے لپٹ گئی کہتی تھی ای شہریار آپ اس مکارہ کے مقابلے مین کہان جاتے ہین رستم نے کہا وہ میرا نام لیکر پکارتی ہی آہو چشم و رستم آپسمین کلام کر رہے ہین کہ گنبد مین ایک روزن پیدا ہوا کئی سو پنجے سنہری اوسمین سے نکلے ایک پنجے نے رستم کو اٹھا لیا آہو چشم نے سحر کرنا شروع کیا کئی پنجے آہو چشم کو لپٹ گئے ایک پنجہ منھ پر تھا کہ سحر نہ کر سکے دوسرا پنجہ ہاتھون مین لپٹا ایک پنجہ کمر مین پڑا آہو چشم و رستم کو بھی اوسی گنبد مین لے گئے اب یاقوت لب نے لشکر پر سحر کیا لشکر والے بے دست و پا کہ افسر انکے قید ہوئے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رب بے نیاز ای خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر کہ اس ظالمہ نے بہت عاجز کیا ہے اسکی بدعت سے نجات دے کیا تیری صفت بیان کرون نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب | دعاے کند من کنم مستجاب
وزین عاجزی چون نخوانم ترا | چو عاجز رہا نندہ دانم ترا

بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی صحراے گرد اوڑی سب نے دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے صاحبقران زمان پشت عشقر پر سوار خواجہ عمرو

رکاب تھامے ہوئے پشت پر تمام لشکر صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ رستم ایک گنبد مین مقید ہین اور دو شاہزادیان اور دو سردار اسی گنبد مین گرفتار بیٹھے ہین صاحبقران نے وہین سے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدغا نعرۂ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم رزمگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران آپڑے عمرو نے کہا ای شہریار اسم اعظم الٰہی پڑھیے ساحرہ سحر کر رہی ہی امیر نے بڑھکر اسم اعظم جو بآواز بلند پڑھا ملازمان آہو چشم کہ سحر سے یاقوت لب کے پراگندہ ہو رہے تھے کوئی خاموش کھڑا تھا کسی کا ارادہ تھا کہ جان بچاؤن سامنے سے حریف کے بھاگ جاؤن مگر آواز صاحبقران جو کان مین پہونچی قلب مین قوت آگئی جمکر لڑنے لگے مگر یاقوت لب نے دیکھا کہ اس شخص پر سحر تاثیر نہین کرتا حیران تھی کہ کیا تدبیر کرون یاقوت لب ساحرہ بہت ہوشیار تھی جھولی سے ماش کے دانے نکالے صاحبقران پر پھینکے مگر صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین وہ دانے ماش کے گرد صاحبقران گرنے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی یاقوت لب نے خنجر کمر سے نکالکر پھینکدیا صدہا خنجر برسنے لگے مگر صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی اور کئی سو جوانون کے سر اڑ گئے یاقوت لب ناچار ہو کر ایک گوشے مین آئی جھولی سے ایک چراغ دان نکالا ایک کٹوری برنجی نکالکر چار بتیان اوس کٹوری مین رکھین روغن اوسمین ڈالکر چومک کو روشن کیا سامنے اوسکے ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی ای روشن رای یہ کیا سبب ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک شعلہ بھڑکا آواز دی کہ ای یاقوت لب صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اونپر سحر تاثیر نہین کریگا ہم اونکے قریب نہین جاسکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی پہلو مین یاقوت لب کے سرخیل جادو نام ایک ساحر کھڑا تھا کہ دس ہزار ساحرون کا افسر ہی یاقوت لب نے کہا ای سرخیل مین سحر کرتی ہون کہ گنبد آہنی جسمین کئی قیدی ہین یہ بلند ہوگا تم اسکے ساتھ جاؤ دربار شاہ مین انکو پہونچاؤ مین بھی لڑ بھڑ کر نکل آؤنگی سرخیل کمر باندھکر آمادہ ہوا اگر یاقوت لب وہ چراغ روشن اٹھا کر پیچھے ہٹی اور وہ چراغدان گنبد پر کھینچ مارا وہ گنبد تھرایا زمین کانپی مع طبقہ زمین کا اور وہ گنبد بلند ہوا چرخ مارتا ہوا چلا صاحبقران نے جو دیکھا کہ گنبد چرخ مارتا ہوا جاتا ہی کئی پتھر پھینکے مگر گنبد نہ رکا صاحبقران دو دستی تلوار کھینچے اور لڑتے

ہوے چلے مگر بیٹے کی قید دیکھکر بہت پریشان ہوے کوئی زور نہ چلا سرخیل جادو گنبد کی پشت پر
گنبد اُڑاے ہوے جاتا ہو صاحبقران لڑتے بھڑتے صفونکو توڑ کر سامنے یاقوت لب کے پہونچے
یاقوت لب نے خاک اوڑائی صاحبقران نے دیکھا اندھیرا ہوگیا مگر امیر نے جو اسم اعظم پڑھا وہ غبار
ہٹا صاحبقران روشنی دیکھکر طرف یاقوت لب کے بڑھے یاقوت لب نے ایک دستک دی
اور پکار کر کہا کہ ای کوہان ببر سوار آکر حمزہ کو مار بیابے صحرا سے گرد اڑی ایک زنگی لمیم وشہیم گینڈے پے
سوار گرز ہاتھ مین پکارتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم مین حاضر ہون جس سے کہیے اوس سے مقابلہ کرون یہ
سنکر یاقوت لب نے اشارہ کیا کہ حمزہ کو ٹوک دے وہ زنگی سیاہ رو گینڈے کو بڑھا کر سامنے
صاحبقران کے آیا اور امیر پر گرز مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر گرز کو کاٹا گرز کٹتے ہی زنگی نے چاہا کہ
لپٹ پڑون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اور زنگی کو ایک تمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اڑ گیا زنگی کا مرنا
کہ یاقوت لب بہت گھبرائی برابر سحر کرنے لگی مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب یاقوت لب
پہونچے جب یاقوت لب نے دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے تو اپنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار کو تلوار بر رو کا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تلوار چیک کر گری یاقوت لب کے
دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی یاقوت لب کے سب ساحر بھاگے صاحبقران بفتح وفیروزی پلٹے
مگر وہ گنبد اڑتا ہوا جاتا تھا جب دربار مین شاہ کے پہونچا اور سرخیل نے عرض کی کہ ای شہنشاہ
یہ قیدی حاضر ہین شنکال اپنے مقام سے اُٹھا کہ قیدیون کو گنبد سے نکالون کہ وہ گنبد پھٹ گیا
غزالہ نے نکلتے ہی سحر کرنا شروع کیے جب سحر کرتی ہی اندھیرا ہو جاتا ہی چاہتی ہی اندھیرے مین نکلجاون
مگر شنکال روک رہا ہی آہو چشم نے چاہا رستم کو لے بھاگون بڑھکر کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لیکر بلند ہون
شنکال نے قریب آکر سحر کیا کہ آہو چشم وغزالہ کے پانون زمین نے تھام لیے بلند نہ ہوسکین اسوقت
شنکال نے منھ پیٹ کر کہا کہ یارو غضب ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت لب قتل ہوئی
مگر ان قیدیون کو لیجا کر زندان طلسم گوہر بار مین قید کرو وقت پر سمجھا جائیگا اگر حکم خداوند ہوا تو
انکو قتل کرونگا اگر قید کا حکم ہوگا تو میعاد قرار دونگا اُس میعاد پہ یہ لوگ قتل ہونگے ساحرونکو
شنکال نے حکم دیا کہ دونون جادوگرنیون کی زبان مین سوزن دو جادوگرون نے جاکر اول
غزالہ کی زبان مین سوزن دی پھر آہو چشم کو بھی اسطرح مقید کیا رستم کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین

سیبران و آفت بھی خاموش کھڑے ہین اونکی بھی زبانون مین سوزن دیگئی جب رستم بھی مسلسل ہوچکے
تو شنکال نے آواز دی کہ رستم زندان خانہ کو بلاؤ اوسی وقت ساحر گئے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک
شاہزادی حسین وجمیل تخت پر سوار آکر پہونچی شنکال نے کہا اے ملکہ دلکشا ان قیدیون کو لیجاؤ اپنے
قید خانے مین لیجا کر قید کر دو مگر انکو وہ تکلیف پہونچے کہ اپنی زندگی سے بیزار ہون جب جو حکم بھیجون
وہ بجا لانا مگر خبردار اپنر رحم نہ کرنا غزالہ کی ذات سے بڑے صدمے اُٹھائے ہین اگر یہ عذر کرے اور
پھر خداوند کو سجدہ کرے تو مجھسے اطلاع کرنا جیسا مناسب جانینگے ویسا کرینگے دلکشا نے ان
پانچون قیدیون کو تخت پر سوار کیا اور لیکر روانہ ہو گئی مگر صاحبقران زمان بعد قتل یاقوت لب
جنگ کو فتح کرکے جب دربار مین آئے تو فرمایا کہ خواجہ اگر ہوسکے تو فکر رستم وجہانگیر مین جاؤ عمرو
نے کہا آپ آگاہ ہین کہ قرضدار آجکل فکر مین رہتے ہین اس مہینے مین سو دبھی اُنکو نہین پہونچا مجھے
خوف ہو ایسا نہ ہو کہ مین نکلون اور وہ مجھکو پکڑ لیجائین امیر نے فرمایا مین خود طرف طلسم کے جاتا ہون
مین جاکر علامت دیکھون کہ کیا رنگ ہے عمرو نے کہا جب آپ علامت دیکھینگے تو مین بھی اوس سے
آگاہ ہون ہین بھی تدبیر کرونگا صاحبقران سوار ہوے سامنے قلعۂ طلسمی کے آئے دیکھا چمنہائے
زعفران زار سامنے آراستہ ہین جو اُدھر سے گذرتا ہے ہنستا ہوا جاتا ہے جبتک سامنے رہتا ہے ہنسے
جاتا ہے جب سامنے سے گذر جاتا ہے اور چمن نگاہون سے مخفی ہوتے ہین تب ہنسنا موقوف
ہوتا ہے اور سر قلعہ پر گنبد ہے اوسپر ایک طاؤس چیخین مار رہا ہے جب منقار کھولتا ہے شعلہ ہائے آتش
نکلتے ہین خندق مین آگ جوش مار رہی ہے اور قلعے پر کچھ طائر اُڑ رہے ہین کہ سر پر طاؤس کے
آکر چرخ مارتے ہین اور سایہ فگن ہوتے ہین صاحبقران نے ایک گنہگار کو طلب کیا اور
حکم دیا کہ قلعے کے پاس جا اور قلعے کو چھو کر چلا آ تجھکو رہائی ہوگی وہ گنہگار چلا جب سامنے
زعفران زار کے پہونچا تو قہقہہ مار کر ہنسنے لگا جب قہقہہ مار کر وہ گنہگار ہنسا تو ایک طائر نے
قلعے سے آکے سر پر اوس گنہگار کے سایہ ڈالا یکایک پھاٹک قلعہ کا کھلا ایک عورت حسین وجمیل اندر سے
نکلی دو کرسیان لاکر بچھا گئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ اندر سے قلعے کے ایک شاہزادی بکمال زینت
بھاری لباس پہنے ہوے آکر کرسی پر بیٹھی وہ جوان ہنس رہا تھا آواز دی کہ اے گنہگار مجھ تک تو آ
وہ جوان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ نازنین مجھکو بلاتی ہے خوش ہوگیا سامنے اُس نازنین کے آیا

اوس نازنین نے ہاتھ تھام لیا کرسی پر بٹھایا کنیز سے کہا گلابی شراب کی لاؤ کنیز جاکر گلابی شراب کی اور جام
بلورین لائی اپنے ہاتھ سے لبریز کیا جام آفتاب نما پنجۂ خورشید مثال پر رکھکر ہاتھ سامنے کیا اوس جوان نے
بلا تکلف جام اٹھا کر پی لیا جام پیتے ہی چہرہ سرخ ہوا دست درازی کرنے لگا وہ نازنین منع کرنے لگی کہ
او بیباک مین پرائی تابعدار ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا مگر اوس جوان نے نہ مانا گلے مین ہاتھ ڈالدیا وہ
نازنین ہرچند ٹالتی ہی مگر یہ سہنسکر لپٹا جاتا ہی کہ اندر سے قلعے کے آواز آئی کہ او بیباک او سفاک
میری معشوقہ سے بے ادبی کر رہا ہی اور رکیون او گیسو بریدہ تونے بھی کچھ خوف نہ کیا دیکھا ایک
جوان تیغہ برہنہ کھینچے ہوے قلعے سے نکلا اور آتے ہی اوس جوان کو للکارا کہ او بے ادب اب بھی
خوف نہین کرتا اوس گنہگار نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھون مگر وہ جوان آپڑا آکر اوس گنہگار کو
ہاتھ مارا ایسی جلدی آیا کہ وہ جوان اٹھ نہ سکا مار کر اوس جوان کو طرف اوس نازنین کے متوجہ ہوا
کہا کیون او گیسو بریدہ تونے اسکو کیون بلایا مین تجھکو قتل کرونگا اوس نازنین نے سر جھکا دیا اوس
بیدرد نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اوس نازنین کے بھی دو ٹکڑے ہوے مار کر اوس نازنین کو اوس جوان
نے پکار کر آواز دی ای آیندہ و روندہ جو اپنی جان سے بیزار ہو وہ قریب قلعے کے آئے خبردار خبردار
یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ یہی حال ہوگا صاحبقران نے چاہا جا پڑون مگر عمرو نے دامن پکڑ لیا
کہ آقاے نامدار شب کو دعا کیجیے جیسا حکم ہو ویسا بجا لائیے صاحبقران نے قبول کیا شب کو ایک
خیمہ سفید استادہ کرایا فرش وغیرہ بچھوا کر سجادہ بچھوایا دو رکعت نماز حاجت کی پڑھکر دست دعا بلند کیے
کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس عجائب مین کیونکر داخل کرون ای بے نیاز اپنے بندے کی رہبری
کر روتے روتے صاحبقران بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی واتھے کہ آواز
کان مین آئی ہوشیار ہو صاحبقران اوسی خواب مین اٹھ بیٹھے کہ ایک تخت آسمان سے اترا ایک
پیر روشنضمیر اوس تخت پر سوار تھے فرمایا صاحبقران کیون انتشار ہی امیر نے عرض کی چاہتا ہون کہ
طلسم مین داخل ہون حضرت نے فرمایا کہ صبح کو جو بیدار ہونا تو طرف دست چپ کے جو صحراے خارستان
ہی وہان جا کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھو اور یہ اسم ورد زبان کرو ایک طائر پیدا ہوگا اور باغ
دلکشا مین لیجائیگا جا کر باغ کی سیر کرو اوس طائر کا بھی حال کھلیگا لیکن مناسب یہ ہی کہ یہ پرچہ تمکو دیتے
ہین اسکو بجاے مکتوب کے پاس رکھنا جو ضرورت ہوگی وہی حکم نکلیگا صاحبقران نے وہ پرچہ لیا

جاتا کچھ اور پوچھین کہ آنکھ کھل گئی خواجہ عمرو حاضر تھے امیر نے فرمایا اب مین جاکر صحراے خارستان
مین اسم پڑھتا ہون طائر آئیگا مجھکو طرف باغ دلکشا کے لیجائیگا یہی حکم ہوا ہی یہ فرماکر بیرون عبادت خانہ
آئے لندھور سے کہا او دارا اے ہندتم لشکر سے ہوشیار رہنا مین صحراے خارستان مین جاکر اسم
پڑھتا ہون انشاء اللہ تعالی جو حال ہوگا وہ تمکو ثابت ہوگا مین نہایت ہی پریشان ہون رستم اور
جہانگیر کا قید ہونا مجھپر نہایت ہی شاق ہوا انشاء اللہ تعالی جاکر انکی رہائی کی تدبیر کرتا ہون لندھور
نے عوض کی غلام انتقام کو حاضر ہی لیکن مقام افسوس ہی کہ یاقوت لب قتل ہوئی مگر سرخیل جادو
قیدیون کو لیجا چکا تھا اسی وجہ سے قتل کرنا یاقوت لب کا مفید نہ ہوا امیر نے لندھور کو بخوبی
سمجھا کر لشکر صحرا مین چھوڑا خود صاحبقران صحراے خارستان مین آئے بیٹھکر اسم بتایا ہوا بزرگ کا شروع
کیا سومرتبہ پڑھ چکے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سفید رنگ منقار کلان چیخین مارتا ہوا
آتا ہو زمین پر آکے اترا صاحبقران نے جست کی پشت پر اوس طائر کی سوار ہوے طائر امیر کو
لیکر بلند ہوا اگر خواجہ عمرو عقب مین صاحبقران کے چلے خواجہ نے تھوڑی دیر مین دیکھا کہ وہ
طائر آنکھون سے غائب ہوگیا خواجہ بہت گھبرائے جی مین کہتے ہین کہ افسوس ہی کہ آقاے نامدار
سے چھوٹا اس سوچ مین تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اوڑی ایک ساحرہ نحیف وضعیف پشت پر آہو کی
سوار نصف جسم ساحرہ کا بالاے آہو اور نصف جسم زمین مین لٹکتا ہوا عمرو نے دور سے جو اوس
ساحرہ کو دیکھا گھبرائے ایک غار مین چھپ گئے وہ ساحرہ اوسی غار پر آئی اور پکار کر آواز دی کہ او
عمرو نکل آ اسی مین بہتر ہی ورنہ آفت برپا کرونگی خواجہ نے دیکھا کہ ساحرہ کے آواز دیتے ہی
بدن مین رعشہ پڑگیا زمین ہلنے لگی خواجہ گھبرا کر نکل آئے سامنے آکر سلام کیا ساحرہ نے کہا کیون
اونکوڑے تو ہماری فکر مین آیا تھا مین نے تجھکو گرفتار کیا اب کیا تو زندہ بچیگا عمرو نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ مین تو تابعدار ہون جہان فرمائیے وہان چلون مین تو خواہش رکھتا تھا کہ آپ سے ملاقات
کرون انتہا کا قرضدار ہون یہ بھی یقین ہی کہ یہ مسلمان نہ ادا کرینگے اگر کسی ساحر کے ساتھ چندے
رہونگا تو قرضے سے ادا ہو جاؤنگا اوس ساحرہ نے کچھ فریاد نہ سنی ایک چھڑی پشت پر عمرو کے
ماردی کہ خواجہ زمین پر گرے ایک آہو کی شکل بنکر تیار ہوے آگے آگے وہ ساحرہ جاتی ہی پیچھے
اوسکے خواجہ بشکل آہو چلا گئین بھرتے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر ایک باغ ویران تھا

کہ

اُس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اِس باغ مین جا کر ٹھہرو جیسا حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا خواجہ آہو بنے ہوے اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ ویران درخت تمام بے برگ و بار تھے تلک کسی درخت مین نہین خواجہ ناچار اُسی باغ مین پھرنے لگے جب کئی دن خواجہ کو گذر رہے ایک دن سارے باغ مین پھرے ایک دیوار مین کھڑکی لگی ہوئی تھی اُسطرف باغ سرسبز و شاداب پھل جو درختون مین خواجہ نے لگے ہوے دیکھے بھوک سے بیقرار تھے اُس باغ مین گئے کچھ پھل وغیرہ گلے سڑے کھائے کسیقدر تسکین ہوئی کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

آباد غم و درد سے ویرانہ ہی اُسکا
جس آنکھ مین ہی کیف وہ میخانہ ہی اُسکا
بیہوش اگر ہین ہون تو یا ہوش کہان ہی
سینہ جسے کہتے ہین پریخانہ ہی اُسکا
اے دل ہوس وصل سے مشتاق ہین محروم
جو دل صفت شمع ہی پروانہ ہی اُسکا
جب فصل گل آتی ہی صدا دیتی ہی [illegible]
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اُسکا
گر گوش حقیقت سے سنو اے تو سمجھے
سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اُسکا
آگاہ نہین قصۂ منصور سے اے دل

ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اُسکا
جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سنائے
جو خلق ہی اس دہر مین دیوانہ ہی اُسکا
جوبن کی صفائی سے پھسلتی ہین نگاہین
جان اول دیدار مین بیعانہ ہی اُسکا
کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب
زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہی اُسکا
گو نہر سے فزون دیدۂ عاشق کی ہین آنسو
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اُسکا
منہ عاشق صادق کے نہ چڑھ وا عقلا
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اُسکا

جس دل مین کہ ہی شوق وہ بیمار ہی اُسکا
معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہی اُسکا
دن رات ہی بہ مسکن انوار تصور
پڑتی ہی جدھر آنکھ پریخانہ ہی اُسکا
جو سینۂ روشن ہی وہ ہی منزل الفت
کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہی اُسکا
دیکھا تو سفر روح سے ہوتا ہی اُسی سے
دامن ہین ہی معشوق کے جو دانہ ہی اُسکا
کچھ رتبۂ عاشق سے بھی انجان ہو خبردار
ہر حال مین جو حال ہی رندانہ ہی اُسکا
کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار

دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اُسکا

خواجہ اِس گانے کو سنکر سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا ایک نازنین دلفریب مسند پر بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی خواجہ کو پہلو ملا سامنے اُس نازنین کے آکر ناچنے لگے گائن نے کہا ملکۂ عالم یہ آہو سکھایا ہوا ہی دیکھیے سم پر پانوٗن مارتا ہی اُس نازنین نے چمکارا آہو گود مین آکر بیٹھ گیا ملکہ نے محبت سے جسم پر ہاتھ پھیرا اور گائن سے اِشارہ کیا گائن گانے لگی آہو ناچ رہا ہی اُس نازنین نے آہو کو گود مین بٹھایا اور سر پر ہاتھ پھیرا دیکھا ایک کیل فولادی سر مین اُس آہو کے ہی اُس نازنین نے وہ کیل نکال لی آہو نے زمین پر غلطک ماری بشکل اصلی ہو گیا

اُس نازنین نے کہا ارے تو کون عمرو نے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا اے ملکۂ عالم مین قوم کا گویّا ہون سامنے جو جنگل ہی وہان گا رہا تھا کہ ساحرہ آہو پر سوار آئی اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین آہو بنگیا آج تین دن سے بے آب و دانہ ہون شکر ہی کہ آپ تک پہونچا ذرا گانا تو میرا سنیئے یہ کہکر عمرو نے یہ چند اشعار سامنے اس نازنین کے گائے

نظم

پھر اُسکے پھندے مین جا رہے ہین کہ جسکے پھندے مین جا چکے تھے
وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اُٹھا چکے تھے

کسو جو بیجا بجا ہی مجھکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجھکو
کہ اُنکار و نا پڑا ہی مجھکو جو مدتون تک رُولا چکے تھے

جو اُنکی خو تھی سو اُنکی خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہی
پھر اپنے مٹنے کی آرزو ہی جو ہر طرح سے مٹا چکے تھے

عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آگے ہے برابر
بھلا بدلنا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جما چکے تھے

کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائے
وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو میرا بہا چکے تھے

وہ نازنین گانا سُنکر بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا تان دراز خان وہ نازنین ہنس رہی ہی اور خواجہ باتین بنا رہے ہین وہ نازنین خوش ہو رہی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی کہ اے ملکۂ فتانہ آپ کی نانی جان آتی ہین ملکہ کھڑی ہو گئین خواجہ نے دیکھا وہی جادوگرنی آکر پہونچی عمرو کو دیکھکر بہت بگڑی کہا اے فتانہ اس ظالم کے مکر سے بچنا مگر مجھے خوف ہی کہ تمھارے ساتھ مکر نہ کرے فتانہ نے کہا میرے ساتھ کیا مکر کریگا کیون نانی امان یہ شخص کون ہی آہوان جادو نے کہا بی بی یہ عمرو عیار ہی اِسنے اُن ساحرون کو مارا کہ جنکے نام سے ہم لوگون کی آبرو تھی مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو تمکو دھوکا دے فتانہ نے کہا آج تو اِسکو چھوڑ جائیے کل پھر آ جائیے گا آہوان ناچار چلی گئی مگر فتانہ نے کہا کیون خواجہ تمنے سُنا کہ نانی امان کیا کہتی تھین عمرو نے کہا میری جان بچائیے مین آپ کے ساتھ فریب نہ کرونگا فتانہ نے کہا مین تمکو بھائی کہتی ہون عمرو نے بھی بہن کہا خواجہ نے خوب خوب غزلین سامنے فتانہ کے گائین گاتے گاتے باغ مین ٹہلنے لگی ایک طرف کھڑکی تھی عمرو نے سر ڈالکر دیکھا کہ دریا جوش مار رہا ہی عمرو اندر چلا آیا اور سوچا کہ یہان سے نکلنا مشکل ہی سامنے فتانہ کے آیا کہا ہمشیرہ لشکر والے انتظار کرتے ہونگے لہذا مین کیونکر باہر جاؤن گرد باغ کے دریا ہی فتانہ نے کہا بھیا مین تمکو نکال سکتی ہون مگر خوف یہ ہی کہ آہوان جادو فساد برپا کریگی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا فتانہ نے انگوٹھی اُتار کر دی اور کہا اِسکو دریا مین پھینکدیجیے اور

به آسائش اُس پار اُتر جائیے آپ کو پانی نہ ستائیگا خواجہ نے انگوٹھی لی اور کھڑکی سے سر نکالکر انگوٹھی
دریا مین پھینکی انگوٹھی پھینکتے ہی دریا مین راستہ پیدا ہوا خواجہ طی کرتے ہوے چلے نصف راستہ طی کیا
تھا کہ آواز آئی او ساربان زادے تو یہانتک کیونکر آیا عمرو نے دیکھا وہی ضعیفہ آہو سوار پانی پر
دوڑی ہوئی آتی ہی خواجہ عمرو نے ایک جست کی کہ کنارے پر پہونچے گلیم اوڑھلی آہوان جادو
حیران ہوئی کہ ساربان زادہ کہان غائب ہوگیا چہار جانب خواجہ عمرو کو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو طرف
لشکر کے چلی وار اسے ہند لشکر کو لیے ہوے اُترے ہین صاحبقران کے انتظار مین ہین کہ آسمان پر
لکۂ ابر آیا اسقدر پانی برسا کہ گرد دریا ہوگیا دریا سے دھوان نکل رہا ہی ہر ایک تحل جل رہا ہی تمام لشکر
بیہوش و مدہوش لندھور بھی بارگاہ مین بیہوش پڑے ہین مالک اپنے مقام پر بیہوش ہین بیسامان
کر کے آہوان جادو تو نکل گئی مگر خواجہ پھرتے پھراتے جو آئے دیکھا لشکر دریا مین ہی حیران ہوگئے
چہار جانب پھرے کہ لشکر مین جاؤن مگر راستہ نہ ملا ناچار ہو کر پھر باغ مین فتانہ کے آئے فتانہ
نے پوچھا کیون بھیا کیون پلٹ آئے عمرو نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہی
گرد دریا جوش مار رہا ہی فتانہ نے کہا تمکو بیرون باغ دیکھکر ثانی امان اسقدر جھلائین کہ آپ کے
لشکر پر جاکر سحر کیا مین آپ کو لے چلونگی مگر خواجہ خوف کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ تم کچھ فتور کرو عمرو نے
کہا تمکو بہن کہا ہی تمھارے ساتھ مکر کرونگا لیکن مجھکو مکان آہوان جادو کا پتہ دو کہ مین جاکر اُسکی فکر
کرون فتانہ نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ ایک کنیز کی شکل بنکر تیار رہو مین تمکو تخت پر بٹھا کرلے چلون
جس مقام پر آہوان سو رہی ہی وہان پہونچا دون خواجہ رنگ بروغن عیاری کا نکالکر ایک کنیز
کی شکل بنکر سامنے آئے فتانہ نے تخت سحر تیار کیا خواجہ کو اُسپر بٹھا لیا بعد تھوڑی دیر کے ایک
قلعہ دکھائی دیا جس مین صدہا برج بنے ہین اور ہر برج مین گینڈے اور اژدران آتش فشان
و شیران صحرا ٹہل رہے ہین مگر فتانہ دیکھتی ہوئی داخل سرحد قلعہ ہوئی ایک طرف سے آواز
آئی کون جاتا ہی فتانہ نے اپنا نام بتایا وہ نگہبان خاموش ہوا تخت آگے بڑھا ایک قصر عالی
سامنے بنا تھا فتانہ تخت کو لیکر اُس مکان مین آئی دیکھا سامنے چھپر کھٹ پر آہوان جادو پڑی
سو رہی ہی خواجہ سامنے آہوان کے آئے دیکھا کہ سو رہی ہی بغور دیکھ رہے ہین فتانہ ایک
کونے مین کھڑی ہوئی دعائین مانگ رہی ہی کہ عمرو کا مطلب ہو جاے ایسا نہ ہو کہ جاگ پڑے

مگر خواجہ جب قریب چھپرکھٹ پہونچے تو نیا معاملہ دیکھا کہ آہوان کا بستر تر ہو اِسقدر پسینہ آیا ہو کہ زمین تر ہو گئی ہو مگر خواجہ نے خیال کر کے دیکھا کہ غافل سو رہی ہو خواجہ نے کفچۂ عیاری نکالا چاہا کہ بیہوشی آہوان کو دون آہوان نے آنکھ کھولکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ساربان زادے تو مجھے مارنے آیا تھا عمرو قدمون پر گر پڑا کہا مین تو غلام ہون آہوان نے ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ ادرج عیاری تمکو فتانہ لیکر آئی ہو خواجہ نے کہا بیشک ملکہ فتانہ میری معین و مددگار ہین فتانہ نے جو سُنا کہ خواجہ سے باتین ہو رہی ہین ناچار ہو کر سامنے آئی آہوان نے فتانہ کو قریب بلا کر گلے سے لگا لیا کہا اے نورِ نظر تیری وجہ سے مین نے یہ فخر پایا کہ شریک اسلام ہوئی مین جو سب پر سحر کر کے آئی اور آکر سوئی عالم خواب مین ایک بزرگ آئے اور مجھے مسلمان کیا اور یہ پتہ دیا کہ عمرو تیرے ہی گرفتار کرنے کو آتا ہو اوسکا ساتھ دے دیکھ جو سامنے وہ مکان آتش ہو برائے کافران بنا ہو اور وہ باغ بہشت عنبر سرشت برائے مسلمانان ہو اِسیوجہ سے میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا اور اپنے ساتھ والون کو دیکھا کہ آگ مین جل رہے ہین اور رہبراہیان حمزہ کو اُسی باغ مین دیکھا کہ چین کر رہے ہین طائر مصروف زمزمہ سرائی ہین پھل عمدہ سب نخل باردار بہار و ہانکی کنیز پھولون کو رعنائے عزیز اسی حال مین تھی کہ اون بزرگ نے فرمایا کہ عمرو تجھکو بیہوش کیا چاہتا ہو مین نے اوسکو پکڑ لیا مگر مین آنکی اور تمھاری دونون کی تابعدار ہون خواجہ نے آہوان کو گلے سے لگایا آہوان نے بہت شکر یہ ادا کیا اور کہتی تھی خواجہ مجھے ہمیشہ سے اسلام پر توجہ تھی اب وقت آیا تو آپ کی تحریک ہوئی چلیے سحر اُتارون یہ کہکر خواجہ کو تخت پر سوار کیا فتانہ بھی تخت پر سوار ہو وہ وقت ہو کہ لشکر لندھور بلک رہا ہو اور سب سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز ہمکو اِس آفت سے نجات دے ساحرہ کے سحر سے بچا لے قطعہ

برحال من خستۂ و دلریش نگر	هرچند نیم لایق بخشایش تو
شاہا ز کرم برمن درویش نگر	برمن منگر بہ کرم خویش نگر

کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور خواجہ عمرو کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ خواجہ کے پہلو مین ایک ساحرہ بیٹھی ہو اور دھوئین کو برطرف کر رہی ہو ایک تڑاقا ہوا ابر لختہ لختہ ہو گیا ابر کے پھٹتے ہی جو سردار کہ بیہوش ہو گئے تھے وہ نام خدا لیکر اُٹھ بیٹھے وہ تخت زمین پر آیا لندھور نے جو فتانہ کو دیکھا بیقرار ہو گئے جمال فتانہ عابدکش و زاہد فریب ہو فتانہ نے کہا اے دارائے ہند جو سردار تمھارے مقابلے

مین آئیگا مین اُسکو بڑھکر روکون گی لندھور وفتانہ وآہوان وخواجہ بارہ گا ولندھور مین آسکے فتانہ وآہوان لندھور سے کہکر رخصت ہوئین کہ شنکال فوج کے تار باندھ دیگا لہذا ہوشیار رہیے گا یہ سنکر لندھور نے کہا میری ہوشیاری دم سے خواجہ کے ہی خواجہ نے کہا مین تو فکر مین آقاے نامدار کی جاتا ہون جا کر دیکھون کہ اُنپر کیا گذری خواجہ لندھور سے رخصت ہوکر تلاش مین صاحبقران کی چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا پہونچنا باغ دلکشا مین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے جوش
کیا دل نے مجھکو بہت بیقرار
ترے حسن نے ساقیا جان لی
کہ بلبل جو دیکھے تو ہو بیقرار
تری زلف ہی یا کہ شبہاے تار
کہ ہونٹون پہ عاشق کے اب جان ہی
جو بلبل کا نالہ چمن مین سُنا
کہ دلگیر ہی ہر وقت رنج وملال

کہ ہو رند مشرب کو بیہوش ہوش
پلا جام اُلفت بصد شور ومد
خبر عاشقون کو مصیبت کی دی
قدش سرو گلزار باغ مراد
اسی رات مین ہو قمر بیقرار
نہالِ مرادم خزان دیدہ است
تو سر جا کے گلشن مین اپنا دُھنا
قمر حال صاحبقران کر رقم

ترے لطف کا ہون مین امیدوار
کرے طبع روشن قمر کی مدد
رُخ خوب ہی یا گل نوبہار
ہی لالہ چمن مین چراغ مراد
فقط تیرے ملنے کا ارمان ہی
دلم بہر تو خاص رنجیدہ است
مجھے یاد آتا ہی لطف وصال
کہ سامان کوشش ہوا ہی بہم

چہرہ سیاحان بہارستان عجائب وطوطیان شکرستان غرائب اس داستان حیرت بیان کو تحریر فرماتے ہین شعر مصنف گہر سنجان دریاے معانی ہو چنین آرہ دستاع نکتہ دانی ہلہ مگر صاحبقران زمان پشت پر طائر کی سوار جاتے ہین کہ دور سے دیکھا ایک کوہ سامنے حایل راہ ہی صاحبقران پریشان ہوے فرمایا اے طائر یہ پہاڑ سدِ راہ ہی کیونکر گذر ہوگا طائر نے مثل انسان کے جواب دیا کہ آپ مالک اسم اعظم ہین اور رشب کو اُس بزرگ نے ایک پرچہ کاغذ دیا تھا امیر نے فرمایا وہ کاغذ سجادے پر رہگیا طائر نے کہا آپ نے بہت خلاف کیا مگر اب پلٹنا ناممکن ہی اسم اعظم ورد زبان کیجیے صاحبقران اسم پڑھتے ہوے سامنے کوہ کے آئے دیکھا ایک مرد پیر کتاب ہاتھ مین درہ کوہ

مین بیٹھا ہی امیر کو دیکھکر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اسطرف راستہ نہین ہی صاحبقران نے فرمایا ہم اسیطرف جائینگے اُس ضعیف نے کتاب دے ماری ایک کاغذ اُسمین کا اُڑتا ہوا سامنے امیر کے آیا اُسمین تحریر تھا کہ یہ کتابدار نگہبان طلسم ہی اپنے کو بچانا اور سمجھکر در سے کے اُس پار جانا طائر نے کہا ای شہریار بڑھیے اسکے کہنے پر نہ رکیے صاحبقران نے اپنے کو بڑھایا طائر تڑپ کر نکلا اُس پار آکر دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی اور ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای سرفراز شاہ طلسم کشا آگیا ہوشیار ہو جاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک تاجدار تاج زرین پہنے ہوے بارگاہ سے نکلا کئی سو مصاحب اُسکی پشت پر تھے طائر نے صاحبقران کو اُتارا اُس تاجدار نے آکر صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ باغ دلکشا کے جویا ہین امیر نے فرمایا ضرور جاؤنگا اُس تاجدار نے امیر کو تخت پر سوار کیا مگر وہ طائر سفید رنگ سر پر امیر کے سایہ فگن ہوا مثل نقیبون کے آواز دیتا تھا کہ ای اہل طلسم زعفران زار آگاہ ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا اور باغ دلکشا مین جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک تاجدار ساٹھ ہزار فوج اسکے ہمراہ وہ تاجدار بھی پشت پر صاحبقران کی آگیا اسطرح کئی تاجدار فرداً فرداً آئے سات تاجدار جمع ہوگئے جب سات تاجدار آچکے تب اُس طائر نے آواز دینا موقوف کیا اور زمین پر گرا غلطک مار کر بصورت انسان بنگیا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار میرا نام سفید پوش جنی ہی اور پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا امیر اُسی عظم و شان سے ساتھ اُن تاجدارون کے چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے بوے خوش دماغ مین آئی امیر نے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اون سب تاجدارون نے ملکر امیر کو تخت سے اُتارا اندر باغ کے لیکر داخل ہوئے وہ سب تاجدار بھی ساتھ آئے امیر نے باغ مین آکر دیکھا کہ باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ شگفتہ بوقلمون نہرین پر از آب شفاف حباب لب جو مثل چشم معشوق خوشنما موجہ اُسکا خنجر آبدار نہر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ اندر سے بارہ دری کے چھما کے کی آواز آئی امیر نے دیکھا ایک نازنین دلجو عنبرین مو کئی سو کنیزین پشت پر ایک تخت کو کاندھے پر لیے ہوے آکر امیر کو سلام کیا وہ تاجدار خود قبل سے صحرا مین اُترا ہوا تھا کہ جسکا سرفراز شاہ نام ہی امیر نے دیکھا کہ اس نازنین کو دیکھکر وہ تاجدار بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تو دشمن ترے ہزارون مین تجھکو خبر نہین ۔ ہی ہی مرے لہو مین تو ہاتھ اپنا بھر نہین
منظور جو حسین ہی وہ پیش نظر نہین ۔ آنکھون تارے ڈھونڈھ رہے ہین قمر نہین
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہین ۔ ہی مگر چاندنی شب غم کی سحر نہین
کمسن ہو تیز تیز تمھاری نظر نہین ۔ اِن نیمچون کا زخم کوئی کارگر نہین
یارب یہ اہل دید کو فرحت ہی کسلیے ۔ کچھ عاشقون کا چاک گریبان سحر نہین
فردا کا وعدہ یہ کسے سمجھائے جلتے ہو ۔ سمجھیگا کیا وہ جسکو امید سحر نہین
دیکھا بھی ہو کسیکو جو ہمسا تو جانو قدر ۔ بیدید ہو وفا کے تمھین کچھ نظر نہین
وقفہ شبِ وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے ۔ برق شرر فشان نہین عمر شرر نہین
سچ مچ ہمارے واسطے بت بنگیا ہی تو ۔ یہ آنکھین دیکھنے کی ہین ظالم نظر نہین
بدنام ہو رہے ہو رقیبون کے واسطے ۔ اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہین
کاٹی شب وصال تو ڈیدیکے دم سب مجھے ۔ طرہ سنو کہ ہوتی ہی وقتِ سحر نہین
مجھکو بلائے جاتے ہو کسوقت آؤن مین ۔ تم حور ہو بہشت مین شام و سحر نہین
انداز تجھ مین حور کے ہین ڈھب پریکے ہین ۔ یہ بات آدمی کے لیے ای قمر نہین

صاحبقران نے کہا ای سرفراز شاہ باعث گریہ کیا ہی سرفراز شاہ نے عرض کی کہ یہ مہ جبین موسوم بہ گلرخسار اسی باغ مین رہتی ہی مین مدت سے اسپر مرتا ہون اِسنے وعدہ کیا تھا کہ جب طلسم کشا آئین تو وہی عقد پڑھینگے مجھے اِسوقت وعدہ اُسکا یاد آگیا لہذا حضور مین عرض کرتا ہون کہ میرا عقد پڑھ دیجیے صاحبقران نے اُس نازنین سے پوچھا وہ رونے لگی اور کہتی تھی حضور آگاہ نہین ہین یہ بڑا مکار ہی مجھے جان کا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ عقد کرکے میرے ساتھ بیوفائی کرے مگر مین حکیم جالینوس ثانی کو بلاتی ہون جیسا وہ فرمائین گے بجا لاؤنگی یہ کہکے سامنے سے چلی گئی بعد تھوڑی دیر کے چند خادم آئے سلام کرکے امیر کو اُسی مقام پر لے گئے اور عرض کی کہ حکیم صاحب آتے ہین سفید پوش جنی نے عرض کی کہ غلام تو رخصت ہوتا ہی سفید پوش جنی تو چلا گیا مگر امیر نے دیکھا سامنے سے ہوادار پر ایک مرد پیر سوار کئی سو خادم پشت پر وہ حکیم آکر اُترا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای جالینوس ثانی سرفراز شاہ کا عجیب حال ہی

گلر خسار پر جان دیتا ہو حکیم نے عرض کی کہ حضور کے آنے پر یہ مقدمہ موقوف تھا بسم اللہ مین بھی یہی
چاہتا ہون کہ تقریب عقد ہو جاے یہ کہکے حکیم نے شربت نبات تیار کیا اور جام لبریز کر کے سامنے
امیر کے پیش کیا کہا اِسکو نوش فرمائیے آپ فصیحان عرب سے ہین آپ سے بہتر کون عقد پڑھیگا امیر نے
جام لے لیا یہ تو سمجھ چکے کہ یہ سب مسلمان ہین ورنہ تقریب عقد پر کیون راضی ہوتے امیر نے جام
نوش فرمایا جام پیتے ہی سرفرازشاہ نے آواز دی کہ لو یارو مبارک ہو کہ طلسم کشا نے جام نوش
فرمایا اُس نازنین کو دیکھا کہ ایک ساحرہ غدارہ کی شکل بنکر سامنے آئی امیر نے چاہا اسم اعظم پڑھون
اسم اعظم فراموش تھا اُس ساحرہ نے قریب آکر کہا کیون یا صاحبقران آپ کو اسم اعظم پر بہت ناز
تھا ابتو فراموش ہوا اب زندان خانہ طائران آپ کا مقام ہوگا کہ جہان انسان کا گذر نہین اُس
ساحرہ نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا اور قفس مین بند کیا اور لیکر چلی صاحبقران افسوس کر رہے
ہین کہ مین نے کیون شربت پیا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب مکار ہین اب دیکھیے کیونکر رہائی ہو وہ ساحرہ
موسوم بہ بخبس جادو قفس صاحبقران کا لیے ہوے ایک مکان مین آئی کہ صدہا قفس طائرون کے
وہان لٹکے تھے اُس ساحرہ نے اُسی مکان مین قفس امیر کا لٹکا دیا کہا انھین طائرون مین رہو
وہ طائر سب پھڑکنے لگے چاہتے تھے کہ قفس توڑ کر نکلجائین مگر وہ قفس ایسے نہ تھے کہ طائر توڑ سکتے
تڑپ تڑپ کے رہگئے مگر صاحبقران اُس قصر سنسان مین بیٹھے ہین ہرچند اسم اعظم یاد کرتے ہین
لیکن اسم اعظم نہین یاد آتا ہو دن بھر اُسی حال مین گذرا رات اندھیری چراغ کا نام و نشان نہین
صاحبقران کو وہ رات بہت شاق ہو تڑپ رہے ہین اور دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم
و ای سمیع و علیم اس شب تیرہ و تار کو روشن کر اندھیرے کو دفع کر اس اندھیرے مین گھبراتا ہون
ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ اندھیرے مین دم پھڑک کر نکل جاے صاحبقران تمام
معروف دعا تھے کہ چھت اُس مکان کی شق ہوئی امیر نے دیکھا کہ سفید پوش جنی پسینے پسینے کانپتا
ہوا نمایان ہوا امیر نے فرمایا ای یار وفادار تم ایسا غائب ہوے ہمکو آگاہ نکر گئے کہ یہ سب مکار ہین
اُس حکیم کو دیکھکر مجھکو یقین آگیا کہ یہ سب اہل اسلام ہین شربت اُنکا دیا ہوا پی گیا اُسکا یہ انجام ہوا
کہ اسم اعظم فراموش ہوا تب اُس ساحرہ نے گرفتار کیا جسکا گلرخسار نام تھا وہ بخبس جادو تھی
اُسی نے لاکر یہان پہونچایا بارہ پہر سے آب و دانہ گذرے ہین اسی وجہ سے بہت بیقرار ہون

سفید پوش نے کلیجی کے کباب اپنے پاس سے نکالے اور امیر کو اپنے ہاتھ سے کھلائے اور عرض کی کہ صبح کو ایک طائر آئیگا کہ اُسکے سینے پر اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھیے گا مین بھی وقت پر آؤنگا آپ کو نکال لے چلونگا یہان سے آگے بڑھکر آپ کے غلام کا باغ ہے جب اُسمین تشریف لے چلیے گا تو فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوگا سفید پوش جنی صاحبقران کو یہ سمجھا کر چلا گیا تڑپ تڑپ کے امیر نے وہ رات کاٹی کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہوا امیر نے قفس مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ ایک طائر قفس توڑکر نکلا سر پر امیر کے لہرانے لگا امیر نے دیکھا کہ سینے پر اُسکے اسم یا جلیل لکھا ہے امیر نے اُس اسم کو یاد کیا سات آٹھ مرتبہ پڑھا تھا کہ قفس ٹوٹا حمزۂ صاحبقران رہا ہوئے بس اب طائر پھڑکنے لگے اور رشل النسان کے آواز دیتے تھے کہ مقام افسوس ہے طلسم کشا تشریف لائین اور ہم رہائی نہ پائین امیر نے قفسون کو توڑا اور ان طائرون کو نکالا وہ زمین پر گرکے النسائی بنے چالیس جوان رہا ہوکے امیر نے انتظار کیا کہ سفید پوش جنی نے آنے کو کہا تھا پکار کر آواز دی کہ او سفید پوش جنی کہان ہو پہلو سے اُسی مکان کے سفید پوش سامنے آیا امیر کو اپنے کاندھے پر سوار کیا اور وہ چالیسون جوان بھی ساتھ ہوے سفید پوش امیر کو ایک باغ مین لیکر آیا اور کہا آپ یہان باغ مین تشریف رکھیے جو کوئی آئیگا وہ آپ کے ہاتھ سے شکست پائیگا امیر آکر مسند پر بیٹھے اور وہ چالیسون جوان بھی حاضر خدمت ہین مگر گھبرا رہے ہین کبھی در باغ پر جاتے ہین کبھی اندر آتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ایک جوان نے عرض کی کہ ایک پہلوان دروازے پر حاضر ہے کہتا ہے امیر سے مقابلہ کرونگا صاحبقران اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی سو سوار ہین للکار رہا ہے کہ او طلسم کشا میرے مقابلے مین نہین آتا ہے امیر نے نعرہ کیا کہ او سکار مین مین تیرے مقابلے کو آیا ہون آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

اُس پہلوان نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اِس جوان کو مار لو وہ سب سوار لینا لینا کہکر دوڑے امیر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اور سوار ہوکر مقابلے مین اُس پہلوان کے آئے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تیغ قمقام کا مار دیا کہ اس پہلوان کا سر زخمی ہو

زخمی ہوتے ہی وہ پہلوان بھاگا امیر نے پیچھا کیا وہ پہلوان بھاگ کر جنگل مین غائب ہوا امیر نے چاہا
پلٹون راستہ نہین ملتا عرصہ دراز تک جنگل مین پھرے مگر راستہ نہ پایا آخر ناچار ہوے ایک نخل کے
سایے مین ٹھہرے کہ سامنے سے سفید پوش جنی آیا عرض کی اے شہریار آپنے باغ سے کیون قدم باہر
رکھا مین نے تو عرض کیا تھا کہ باغ ہی مین رہیے گا اب اُس باغ مین جانا دشوار ہی سامنے میرا قصر ہی وہان
تشریف لے چلیے مگر اُس قصر مین ہزارون آفتین ہین آپ کو بہت ہوشیار رہنا ہوگا صاحبقران نے
فرمایا مین سب آفتون کو جھیلونگا سفید پوش نے کہا آپ نے بڑی غلطی کی کہ مکتوب بھول آئے امیر نے
فرمایا وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی نگہبان ہی ہر مقام پر رحم کریگا سفید پوش جنی امیر کو ساتھ لیے ہوے
ایک قصر مین آیا کہ قصر عالی نہایت آراستہ و پیراستہ ایکطرف مسند بچھی تھی اُسپر لاکر صاحبقران کو بٹھایا اور
کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی بہت ہوشیاری سے بسر کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جاے امیر نے
فرمایا اے سفید پوش اسم اعظم ابتک فراموش ہی یہ اسم اعظم کیونکر یاد آئیگا سفید پوش نے کہا یہ راز مجھپر
ظاہر نہین ہی مین اِسکا وظیفہ نہین جانتا مگر یہ سُنا تھا کہ جب آہو ہفت رنگ آئے اور اُسکو شکار کیجیے گا
اور کباب نوش فرمائیے تب اسم اعظم یاد آئے یہ کہکر سفید پوش جنی چلا گیا مگر صاحبقران اکیلے بیٹھے
ہین دروازہ قصر کا کھلا ہی کہ دیکھا ایک آہو ہفت رنگ بھاگا ہوا آتا ہی اور پُٹھے پر تیر پڑا ہی پلٹ پلٹکر
دیکھتا ہوا آتا ہی جب امیر کے سامنے پہونچا تب امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر
تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے قصر سے نکلکر بہ قربانی پہونچایا اُسی مقام پر بیٹھ گئے کباب آہو کے لگائے چاہا
کباب منھ مین ڈالون کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی پہلوان گینڈے پر سوار سامنے امیر کے آیا اور پکار کر
کہا کہ کیون طلسم کشا تمنے کچھ خوف نہ کیا اور آہو کو مار لیا یہ خیال نہ کیا کہ تیر کسکا لگا ہوا ہی بڑی خطا کی
امیر نے آواز دی کہ ابتو جو کچھ ہوا سو ہوا جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر مگر اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا
امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلٹے ہاتھ سے ہاتھ نکالکر وار کیا سر پہلوان کا زخمی ہوا یہ کہکر بھاگا کہ
میرے پیچھے آئے تو احوال معلوم ہو امیر اُس پہلوان کے پیچھے چلے تھوڑی دور راستہ طے کرکے
اُس پہلوان نے آواز دی کہ اے جس جادو جلد آؤ کہ طلسم کشا میرا پیچھا نہین چھوڑتا پہلو سے دیکھا کہ
ایک ساحرہ گھوڑے پر سوار گھوڑے کو دوڑاتے ہوے آتی ہی اور پکار کر آواز دی کہ اے ساحران
صحرائی جلد آؤ اور طلسم کشا کو گھیر لو کئی ہزار ساحر گنوار موضع برچھیان ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہی

صاحبقران کو گھیر لیا امیر کباب نہ کھا سکے ساحرون سے لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی اوس دفعہ ساحرہ
سحر بھی کر رہی ہی لیکن صاحبقران اپنے کو بچا رہے ہین لڑتے بھڑتے سامنے ساحرہ کے پہونچے
اوس ساحرہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے چاہا روک کر ہاتھ مارون مگر اُس ساحرہ نے اپنے کو
پشت مرکب سے گرا دیا پریوا زپیدا کر کے چاہا اُڑ کر نکلجاؤن امیر نے تیر مارا کہ سینے کو توڑ کے
اُس ساحرہ کے پشت سے گذر گیا لاشہ اسکا زمین پر گرا امیر نے جو اوس ساحرہ کو مارا وہ پہلوان
بھی جلگیا وہ ساحر بھی جلنے لگے کہ سفید پوش جنی سامنے آیا عرض کی کباب آہوے ہفت رنگ نوش
جان فرمائیے امیر نے آکر شکم اُس آہو کا چاک کیا اُمین سے ایک صندوقچی نکلی اُس صندوقچی کو کھولا ایک طائر
نکلکر اُڑ گیا امیر کو اسم اعظم یاد آیا لیکن زبان لکنت کرتی تھی امیر نے کباب نوش فرمایا تب اسم اعظم
یاد ہوا سفید پوش جنی صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے پھر اسی قصر مین آیا آپ رخصت ہوگیا کہ پہلو سے
آواز آئی مین بھی آؤن امیر نے فرمایا آؤ پہلو سے قصر کے ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین
وجمیل سامنے آئی آتے ہی جمال امیر دیکھکر مبہوت ہوگئی عرض کرتی تھی اوشہریار میرا نام موہنی ہی
آپ کی گرفتاری کو آئی تھی مگر دام زلف مین پھنس گئی امیدوار ہون کہ میرے باغ مین چلیے وہان
آرام سے بیٹھیے صاحبقران ساتھ ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوے اُس قصر سے نکلکر سامنے
ایک باغ تھا وہ نازنین صاحبقران کو لیے ہوے اُسی باغ مین آئی امیر آکر ایک مسند پر
بیٹھے موہنی پہلو مین بیٹھی آواز دی ارے کنیزین کہان گئین مہمان نے مجھے سرفراز کیا ہی مین
مطیع اسلام ہوئی کہ چند کنیزین نہایت آراستہ کنج باغ سے نکلین اور سامنے صاحبقران کے
بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

جال سے کوڑا گلون کی ڈالیان ہوجائینگی	گل نہ ہونگے ایکدن پامالیان ہوجائینگی
تنکے چنوائے گا اِکدن زیو زگوش صنم	میرے سودیکی محرک بالیان ہوجائینگی
سخت بھی مجھکو کہوگے اختلاطاً تم اگر	مصری کی ڈلیان تمھاری گالیان ہوجائینگی
اُنکی ورزش یاد جب آئیگی یہ رؤونگا مین	میرے اشکون سے زمین مین نالیان ہوجائینگی
طائر دل روزن دیوار مین ہوگا اسیر	جال دیوار صنم کی جالیان ہوجائینگی
مجھسے کہتا ہی کہ تجھکو توم کر رکھدونگا مین	ایکدن روئیگا گالا گالیان ہوجائینگی

کان تک پہونچا اگر عکس در دندان یار	موتیون کی صاف سادی بالیان ہوجائینگی
یہ مثل مشہور ہی دیوانہ را ہوے بس است	چٹکیان ای نور مجھکو تالیان ہوجائینگی

صاحبقران خوش بیٹھے ہین معشوق پہلو مین کنیزین خدمت کر رہی ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی اُس نازنین نے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جائیے کمیل جادو آتی ہی کہ وہ آندھی دفع ہو گئی ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سر جھاڑ منھ پہاڑ آسمان پر ظاہر ہوئی پکار کر آواز دی کہ کیون بی موہنی تمنے دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی شاہ بہت خفا ہونگے موہنی نے ہنسکر کہا خالا امان یہ صاحب اسم اعظم ہین اور سب کتابون مین لکھا ہی کہ فتاح طلسم زعفران زار امیر با توقیر ہین اب جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو اس ساحرہ نے آگ برسائی امیر نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی تب اُس ساحرہ نے تلوارین برسائین مگر اُن تلوارون نے بھی امیر پر تاثیر نہ کی اُس ساحرہ نے بال اپنے نوچکر پھینکے کہ ماران سیاہ برسنے لگے اسقدر سانپ برسے کہ تمام صحرا ماران سیاہ سے مملو ہو گیا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی مگر امیر نے جو اسم اعظم پڑھا ماران سیاہ جلنے لگے جب سب ماران سیاہ جلگئے تب کمیل جادو نے پر پرواز پیدا کیے اور چاہا اڑکر نکلجاؤن امیر نے ایک تیر مارا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا ساحرہ گری اور جلکر خاک ہوئی موہنی نے کہا آپ نے بڑی مکارہ کو مارا اب آپ کے ہاتھ فتح ہی مین آپ کو محفل شنگال مین لے چلونگی اگر آپ نے بادشاہ کو مار لیا تو طلسم فتح ہو جائیگا امیر فرما رہے ہین کہ جہان لے چلوگی مین وہان چلونگا مین خود چاہتا ہون کہ اپنے کو دربار شنگال مین پہونچاؤن اور تخت پر چڑھکر اُسکو مارون کہ اوسکو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا آگیا اگر اوسکی قضا ابھی نہین ہی تو مین ناچار ہون مگر موہنی نے کنیزون کو بلایا ایک کنیز موسوم بہ لالہ فام سے کہا کہ دربار شاہی مین جاؤ دربار مین دریافت کرو کہ کیا سامان ہو رہا ہی اگر شاہ مجھکو پوچھین تو کہنا کہ باغ ہمیشہ بہار مین ہین حاضر ہونگے لالہ فام روانہ ہوئی دربار مین شنگال کے آئی وہ وقت ہی کہ شنگال تخت پر بیٹھا ہوا ہی کئی ہزار مصاحب وزرا امرا خرا جگذار حاضر دربار ہین شنگال کہہ رہا ہی کہ ای ساکنان طلسم زعفران زار تمنے سنا کہ طلسم کشا طلسم مین آتا ہی لیکن وہ وقت برپا کرون کہ وہ بھی چاہے کہ اِس طلسم سے نکلجاؤن مگر مین غافل نہین ہون موہنی گئی ہی آنکھ ملتے ہی صاحبقران کو تیغ کریگی لیکن مین نے اُس سے کہدیا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لانا موہنی وہ ساحرہ ہی کہ اُسکے

سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہو ایسا سحر کرتی ہی کہ اندھیرا ہو جاتا ہو اسی اندھیرے مین آنکھین چمکا کر تسخیر کر لیتی ہی
ز آسمان سے نقارے کی آواز آئی شنکال نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام ڈھول گلے
مین پڑا ہوا ڈھول بجا بجا کر نعرے کر رہا ہو کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا کل شب کو جلسہ ولادت سامری
ہوگا دربار مین شنکال کے حاضر ہون سعادت دارین حاصل کرین شنکال نے میر منشی کو بلایا
اور حکم دیا کہ نامے خراجگذارون کو روانہ کرو کہ کل شب کو سب آئین جشن مین سب شریک ہون
یہ کہکے کتاب اُٹھائی ہنسکر کہا ای اہل دربار ایک نئی بات کتاب مین لکھی ہو کہ کل کے جلسے مین
طلسم کشا ضرور ہوگا لیکن ساحرون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران طلسم کشا کی کیا مجال ہو کہ اس
جلسے مین قدم رکھے اگر یہان آوے تو جلا کر خاک کر دین شنکال نے کہا یارو یہ وہ کتاب ہو
کہ خداوند سامری نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہو اسکے احکام مین غلطی نہین ہوتی جو جو لکھ گئے ہین
وہی ہو رہا ہو مگر ایک بات کا مجھے تردد ہو کہ سامری صاف صاف لکھتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی
سب ساحر قتل ہونگے مسلمانون کی عملداری ہوگی مجھے تردد ہوتا ہو کہ یہ فقرہ سراسر غلط ہو سامری
کے ہاتھ مین قلم تھا جو مزاج مین آیا وہ لکھ دیا یہ وہ مقام ہو کہ سامری و جمشید یہان رہے اور
بڑا آرام پایا آخر طلسم زعفران زار بنایا اور آپ ہی لکھتے ہین کہ فلان سنہ مین عمر اسکی تمام ہوگی
مگر آجتک کوئی نہین جانتا کہ لوح طلسم کہان ہو مین بادشاہ طلسم ہون آجتک نہین آگاہ ہوا کہ لوح
طلسم کہان رکھی ہو کیون صاحبو جب لوح کا پتہ نہ ہوگا تو طلسم کشا کیا کریگا صدہا جوان شاہزادے
ساحران غدار شاہان عالی وقار پہلوانان زور آزما طلسم کشائی کو آئے آخر قید ہوے اسی طلسم
مین تڑپ تڑپ کے مرے خیر اب کل جشن تو ہو اگر طلسم کشا آئیگا تو کیا پہلوگون کے ہاتھ سے
بچکر جائیگا جلا کر خاک سیاہ کر دینگے وہ وہ ساحر دربندون پر ہین کہ اگر لاکھ ساحر لشکر کشی کرکے
آئین تو یہان سے عجائب سے مہلت نہ پائین کنیز جو آئی تھی اُسنے یہ سب حال سُنا اور بارگاہ
شنکال سے نکلی طرف باغ موہنی کے چلی یہان موہنی انتظار کر رہی تھی کہ لالہ فام آکر پہونچی
عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ڈھنڈھورا پٹ گیا کل جشن ہوگا موہنی نے کہا ای شہریار اب دریافت ہو گیا
مین کل آپ کو لیجاؤنگی صاحبقران نے فرمایا اگر سفید پوش جنی آجاتا تو خواجہ عمرو کو بلوا تا اگر
وہ ہوتا تو کیا تعجب تھا کہ شنکال کو بیہوش بھی کر لیتا یہان تو یہ ذکر ہو مگر خواجہ عمرو پھرتے پھراتے

قریب اُس باغ کے پہونچے روشنی جو اُس باغ کی دیکھی دیوار پر چڑھے دیکھا کہ صاحبقران زمان پہلوین ایک مہ جبین کے بیٹھے ہین اور موہنی کی وزیر زادی خوش نگاہ ایک طرف بیٹھی ہی خواجہ نے بغور دیکھا سراپا کو اُسکے پسند لیا کہ نہایت حسین وجمیل کلام معقول کر رہی ہی عمرو کا ذکر جو آیا تو خوش نگاہ نے کہا حضور اُس مکار کا ذکر نہ کیجیے ساحر اُسکے نام سے تھراتے ہین ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے ساتھ ہو اور محفل مین کچھ فتور کرے شنکال ساحر جہاندیدہ ہی ایسا نہ ہو کہ پہچان جاے تو باعث خرابی ہو یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی مگر خواجہ اچھی طرح دیکھکر دیوار سے اُترے گلیم عیاری اوڑھ لی قریب خوش نگاہ کے آئے لالٹین سامنے خوش نگاہ کے رکھی تھی وہ اُٹھالی اور گل کر کے نذر زنبیل کر لی خوش نگاہ نے بیقرار ہو کر کہا ای شہریار اسم اعظم پڑھیے دیکھیے یہ لالٹین کیونکر غائب ہوگئی معلوم ہوتا ہی کوئی بھوت پلید آیا امیر نے ہنسکر فرمایا اُسکے نام مین تاثیر ہی جہان تین مرتبہ نام لیا تو وہ آجاتا ہی خواجہ وہ لالٹین لیکر ایک نخل پر جا بیٹھے خوش نگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا ای شہریار ملاحظہ فرمائیے وہ درخت پر کون بیٹھا ہی امیر نے سر اُٹھا کر فرمایا بھائی صاحب آئے خوش نگاہ نے کہا آپ آسیب کو کہتے ہین یہ تو جلمانس ہو یا بن مانس یا مرچیا جن ہی یا مٹھیا دیو عمرو نے ہنسکر کہا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون امیر نے فرمایا زیادہ باتین نہ بناؤ اب نخل سے اُتر آؤ خواجہ نخل سے اُترے امیر نے گلے سے لگا لیا خواجہ خوش نگاہ کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ عجب مہ جبین ہی بقول شاعر

نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ایسا نہیں حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجہ لطافت
آنکھیں اُستاد سامری تھیں
نشہ مین شباب کی بھری تھیں
دمبالہ جو اُسمین سرمہ کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو
شہباز نے وا کیے تھے بازو

خوش نگاہ نے کہا میری جانب کیون گھور گھور کے دیکھتا ہی عمرو نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون خوش نگاہ نے کہا خاموش رہو مجھسے مسخرے پن کی باتین نکرو خواجہ سامنے آکر بیٹھے امیر نے فرمایا ای خوش نگاہ یہ ہمارا عیار ہی ہان خواجہ کچھ گاؤ خواجہ جانتے ہین کہ صورت تو بہت معقول ہی مگر سیرت اپنی دکھاؤن یہ سوچکر سامنے آبیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے

نظم

الطاف جو وہ آپ کے پائے نہیں جاتے
تکلیف تو کیا ناز اُٹھائے نہیں جاتے
اللہ رے بیدرد سر مدفن عاشق
دو اشک بھی آنکھوں نے بہلائے نہین جاتے

جو ہمپہ گذرتی ہو کہین جلد گذر جاے — ہر روز کے صدمے تو اُٹھائے نہین جاتے
دشنام تمھارے لب شیرین سے سنین کیا — وہ تلخ نوالے ہین کہ کھائے نہین جاتے
مے دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہین جاتے
کوئی نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پانوان گڑے ہین کہ اُٹھائے نہین جاتے

خوش نگاہ نے جوگا ناعمرو کا سُنا کچھ توجہ ہوئی خواجہ رات بھر گانے مین مصروف رہے مگر خوش نگاہ دمبدم کہتی ہو کہ یا صاحبقران اسکو منع کیجیے کہ یہ مجھپر آوازے پھینکتا ہو صاحبقران فرماتے ہین کہ اے خوش نگاہ انکا یہی دستور ہو کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسکو ذلیل کرتے ہین اِنسے بچنا چاہیے رات بھر اِسی ہنگامے مین گذری چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا موہنی نے پھر کنیز کو بھیجا کہ آج دن بھر اُسی دربار مین رہنا جو جو ساحر آئے اُسکا نام دریافت کرکے آنا وہی کنیز لالہ فام روانہ ہوئی دربار شنکال مین آئی دیکھا ساحر چلے آتے ہین فرش بچھ رہا ہو شنکال اہتمام کرتا پھرتا ہو جو ساحر آیا اُسکے لیے بارگاہ استاد کرائی لشکر کے اُترنے کا مقام بتایا بڑے بڑے نامدار و بڑے بڑے ساحران غدار محفل مین جمع ہوے شنکال کہہ رہا ہو یارو ایک خیال رہے آج کے جلسے کی فال سامری تحریر فرما گئے ہین کہ آج طلسم کشا ضرور آئیگا اسکا خیال رکھنا سب نے کہا حضور کیا مجال ہو کہ آپ کی صحبت مین طلسم کشا قدم رکھے ابھی تو بالکل بیکار ہو کوئی تحفہ اس طلسم سے نہین ملا شنکال نے کہا وہ خود صاحب اسم اعظم ہین سحر تاثیر نہین کرتا کہ لالہ فام نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور دہ تانے کی آواز آئی مکار حیلہ ساز نامے ایک عیار چست و چالاک عیاری مین بیباک لباس عیاری پہنے ہوے چار سو پیک بچے اُسکی پشت پر آکر پہونچا شنکال کو سلام کیا شنکال نے پوچھا اے مکار کیسے رہے مکار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران مین نے خبر سنی ہو کہ آپ کے دربار مین آج طلسم کشا آنے کو ہو تو دیکھون کہ اِس دربار مین کیونکر آتا ہو مین گرد عمارت طلایہ دونگا آتے ہی گرفتار کرلون وہ زک دون کہ عمر بھر یاد کرین یہ کہکر اپنے عیارون کو ساتھ لیا اور گرد قصر پھرنے لگا کنیز نے جو یہ انتظام دیکھا دربار سے نکلی آتے ہی موہنی سے اطلاع کی کہ حضور بڑا انتظام ہو مکار حیلہ ساز طلیار آیا ہو گرد مکان پھر رہا ہو موہنی نے کہا یا صاحبقران یہ وہ عیار ہو کہ ہوا جو چلتی ہو تو شک کرتا ہو یقین ہو کہ آپ کو پہچان لے بڑا نگاہ باز ہو صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ بڑی غلطی مجھسے ہوئی کہ

مکتوب سجادے پر بھول آیا اگر مکتوب ہوتا تو حال کھلجاتا مگر مین ضرور چلونگا موہنی نے کہا او شہریار اگر
حال کھلا تو نکاسی دشوار ہوگی ہرچند کہ میرے چند عزیز بھی صحبت شاہ مین ہین لیکن وہ لوگ کیونکر میرا
ساتھ دینگے بلکہ کیا عجب ہی یہی جستجو کرین کہ موہنی کو گرفتار کرلو خواجہ نے کہا اب تو شام کو چلین گے
مین جاکر وہان کا رنگ دیکھون اُس عیار کا امتحان لون یہ کہکر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے موہنی
نے بہت منع کیا مگر امیر نے فرمایا اسکو جانے دو یہ جاکر کوئی رنگ جمائیگا لیکن خواجہ عمرو قنطورے
وغیرہ لگا کر ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے طرف دربار شنگال کے چلے یہان مکار حیلہ ساز گرد
قصر پھر رہا ہی جو تاجدار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتا ہی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا ایک
ساحر آتا ہی شاگردون سے کہا اِس ساحر کا خیال رکھو جب مین اِس سے باتین کرون تب چہار جانب
سے آکر گھیر للینا خواجہ نے اِشارون کو مکار کے سمجھا اور پکار کر کہا مہتر صاحب مین آپ کی ملاقات
کو آیا ہون کچھ عرض کرونگا مکار نے کہا آئیے جو کہیے وہ بجالاؤن جب خواجہ قریب مکار کے
آئے اور باتین کرنے لگے تو شاگرد گرد کھڑے ہوے عمرو نے کہا یارو راستہ چھوڑ کر کھڑے
ہو شاگرد الگ ہٹے مکار نے باتین کرتے کرتے کہا میان ساحر صاحب کیا مراد ہی عمرو نے کہا
وہ دیکھیے بادشاہ آتے ہین جیسے ہی مکار پلٹا عمرو نے دھول مار کر کلاہ لی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

اور جست کرکے بھاگے مکار نے غل مچا کر کہا یارو یہ جانے
نہ پاوے شاگرد اسکا مہتر قران کہ بڑا چست و چالاک ہی اور شاگرد تو پیچھا کرکے ٹھہر گئے مگر قران
نے تعاقب نہ چھوڑا جب خواجہ جنگل مین پہونچے اور پلٹ کر دیکھا کہ قران چلا آتا ہی نیمچہ کھینچکر ٹھہر گئے
اور پکار کر کہا کیون او ذلیل مجھکو کیا سمجھا ہی کہ پیچھے چلا آتا ہی حران نے آکر نیمچہ مارا خواجہ نے نیمچے
کو نیمچے پر روکا اور ہنسکر کہا لو تمھارے اُستاد بھی آتے ہین حران پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے کمند
مارے کہ حران گرا عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا کچھ سوچنے لگے سوچکر یہ تدبیر کی کہ حران کو درخت
سے باندھ دیا اور حران کی شکل بنکر پلٹے یہان مکار حیلہ ساز شاگردون سے کہ رہا ہی کہ مجھنے

ستے کہا تھا کہ اسکو گھیر لینا شاگردون نے کہا اُستاد آپنے ایسا فقرہ دیا کہ ہملوگ ہٹ گئے کہ دیکھا حران
سامنے سے آتا ہی مگر بدن پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی ہین سامنے مکار کے آیا مکار نے پوچھا کہ ای
حران کیا گذری حران نے کہا مین نے جاکر اسکو جنگل مین گھیرا امیر سے اُسکے تلوار چلی مین نے کئی
زخم کھائے مگر آخر مین ہاتھ تلوار کا مارا کہ داہنا پیر اُسکا کٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا مین نے دور تک
پیچھا کیا مگر اُستک نہ پہونچا سوچا کہ آگے جاکر گر پڑے گا اسوجہ سے پلٹ آیا مگر اُسے بیکار کر آیا اب
اِس لایق نہین رہا کہ عیاری کرے اگر آئیگا تو ایکی مرتبہ سر اُڑا دونگا مکار نے بہت تعریفین کین اور
کہا ای حران یہ بڑا کام کیا خواجہ ساتھ مکار کے باتین کر رہے ہین وہان جنگل مین حران کی جو آنکھ
کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا غل مچانے لگا گھسیارون نے آکر حران کو کھولا یہان خواجہ فکر مین ہین
کہ مکار کو گرفتار کرون کہ ایک شاگرد نے بڑھکر کہا کہ اُستاد دیکھیے دوسرا حران آتا ہی خواجہ نے
کہا مین تو چھپا جاتا ہون یہ وہی ساربان زادہ ہی کہ میری شکل بن آتا ہی جب آئے تب گرفتار کر کے خوب
مار دیہ کہکے خواجہ ایک نخل کی آڑ مین چھپ گئے مگر حران جیسے ہی قریب آیا سب عیار لپٹ گئے
کسی نے پٹے پکڑے کسی نے لات ماردی ہرچند حران غل مچاتا ہی مگر کوئی نہین مانتا آخر اِسنے پُکار کر کہا
اُستاد دوالانژاد آپ نے مجھپر کیا گمان کیا ہی مکار نے کہا او ساربان زادے تونے غضب کیا کہ ہم
مین چلا آیا اُسکا بدلہ تجھکو ملا حران نے رات کے پتے دیے تب سب ٹھہرے مگر عمرو نے پردے
سے نکلکر ایک لات ماری اور کہا او بے حیا تونے مجھکو نہین جانا تھا کہ مین یہان موجود ہون تیرا خوب
علاج ہوا حران نے پُکار کر کہا اُستاد آپ نہین سمجھے کہ مین حیران ہون مجھکو اسکو دونون کو قتل کر دیجیے
کہ آپ کا تو مطلب ہو عمرو نے کہا بہت اچھا یہی ٹھیک کہتا ہی مکار حیران ہی کہ دونون اپنے کو حران
کہتے ہین مین کیا تدبیر کرون آخر سوچکر کہا کہ گرم پانی لاؤ عمرو نے قریب آکر کہا اُستاد صاحب مین آپ کو
سمجھائے دیتا ہون ذرا سر جھکائیے مکار نے سر جھکایا عمرو نے پھر دھول ماری اور کلاہ لیکر بھاگے
ہرچند مکار چلایا کہ لینا اسکو جانے نہ پائے مگر کسی شاگرد نے پہچانا نہ کیا خواجہ عمرو نکل گئے شام قریب
تھی خدمت مین صاحبقران کی پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا مکار بڑا تیز عیار ہی انتظام کر رہا
ہی موہنی نے کہا بسم اللہ سوار ہوجیے لیکن صورت اپنی بدل لیجیے خواجہ اپنے آقا کی صورت بدلیے
میری کنیز کی شکل بنا دیجیے امیر نے کہا مین تو یہ گوارہ نہ کرونگا عمرو نے کہا کیون کوئی خواجہ سرا نہین ہی

ملکہ نے کہا سامنے میان فیروز موجود ہین عمرو نے امیر کو بشکل فیروز بنایا اور آپ کنیز کی شکل بنکر تیار ہوے موہنی بھی تخت پر بیٹھی اور خوش نگاہ کو بھی برابر بٹھا لیا تخت اُڑتا ہوا چلا یہان مکار بڑی ہوشیاری سے انتظام کر رہا ہو جو سردار آیا اوس سے ملاقات کی سراپا دیکھکر رخصت کرتا ہو مکار کھڑا ہوا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا موہنی تخت پر سوار پہلو مین میان فیروز ایک طرف خوش نگاہ و چند کنیزین گرد بیٹھی ہین موہنی آمادہ ہو کہ اگر مکار صاحبقران کو پہچان لے تو لیکر نکلجاؤن امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوے قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے اس خیال مین کہ ذرا کوئی ہان کہے تو مین مصروف جنگ ہون کہ تخت آسمان سے اُترا مکار نے موہنی کو دیکھا کہا ای ملکۂ عالم آج کیا سبب ہو کہ خواجہ سرا کو بھی ساتھ لائی ہو یہ سنکر موہنی نے کہا آج جشن ولادت سامری تھا میان بھی مشتاق ہوے ہین انکو بھی لیتی آئی اور یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو عیار میرے باغ مین آئے اور انکی صورت بنجائے مکار خاموش ہو رہا ملکہ آگے بڑھین عمرو کہتا ہوا آتا ہو کہ ای شہریار بڑا خدا نے فضل کیا کہ مکار کے سامنے سے نکل آئے مجھکو یقین تھا کہ مجھکو ضرور پہچان لیگا لیکن اوسکو گمان بھی نہوا انشاء اللہ اب دربار مین شنکال کے کیفیت ظاہر ہوگی یہ باتین کرتے ہوے خواجہ ایک جنگل مین آئے شاخ نخل توڑ کر ہاتھ مین لے لی مگر حیران تھے کہ دربار مین شنکال کے دیکھیے کیا ہو امیر کو ساتھ لیے ہوے دربار مین شنکال کے آئے دیکھا شنکال تخت پر بیٹھا ہو کئی ہزار ساحر دربار مین جمع ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی ایسے دنگل پر بیٹھا ہو کہ جسکا چہرہ مثل شیر کے ہو شیر منھ پھیلائے بیٹھا ہو کوئی ایسے دنگل پر بیٹھا ہو کہ جسکا چہرہ مثل مار سیہ کے ہو مار سیاہ کفچہ پھیلائے بیٹھا ہو اپنے اپنے عجائب دکھا رہے ہین موہنی نے بڑھکر سلام کیا شنکال نے پوچھا یہ خواجہ سرا کون ہو کہ ہمکو سلام نہین کیا موہنی نے کہا حضور یہ نئے ملازم ہوے ہین مرتبہ نہین پہچانتے شنکال نے اشارہ کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا صاحبقران کے اُڑ گیا شنکال نے پکار کر کہا ارے انکو گرفتار کر لو موہنی نے بڑا غضب کیا کہ طلسم کشا کو لے آئی اب یہ زندہ نہ جانے پائے سب ساحر اپنے مقام سے اُٹھے سحر کرنے لگے مگر امیر جو اسم اعظم پڑھتے ہین کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا صاحبقران نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

اسم اعظم بھی بآواز بلند پڑھ رہے ہین تلوار چل رہی ہی جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ
مار دیا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے کئی سو ساحر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے لیکن
شنکال کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب سحر کرتا ہی زمین ہلجاتی ہی مگر صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی عین گرمی
جنگ مین شنکال تخت سے کودا اور سامنے صاحبقران کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار روک کر ہاتھ مار دیا کہ شنکال کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی شنکال کے اندھیرا ہو گیا
صاحبقران کو معلوم ہوا کہ اسقدر اندھیرا ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو سوجھ نہین پڑتا بعد تھوڑی دیر کے
امیر نے اسم اعظم پڑھا تب روشنی ہوئی دیکھا کہ وہ بارگاہ نہین ہی ایک صحرا ہی اُسمین کھڑا ہون اور
ہزارہا ساحر امیر کو گھیرے ہوے ہی مگر موہنی نہین ہی صاحبقران حیران ہوے کہ موہنی کہان
گئی کہ سامنے سے دیکھا عمرو دوڑتا ہوا آیا کہا اے شہریار موہنی گرفتار ہو گئی شنکال نے یہ شعبدہ کیا
تھا کہ اپنے کو قتل کروا کے موہنی کو گرفتار کر لیا آپ کو دربار سے نکالا یہ اُسکے سحر کی تاثیر تھی لیکن
امیر لڑ رہے ہین کہ زمین شق ہوئی اور سفید پوش جنی زمین سے نکلا پکار کر عرض کی کہ سامنے دیکھیے
وہ ساحر جسکے دو سر ہین اسکو قتل کیجیے تو یہ لڑائی فتح ہو امیر لڑتے ہوے بڑھے دیکھا ایک
ساحر کہ جسکے مقام سر پر دو سر ہین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی امیر نے للکارا کہ او مکار کہانتک شعبدے
دکھائیگا دو سر جادو نے بڑھکر وار کیا امیر نے تلوار اوسکی روکی اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر
ہاتھ مار دیا کہ اُس ساحر نے بھاگنے کا راستہ نہ پایا تلوار جو پڑی دو سر جادو کے دو ٹکڑے ہوے
مرنا دو سر جادو کا کہ ایک ہنگامہ ہوا کہ سب ساحر جلنے لگے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دو سر جادو
بود امیر دو سر جادو کو مار کر ایک گوشے مین کھڑے ہوے یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی فساد
پڑے کھڑے ہو کر اسم اعظم پڑھنے لگے کہ عمرو قریب آیا کہ اے شہریار عجب اتفاق ہوا کہ شنکال نے
آپ پر سحر کر کے یہ فقرہ کیا کہ موہنی جو کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی مکارہ کو اشارہ کر دیا کہ اسکو گرفتار کر لو
عیارہ نے پشت سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے ملکہ گرین شنکال نے خود اپنے ہاتھ سے زبان
مین سوزن دیے قفس آہنی مین بند کر کے دیا کہ جہان مسلمان قید ہین وہین اسکی بھی قید لیجاؤ
اور پھر بقہر و غضب پکار اُٹھا کہ کیون موہنی یہ تو نے کیا کیا کہ طلسم کشا کو لیکر ہمارے دربار
مین آئی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکاے بیٹھی رہی آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی تھی آخر شنکال نے

حکم دیا کہ اسکو سامنے سے لیجاؤ کنیزین قفس لیکر چلین ملکہ رو کر یہ اشعار بیساختہ پڑھتی تھی **نظم**

نہ جائیگی تری وحشت کی رائگان فریاد　　یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہو لب عرش تک نہ جائیگی　　مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گزرتی ہو　　انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین آج نیند آئی ہو　　نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہو کہ ہم اِک آہ کو ترستے ہین　　اسیر سینہ ہو کیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہو برسون سے　　اُٹھا چکی ہو بہت صحبت نہان فریاد
اثر بھرا ہو وہ دردِ فراق کا مجھ مین　　کرینگے بعد فنا میرے اُستخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی　　ابھی نہین ہو تمھاری مزاج دان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا　　نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھلائے گی　　کبھی تو لائیگی اُنکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سے یہ حال ہوا　　مرے دہن سے نکلکر ہوئی دُھوان فریاد
یہی ہو اے فلک پیر صورت انصاف　　نہ سُنے وہ نغمۂ مطرب کرون مین یان فریاد

مگر کنیزون نے ایسا کچھ خیال نہ کیا قفس کو لیکر قید خانے مین آئین علمشاہ نوجوان جو قید خانے مین تھے ایک طرف قفس مین غزالہ دوسری طرف آہو چشم بھی قفس مین سرنگون بیٹھی تھین کہ کنیزون نے قفس موہنی لاکر لٹکا دیا رُستم نے پوچھا کیون اے موہنی تجھسے کیا خطا ہوئی ہو موہنی نے رو کر کہا حضور جرم عشق مین گرفتار ہوئی ہُر طلسم کشا کو لیکر دربار شنگال مین گئی صاحبقران پر تو زور اُنکا نہ چلا مین گرفتار ہو گئی آپ کو صاحبقران سے بہت مشابہ پاتی ہون غزالہ نے کہا یہ اُنکے فرزند ہین اِسی جرم مین گرفتار ہوے ہین نہین معلوم صاحبقران کسطرت کو گئے موہنی نے کہا اُن پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا لیکن آپ کی رہائی کی فکر مین کوشش کر رہے ہین رُستم خاموش ہو رہے مگر موہنی بہت بیقرار ہو دمبدم دعائین مانگتی ہو کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اِس قید سے نجات دے میرا تو عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اہل بین یہ کیفیت ہو **نظم**

افزایش نپہ تھا قلق دل تمام رات　　کاٹی ہو ہمنے جبر بہ مشکل تمام رات

ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات

فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہی آبلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتا بیان تھین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہو سامنے مہ کامل تمام رات

دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم
لٹتی ہے خوب دولت حاصل تمام رات

مگر صاحبقران اُسی صحرا مین حیران و پریشان کھڑے ہین آج اُسی جنگل مین رہین گے خواجہ سے فرمایا ایک بارگاہ استاد کردہم تم چلکر بیٹھین آج رات کو عیش اور جیش رہے صبح کو نبرد مین مصروف ہونگے خواجہ نے امیر سے کہا اس دشت پرخار مین بارگاہ کہان سے لاؤن لیکن اگر فرمائیے تو کرایہ کی لاؤن یہ کہکر امیر سے رقعہ لکھوایا اور جنگل مین آکر بارگاہ دانیالی استادہ کی کل سامان زنبیل سے نکالکر رکھا صاحبقران کو لاکر مسند پر بٹھایا امیر خواجہ سے باتین کرنے لگے فرماتے ہین کہ کیون خواجہ رُستم کی رہائی کی کیا تدبیر کرین عمرو نے کہا اے شہریار مقام افسوس ہے کہ دربار شنکال مین پہونچے تھے وہان جاکر یہ فتور ہوا شنکال نے آپ کو پہچان لیا بیٹھنے بھی نہ پائے لیکن گرفتاری ملکہ موہنی کی بہت شاق ہوئی دیکھیے یہ لوگ کیونکر رہا ہون عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور تدبیر رہائی کرون امیر نے فرمایا آج کی شب تو تامل ہے کل فکر کیجاویگی اگر خدا نے چاہا تو جاکر رہا کرونگا یہ فرماکر صاحبقران نے خواجہ سے کہا کیون خواجہ رہائی رُستم کی کیا تدبیر نکلیگی عمرو نے کہا مین جاتا ہون رہائی کی تدبیر کرونگا یہ کہکر رات بھر صاحبقران نے عیش کیا صبح کو خواجہ امیر سے رخصت ہوے دہان بعد جانے صاحبقران کے سردارون نے شنکال سے پوچھا کیون اے شاہ طلسم کشا کو کیا کیا شنکال نے کہا جب مین سحر سے عاجز ہوا اور خیال کیا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا تب مین نے اپنے کو غائب کیا میرا ہم شبیہ حاضر ہوا اور اوسکو مین نے قتل کرایا اُسکے قتل نے یہ تاثیر ہوئی ہمزات جنگل مین پہونچا اور دو سر جادو کو حکم دیا کہ جنگل مین جاکر ابھی گھیر لے آخر دو سر جادو بھی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا بعد مارے جانے دو سر جادو کے اُسی جنگل مین قیام کیا کہ عیار نے اُٹھکا کہا اے شاہ مجھکو حکم ہو کہ جاکر جنگل سے عمرو کو لاؤن یہ کہکر مکار چلا

جب جنگل مین پہونچا چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا تہا خواجہ نے جو دور سے دیکھا کہ مکار جنگل مین کھڑا ہی گوشے مین آکر جیسے ہی کمندین حسن پوش کمین مکار اسی مقام پر آیا جب بیچ حلقہ ہاے کمند کے پہونچا تو خواجہ نے شیر کی آواز دی مکار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا مکار گرا خواجہ نے حباب مار دیا مکار بیہوش ہوا خواجہ نے مکار کو گرفتار کیا اور ایک درہ کوہ مین ڈالدیا اُسیکی شکل بنکر روانہ ہوے دربار مین شنکال کے پہونچے شنکال نے پوچھا ای مکار کیا کیا خواجہ نے کہا راہ مین مقابلہ پڑا مین نے اونکا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا سامنے سے بہاگا مگر ای شہنشاہ اِسقدر نہین بہاگا مین نے ہرچند جستجو کی لیکن وہ نکلگیا آج بیا معرکو گذرا مین پلٹا ہوا آتا تہا کہ ایک شخص کو دیکھا کہ پانوٴن تو زمین پر اور سر آسمان پر مین ڈرا اُسنے پکار کر کہا ای مکار کیون ڈرتا ہی فرشتۂ خداوند قدرت ہون میرے نام حکم ہوا ہی کہ مکار کو دو کمال عطا کرو اول تو گانا ایسا بے مثل ہو جوسنے وہ راضی ہو جاوے دوسرا کمال یہ ہی کہ ساقی گری تجھکو عطا ہوئی جو کام عمرو کرتا ہی وہ مجھکو مرحمت ہوے تو ای شاہ میرا امتحان کیجیے شنکال نے ہنسکر کہا کہ ای مکار کمال اپنا سُناوٴ خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بلا ہی کون جانبر ہو سکے آفت کا سامان ہی
تقاضائی رہزن تری زلفوں کی افشان ہی

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ ہی میری سیر گریہ کی
کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر دامان ہی

خیال یار کے بیٹھے ہین چوکیدار آنکھون مین
کہان سے نیند آئے مردم دیدہ نگہبان ہی

دو رنگی سے نہین جاتے تقاضائی تمنا کے
کبھی بوسون کی حسرت ہی کبھی وصلت کا ارمان ہی

ارادے تھک گئے رخصت طلب ہی طاقت جسمی
کہانتک طی کرین ہم تو طول بیابان ہی

ہزارون کوس سے دل کو یہی کہکے لائے ہین
اُٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوچۂ جانان ہی

نظر پڑتی ہی جس مہ پر وہین اک شعلہ روشن ہی
تماشا دیکھنے عاشق ترا سر زو چراغان ہی

پڑی زنجیر پیر دن طوق لپٹا آکے گردن مین
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہی

وہی رفعت ہی دیوانہ کی تیرے بعد مردن بھی
ہوا کے ساتھ گردون پر غبار تن پریشان ہی

خواجہ اِسطرح یہ اشعار گائے کہ شنکال بہت خوش ہوا تعریفین کرنے لگا کہتا تہا کہ ای مکار حقیقت مین یہ کمال تجھکو قدرت نے دیا عمرو نے کہا کنجی میخانے کی مرحمت فرمایے شنکال نے

کنجی مینجانے کی سامنے پھینکدی خواجہ کنجی لیکر مینجانے مین آئے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ یارو
مین ساقی ہوتا ہون کوئی باقی نہ رہے خواجہ کے خدمتگار دوڑے گلابیان اُٹھا کر لیگئے خواجہ نے
پچاس گلابیان مۓ ارغوانی سے معمور کین وہ گلابیان لیکر دربار مین آئے سب نے کہا کہ اے شہنشاہ
دیکھیے کس تکلف سے شراب لایا ہون کہ خود بخود جی چاہتا ہی کہ شراب پیجیے خواجہ نے سامنے کھڑے ہوکر
گت ناچی کہ سب تعریفین کرنے لگے شنکال بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی وزیرون سے کہتا ہی کہ یارو تم
مکآر کی چالاکی دیکھتے ہو سب کہتے ہین حضور کمال کر رہا ہی عمرو نے جام شراب لبریز کیا اور سامنے
شنکال کے سرپر رکھکر آیا سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکر سر جھکایا
شنکال نے جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی مثل شعلے کے اُڑ گئی اور جام بھی ٹوٹا شنکال
نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے قصد کیا کہ بھاگ کر نکلجاؤن مگر خیال کیا کہ پانون زمین مین جم گئے
خواجہ ناچار ہوے شنکال نے سحر کیا کہ رنگ روغن عیاری چہرے سے خواجہ کے اُڑ گیا
شنکال نے حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرو کیون او ظالم تو نے مکآر کے ساتھ کیا کیا جب تو دربار مین
آیا تھا جب ہی مین سمجھ گیا تھا کہ یہ مکآر نہین ہی عمرو نے کہا اے شاہ مین جو حمزہ کا نوکر ہون تین روپیہ
مہینہ ملتا ہی اُسمین بسر نہین ہوتی چاہتا تھا کہ کسی شاہ کی ملازمت کرون تو مین اسواسطے حاضر ہوا تھا
کہ کمال اپنا پسند کراؤن حضور نے دیکھا کہ کس طور سے شراب پلائی کوئی اسطرحکا ہو کہ مثل میرے
ساقی گری کرنے شنکال نے کہا کہ اے عمرو تیرے دل کی مجھے خبر مل رہی ہی مین مکآر کو بلاتا ہون
یہ کہکے آواز دی کہ اے غائب جادو مکآر کو اُٹھا لاؤ بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام
بد انجام مکآر کو بغل مین دبائے ہوئے دربار مین لیکر آیا شنکال نے کہا اسکو ہوشیار کرو اُس
ساحر نے مکآر کے منھ پر ہاتھ پھیرا مکآر ہوشیار ہوا عمرو کو دیکھکر اُٹھا کہ عمرو کو قتل کرون شنکال
نے کہا کہ اے مکآر یہ کیا کرتا ہی ہمارے طلسم کا یہ آئین نہین ہی کہ قیدی کو فوراً قتل کرین جب حکم خداوند ہوگا
تب اِسکو قتل کرینگے مگر تم کیونکر گرفتار ہوے تھے مکآر نے سب کیفیت بیان کی شنکال نے حکم دیا
کہ اے غائب جادو جہان سب قیدی قید ہین اِسکو بھی لیجاؤ غائب جادو عمرو کو کشان کشان لے چلا
راہ مین عمرو نے بڑے بڑے فقرے دیے لیکن غائب نے کچھ نہ قبول کیا اور یہ بھی کہا کہ خواجہ
مین بے اختیار ہون میری یہ مجال نہین ہی کہ تمکو رہا کرون لیکن شاہ کو اختیار ہی مجھکو صرف اتنا حکم ہوا ہی

کہ عمرو کو لیجا کر قید خانے مین قید کرو مین آپ کو قید خانے مین لیے چلتا ہون غائب جادو عمرو کو
لیے ہوے قید خانے مین آیا رستم وغیرہ نے جو خواجہ کو دیکھا بیتاب ہو گئے فرماتے تھے لو غضب
ہوا کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے غائب جادو تو قفس لٹکا کر چلا گیا رستم نے خواجہ سے کہا کیون
عم نامدار آپ کی گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے بیان کیا کہ مین نے مکار حیلہ ساز کو گرفتار کیا
تھا اسی کی شکل بنکر گیا شنکال نے پہچان لیا مین رنگ اپنا جما چکا تھا عین وقت پر شنکال نے سحر
کیا مین گرفتار ہو گیا مگر یہ جو مجھکو لیکر آیا تھا غائب جادو نامے یہ بڑا سخت ہو راہ مین مین نے کیا کیا
فقرے ویے مگر اسنے نہ مانا یہی کہے گیا کہ مین رہا نہین کر سکتا انشاء اللہ تعالی رہا ہو جاؤنگا لیکن تم
سب کی رہائی بہت دشوار ہو شنکال ہر وقت خیال رکھتا ہو دیکھیے انجام کیا ہو دن بھر ان باتون مین
گذرا شام کو دروازہ قید خانے کا کھلا عمرو نے دیکھا ایک نازنین خوان کھانے کا سر پر رکھے ہوے
قید خانے مین آئی سب کو کھانا کھلایا مگر جہانگیر نے کہا مین نہ کھاؤنگا مجھکو اس کھانے مین گمان ہو
جب رزاق مطلق پہونچائیگا تب ہم کھانا کھائینگے ہر چند کہ رستم نے بھی کہا کہ بھائی صاحب ضد نکرو
نہایت بے اختیار ہین مگر جہانگیر نے کہا بھائی صاحب آپ دخل نہ دیجیے مین جب ہی کھانا کھاؤنگا
جب رزاق مطلق رحم اپنا شریک کریگا وہ نازنین یہ کہکر گئی کہ او قیدی کیون غمزے کرتا ہو یہان کون
تیری بات کو پوچھیگا یہ تصدق ہو ملکہ سلمائے مہر جمال کا کہ قیدیون کی خبر لیتی ہین اور کھانا بھجواتی ہین
شا کا تو حکم ہو کہ قیدیون کو بے آب و دانہ رکھو جہانگیر نے کہا ہم صدقہ نہین کھاتے جا کر اپنے
مالک سے کہدینا وہ کنیز پلٹی اور بکتی ہوئی چلی گئی یہان ملکہ سلمائے مہر جمال کہ شنکال اسپر عاشق ہو
یہ اپنے باغ مین رہتی ہو دستر خوان بچھا ہو ابھی کھانے پر ہاتھ نہین ڈالا کہ وہ کنیز بکتی ہوئی آئی ملکہ نے
پوچھا کیون کنیز خیر تو ہو کنیز نے کہا واری اصل کیفیت یہ ہو کہ چھوٹا بیٹا جو حمزہ کا ہو جسکا جہانگیر نام ہو بڑا
ضدی ہو مین نے ہر چند کہا کہ کھانا کھا لیجیے یہی جواب دیا کہ ہم کھانا نہ کھائینگے تب مین نے کہا کہ یہ صدقہ ہو
ملکہ سلمائے مہر جمال کا کہ تم سب کو کھانا ملتا ہو اسپر وہ جوان بہت بگڑا کہتا تھا کہ جب ہمارا رزاق
مطلق دیگا تب کھائینگے سلمائے مہر جمال نے کہا ای شعلہ رخسار اس زبان درازی کو
تیری آگ لگے ہمنے کب حکم دیا تھا کہ صدقے کا نام لینا وہ فرزندان صاحبقران ہین ایسی
لفظین کب سن سکتے ہین آخر انھون نے اپنے اوپر جبر کیا اور کھانا نہ کھایا یہ کہکر سلمائے مہر جمال نے

کہا ہم بھی کھانا نہ کھائینگے وشترخوان اولٹ دیا ہرچند کہ کنیزون نے کہا مگر سلما نے کھانا نہ کھایا پلنگ پر جا کر لیٹ رہی پڑی تڑپ رہی ہو اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

یہان تک طول تھا ای ہم نفس کل ہجر کی شب مین / دعائین جاگ کر سو سو رہین آغوش مطلب مین
بھرا ہون کچھ نکل جائے نہ منھ سے ضبط مطلب مین / کہ ہو جاتی ہو ریزش پیشتر جام لبالب مین
مرے آنسو کے قطرے ہین یہ جسے شبنم سمجھتے ہو / ٹپکتا ہو زلال اشک چھن کر دامن شب مین
یہان تک راہ دیکھی زلف شب پر نور پیری ہو / کہین آؤ کہ جھک آئین ہین نیندین چشم کوکب مین
پیلے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر / نگاہین ڈوب کر رہ رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہو اقبال محبت خاکسارون کا / شرارہ خوابیدہ ہوے پہلوے کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے بوسے دو / کہ ہوتے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہو نور کا دریا ترے چاہ زنخدان سے / بلندی حسن نے پائی سطح پایا ہو غبغب مین
یہان تک جذب دکھلایا مری بیتابی دل نے / کہ تاثیر خود آئین چرخ سے آغوش مطلب مین

کئی کنیزین آئین اور انھون نے حال پوچھا مگر سلماے مہر جمال نے کچھ نہین بتایا وزیرزادی گلرخسار جو آئی تو دیکھا کہ ملکہ رو رہی ہین گلرخسار نے قدمون کو بوسہ دیا تلوون سے آنکھین ملین کہا کہ کیون واری کیا صدمہ ہو کہ آپ نے کھانا بھی نہین نوش کیا اور اسقدر بیقرار ہین کہ آنکھین سرخ ہو رہی ہین ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا ای گلرخسار کیا پوچھتی ہو آج شعلہ رخسار نے عجب صدمہ دیا کھانا کھلانے قیدیون کو جاتی ہو آج کہتی تھی کہ چھوٹا بیٹا حمزہ کا جری صف شکن بہادر تیغ زن حسین وجمیل اُسنے کھانا نہ کھایا اور یہی کہے گیا کہ ہمارا رزاق مطلق جب کھلائیگا تب کھائین گے اس لفظ نے مجھکو بیقرار کیا ہو اور شعلہ رخسار نے کیون یہ کہا کہ ملکہ کا صدقہ تمکو ملتا ہو ایسا جلیل کیون گوارہ کرتا کہ ایسے لفظ پر کھانا کھاتا مجھکو یہی انتشار ہو کہ قید خانے مین کیسا گھبراتا ہوگا دن بھر قید خانے مین گذرا ہوگا بھوکے پیاسے رہے یہ پہاڑسی رات اسیر کیونکر کٹے گی اگر ہو سکے تو اسکو قید خانہ سے لے آؤ مین اپنے ساتھ کھانا کھلاؤن گلرخسار نے کہا واری یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جا کے لاتی ہون کنجی قید خانے کی آپ کے پاس ہے مجھکو دیجیے مین انکو نکال لاؤنگی سلما نے کہا ای گلرخسار یہ خیال رہے کہ اورون کو یہ خبر نہ ہو جب وہ لوگ صبح کو دیکھینگے کہ ایک قیدی غائب

ہو گیا خاموش ہو رہین گے اُنکے ظاہر ہونے سے یہ خوف ہی کہ شاید آپس مین ذکر کرین کہ جہانگیر کو سلما نے بلوا لیا اور شاہ کو خبر ہو گئی تو وہ آفت برپا کریگا میرا دشمن ہو رہا ہی کئی سال سے یہی کہتا ہی کہ میرا وصل اختیار کرو اور مین ٹال رہی ہون اپنے کو بچاتی ہون بہت برہم ہوگا گلرخسار نے کہا اسطرح لاؤن کہ کسی کو خبر نہ ہو یہ کہکر دونون پانؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر چلی پاس شاہزادۂ جہانگیر کے آکر سر نکالا جہانگیر نے کہا تو کون گلرخسارہ نے سحر کیا کہ جہانگیر بیہوش ہوے گلرخسار نے جہانگیر کو اٹھا لیا اُسیطرح زمین کو کاٹتی ہوئی باغ مین لیکر آئی لیکن جہانگیر بیہوش ہین سامنے ملکہ کے لاکر جہانگیر کو لٹا دیا ملکہ نے کہا ہوشیار کرو گلرخسار نے سحر اُتارا جہانگیر ہوشیار ہوے سامنے دیکھا ایک آفت جان نہایت حسین وجمیل ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال بقول شاعر

نظم

ہوش گم ہو گئے نگہ کے ساتھ
ہو گیا رنگ رخ کافور آنہ زرد

صبر نے ہاتھ کھینچا آہ کے ساتھ
ہوش آیا تو قلب تھا سوزان

پانؤن کانپے اُٹھا جگر مین درد
جسم مردے کی شکل تھا بے جان

جہانگیر کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا اُٹھ بیٹھے سلما نے مسکرا کر کہا کیون صاحب مزاج کا کیا حال ہی جہانگیر نے کہا قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا پوچھتی ہو تمھارے شعلہ رخسار نے دل کو جلا دیا دیکھو پسینے پسینے ہو رہا ہون سلما نے سینے پر ہاتھ رکھدیا جہانگیر اُٹھے سلما نے کنیزون کو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک مہ جبین خوش آواز کرشمہ ساز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا

کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

وہ بھی مثال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہجور ذاے مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ہوس
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا

کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا

برسون رہا نہ بان صغیر و کبیر پر
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی ۔ مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور ۔ مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت ۔ مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین ۔ تھے چند رنج نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش مسند سے ای نسیم ۔ انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

جہانگیر خوش بیٹھے ہین ملکہ نے دستر خوان بھجوایا صبح ہوتے ہی دونون نے کھانا کھایا یہان قید خانے مین جو روشنی ہوئی اور صبح نمودار ہوئی رستم نے خیال کیا کہ زنجیر کی آواز کان مین نہین آتی گھر آرا سے فرمایا کہ شاہزادہ جہانگیر کا آج مزاج کیسا ہی گھر آرا نے آنکھون مین آنسو بھرکر کہا کہ رات سے شاہزادہ غائب ہی کوئی اُنکو لے گیا یہ ذکر تھا کہ غائب جادو آیا اُسنے جو جہانگیر کو نہ دیکھا طرف قیدیون کے متوجہ ہوا کہتا تھا کیون صاحبو جہانگیر کہان گئے اور تو کوئی نہ بولا مگر رستم نے جواب دیا کہ ہم قید ہین دوسرے کا حال کیا جانین غائب جادو نے چہار جانب دیکھا وہان کی خاک اُٹھائی اور سامنے شنکال کے آیا کہا ای شاہ عجب معرکہ ہوا کہ قید خانے سے جہانگیر غائب ہوگیا شنکال نے کہا وہان کی خاک اُٹھا لاؤ غائب جادو نے کہا مین خاک لیتا آیا ہون شنکال نے خاک ہاتھ مین لی اور پکار کر کہا کہ توکسکا سحر ہی جہانگیر کو کون لیگیا خاک سے آواز آئی کہ ای بادشاہ طلسم زعفران زار یہ سحر تو ملکہ سلما کا ہی وزیر زادی اُنکی آکر جہانگیر کو لیگئی اب اوسی کے باغ مین ہین شنکال نے جو نام سلما کا سُنا چپ ہوگیا اور حیران تھا کہ اگر اُسپر جبر کرون تو مجھسے بیزار ہوگی اگر نہ دخل دون تو انتظام طلسم مین فرق آتا ہی مگر سلما نے بڑی دلیری کی یہ سوچکر حکم دیا کہ کل میدان خونی کی تیاری ہو باقی قیدیون کو قتل کرونگا اُسیوقت ڈھنڈھورا پٹا دہل زن پکارتا پھرتا ہی کہ خلق خدا کی حکم شہنشاہ شنکال کا بیرون قلعہ صحراے نیرنگ مین مسلمان قتل ہونگے اہل طلسم کو مناسب ہی کہ آکر تماشہ دیکھین جابجا اشتہار بھی چسپان ہوگئے مگر ہرکارے لشکر صاحبقران کے جو براے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے صاحبقران دربار مین تشریف رکھتے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعاؤ ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار شنکال نے حکم دیا ہی آج صحراے نیرنگ مین تیاری ہوہی

دشمنون کو آپ کے فرزندون کے قتل کا ارادہ ہو سلما ایک مہ جبین ہو کہ وہ چڑھ کر جہانگیر کو لیگئی ہو
اسی وجہ سے شنکال نے یہ سامان کیا ہو کہتا ہو جو قیدی آئیگا اب اُسکو قید نہ کرونگا قتل کرونگا امیر
نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر ہمکو پہونچاتا ایسا نہو کہ اُنپر کوئی اُفتاد پڑجائے اور برق فرنگی کو
بلاکر حکم دیا کہ مہتر صاحب جہانگیر کی جاکر خبر لاؤ برق تڑپ کر چلا پھرتا پھرتا قریب باغ سلما پہونچا کہ
گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین — چھپتا نہین ہو کوئی ہماری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین — کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہو تو — ہلنے لگین گے ارض و سما ایک آہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمھین ایجان دیکھکر — بھرتی ہو کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے — دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
گھر میرے آکے خوش تو مجھے ایکدن کرو — کیا لطف ہو ہوئی جو ملاقات راہ مین
مشکل نہین ہو چاہ ہزارون سے بن پڑے — ہو لطف ای صفیر تو اُسکی پناہ مین

برق فرنگی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ جہانگیر والاتدبیر پہلو مین ایک مہ جبین
کے بیٹھے ہین خواصین مصروف کارگزاری ہین برق فرنگی دیوار سے اُترا اور بصورت اصلی سامنے
جہانگیر کے آیا جھک کر سلام کیا جہانگیر نے پوچھا مہتر صاحب کیونکر آنیکا اتفاق ہوا برق نے
کہا مجھکو صاحبقران نے بھیجا ہو اور فرمایا ہو کہ جاکر شاہزادے کی حفاظت کرنا آپ کی خبر شنکال
کو پہونچ گئی ہو لیکن بسبب جوش محبت ملکہ سلماے مہر جمال کے تمپر لشکر کشی نہین کی اُسکو یہ خیال
ہو کہ سلما آزردہ ہوگی ایسا نہو کہ معشوق کو رنج پہونچے سلما نے کہا وہ بھیا جھوٹا ہو اپنے گھر
مین عشق بگھارا کرتا ہو بے موت مرتا ہو ای برق فرنگی ہمنے بھی خبر سُنی ہو کہ کل رستم وغیرہ کو بھی قتل
کریگا اگر خدا نے چاہا تو اُن سب کو رہا کرینگے یا اپنی جان دینگے برق نے کہا صاحبقران زمان
نے بھی ہرکارون کو حکم دیا ہو کہ ہمکو دمبدم خبر پہونچے صاحبقران وقت پر موجود رہینگے گے
ایسی تلوار چلیگی کہ شنکال بھی یاد کریگا یہ فرماکر صاحبقران خاموش ہو رہے یہان میدان خونی
کی تیاری ہوئی شنکال سوار ہوا حکم دیا کہ قیدیون کو لاؤ ملازم دوڑے قیدیون کو قیدخانہ سے

نکالکر اژدہا پر سوار کیا طرف میدان خونی کے لے چلے شنکال کی پشت پر ہزار ون ساحر ترنج و نارنج لیے ساتھ ہین شنکال چلا آتا ہی کہ دیکھا ایک طرف سے بانو سلما کے ابر سیاہ اُٹھا شنکال دیکھنے لگا ابر آکر پھٹا دیکھا سلما سے مہر جمال تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہوا آکر پہونچی شنکال سلما کو دیکھکر نہال ہو گیا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمھاری تو بڑی خطا مشہور ہی سلما نے کہا اوسکا حال آج آپ پر کھلے گا مین سرکار کی خیر خواہ ہون مجھسے کبھی خطا نہ ہوگی اور جو خطا آپ نے سنی ہی اُسکا حال معلوم ہوگا شنکال چونکہ سلما پر عاشق ہی خوش ہو گیا کہ ملکہ عذر کرتی ہین معشوق کا عذر کرکے کہنا دل پر شنکال کے تاثیر کر گیا خاموش ہو گیا سلما بھی ایک طرف ٹھہری اژدہا بے آکر پہونچے رُستم زنجیرین ہلاتے ہوے اژدہا پر بیٹھے ہین شاہزادیان سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہار جانب دیکھ رہی ہین تھوڑے عرصے مین مجمع کامل ہو گیا مگر رستم زنجیرین ہلاتے ہوے قریب دار پہونچے جلاد موجود ہین شنکال نے اشارہ کیا اول رُستم کے پانوٗن باندھے اور دار مین لٹکا دیا اب سب شاہزادیان دارون مین لٹکائی گئین شنکال تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا بارہ ہزار تیر انداز پشت پر کھڑے ہین امیدوار ہین کہ شنکال تیر مارے تو ہم بھی سب تیر اندازی کرین اور قیدیون کو غربال کر دین اُسوقت رُستم بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق لیل و نہار رحم کر ظلم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
ہر کس بکسے ناز و ناز تو بسے

چو عاجز رہا شندہ اند انم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہوکر رستم نے دعا کی شنکال نے قصد کیا ہی کہ تیر مارے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر گھوڑے پر سوار گھوڑا اُڑائے ہوے آتے ہین جہانگیر کے آتے ہی ایک دناٹا ہوا کہ اندھیرا ہو گیا جہانگیر نے آکر نعرہ کیا اور تلوار کھینچی لڑتے ہوے قریب دار پہونچے اور زنجیر رستم کاٹی رستم نے چھوٹتے ہی غزالہ کو رہا کیا غزالہ رہا ہوتے ہی قریب اپنی بیٹی کے آئی آکر آہو چشم کو رہا کیا آہو چشم نے رہا ہوتے ہی گہر آرا کو رہا کیا یہ سب شاہزادیان لڑنے لگین مگر خواجہ نے جو دیکھا کہ قفس ٹوٹا اور خواجہ گرے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اور ڈھلی اور حقہ ہاے آتش بازی مارنا شروع کیے شنکال نے جو دیکھا یہ دناٹا کیسا ہوا سحر کرنے لگا شنکال کے سحر سے جو جہان کھڑا تھا وہین رہ گیا شاہزادیان بیکار ہوئین شنکال نے حکم دیا کہ اِن سب کے سر کاٹ لو

ساحر بڑھے اور قصد کیا کہ اِن سب کو قتل کرین کہ ایک ہوا چلی کہ سب ساحرون کے سر اُڑ گئے شنکال نے حیران ہوکر کہا سب شاہزادیان گرفتار ہوگئین یہ سحر کسنے کیا طرف سلما کے متوجہ ہوا دیکھا کہ سلما سحر کر رہی ہی کہا کیون سلما تم دشمنون کو بچا رہی ہو سلما نے جواب دیا کہ مین تو تدبیر کر رہی ہون کہ دشمنون کو گرفتار کرون آپ نہین معلوم کیا کہتے ہین آپ ملاحظہ کیجیے میرے سحر سے یہ سب گرفتار ہوے یہ کہکر پھر ہاتھ ہلا دیا کہ غزالہ وغیرہ رہا ہوئین شنکال نے کہا کیون اے ملکہ سلما یہ کسنے سحر کیا کہ یہ لوگ رہا ہوگئے سلما نے کہا آپ ہی ملاحظہ فرمائیے مین خود حیران ہون کہ سحر کو کون اُلٹا کر دیتا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے جو سحر کیا سحر آپ کا اُلٹا ہوگیا مجھپر نہ طعن کیجیے شنکال نے پھر سحر کیا یا تو سب شاہزادیان لڑ رہی تھین یا لڑتے لڑتے اسباب سحر ہاتھ سے پھینکدیا اور خاموش ہوکر کھڑی ہوئین شنکال نے پھر اشارہ کیا کہ اِن سب کو قتل کرو ساحر بڑھے کہ انکو قتل کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران آگے بڑھے ہوے آتے ہین آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

پشت پر جملہ سرداران امیر نے آکر اسم اعظم بآواز بلند پڑھا کہ شاہزادیان رہا ہوئین سحر کرنے لگین اِن شاہزادیون نے جو جھکر سحر کیا فوج شنکال مین ہلڑ ہوگیا مگر غزالہ نے چند سنگریزے طرف صحرا کے پھینکے کہ ایک آواز ساتھ خوش آوازی کے آئی ملازمان شنکال نے دیکھا کہ اسکے آگے ایک نازنین ماہ رخسار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی با ناز و کرشمہ آتی ہی نظم

کس منھ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹلگیا
کچھ آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا

خالق کو تھی پسند جو برگشتگی مری
تپلہ ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جاے خون دہان جراحت مین پیپ ہی
کیا انقلاب ہی کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
پیدا ہی ہوتے آنکھ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑھی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہو آجکل
ارمان تلک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

پھبتی سنائی یار نے آئے ہلال عید
ملنے کو جھک گئے جو قریب بغل گیا

ہاں التفات یار سے بیمار جاں بلب / اچھا تو کیا ہوا ہو مگر کچھ سنبھل گیا
بوسوں سے غیر کے لب شیریں ہوئے ہین تلخ / بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا
ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو / اس چرخ پیر کا نہ جوانوں سے بل گیا
پھر کہدیا کچھ اس بت وعدہ خلاف نے / پھر کچھ دنوں مریض محبت سنبھل گیا
تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے / جب کوئی گل ہنسا تو مرا جی دہل گیا
صیاد ساتھ ہو چمن کائنات مین / قسمت کو کیا کرینگے اگر دل بہل گیا
مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم / مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

ساتھ والوں نے شنکال کے جو یہ اشعار سنے بیقرار ہو کر سر ٹکرانے لگے کوئی کنوئین مین جاکر گرا کسی نے گریبان اپنا چاک کیا مگر غزالہ نے بڑھکر صاحبقران سے عرض کی کہ ہماری رہائی کو غنیمت جانیے سلما نے آج کار نمایان کیا کہ سر میدان سامنے شنکال کے سحر کیا ہم سب کو رہا کیا اب بہتر یہ ہو کہ ٹہر کر نکل چلیے صاحبقران نے اُن سب کو بیچ مین لیا اور لڑتے ہوے چلے شنکال نے ہر چند کوشش کی مگر صاحبقران نزدیک اپنے مقام پر آئے غزالہ نے عرض کی اب حضور طلسم مین جانیکی فکر کرین ہم لوگ آپ کے بعد لڑ مرینگے جو گذرے گی وہ جھیلین گے صاحبقران نے فرمایا اے غزالہ مجھکو بڑا تردد ہے ملکہ سلماے مہر جمال کا سب ہمراہ ہمارے آئے مگر سلما نے کیون ہمارا ساتھ نہ دیا یہ ذکر تھا کہ ابر گلنار آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسنا ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگین سب سردار دیکھ رہے ہین کہ وہ ابر پھٹا غزالہ نے دیکھا کہ ملکہ سلماے مہر جمال تخت یاقوت پر سوار تاج جواہر سر پر لباس پرتکلف در بر آکر پہونچی امیر کو سلام کیا امیر نے پوچھا کیون سلما تم ہمارے ساتھ نہ آئین اب کیونکر آنا ہوا سلما نے عرض کی اے شہریار باعث یہ ہو کہ شنکال بن شنگل مجھپر عاشق ہوا اور ہمیشہ طالب وصل ہوتا ہے مگر مین نے اب تک اُسکو دعوے کے پیر رکھا آج بھی اسی خیال مین رہا کہ ان لوگون کو گرفتار کر لو جب آپ لوگ نکل آئے تو شنکال نے کہا ان سب کو نزر و کا مین نے کہا جب آپ کے سحر سے نزے کے تو مین کیا روکتی آخر مجھکو حکم دیا کہ اُن سب کو گرفتار کرلا دین یہ حیلہ کر کے چلی آئی اب مین آپ کی شریک ہون اب حضور کیا چاہتے ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ مین

چاہتا ہون کہ طلسم زعفران زار مین داخلہ کرون اور اِس طلسم کو فتح کرون سلما نے کہا اول آپ کوہ بے ستون کی سیر کرین تب آپ کو طلسم زعفران زار مین جانا ہوگا یہ بھی طلسم سامری و جمشید نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اور بادشاہ طلسم شنگال کو قرار دیا ہی صاحبقران نے فرمایا کوہ بیستون کا راستہ کسطرف ہی ایسا نہو کہ بعد میرے جانے کے شنگال فوج پر بلوہ کرے اور یہ سردار پریشان ہون مگر رستم نے آہو چشم سے کہا کہ تمھارا کیا اِرادہ ہی اگر کہو تو ہم تم نکل چلین قبلہ و کعبہ کے ساتھ رہنے کا موقع نہین ہی اِنکے ساتھ اگر رہین گے تو کوئی کام نہ کر سکین گے چاہتے ہین کہ اگر ہم فتاح طلسم نہین ہین تو چند در بند تو فتح کرین آہو چشم نے کہا نکل چلیے اور صاحبقران نے قصد کیا ہی کہ کل صبح کو طرف کوہ بیستون کے جائینگے سلما نے سب راستے سمجھا دیے اور کہا بیستون جادو کہ مالک کوہ بیستون ہی بڑی بڑی آفتین برپا کریگا صاحبقران نے حکم دیا کہ کل صبح کو ہم جائین گے اور کوہ بیستون کی خبر لائین گے یہ فرما کر دربار آراستہ کیا مگر رستم آہو چشم کو ساتھ لیکر اول شب کو استر مالا کبود پر سوار ہوے طرف صحرا کے نکل گئے مگر جہانگیر جو اپنی بارگاہ مین آئے سلما بھی آئین کہا اے شہریار آپ کا کیا ارادہ ہی جہانگیر نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم مین عظم و شان پیدا کرون سلما نے کہا چلیے نکل چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جس مقام پر پہونچیے گا صورتین بتاؤنگی آپ کو طلسم زعفران زار مین پہونچاؤنگی جہانگیر بعد رستم کے جانیکے بارگاہ سے نکلے سلما بھی ساتھ تھی جب کنارے سے لشکر کے نکلے دھڑ دھڑکے کی شیر کے آواز آئی سلما نے دیکھا کہ ایک شیر جنگل سے جست کرتا ہوا آتا ہی سلما نے کہا لیجیے شہریار غضب ہوا کہ یہ شیر میری فکر مین آتا ہی سلما نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن مگر اُس شیر نے جھپٹ کر سلما کو اپنے منھ مین دبایا جہانگیر نے بھی چند کوششین کین کہ مین اس شیر کو مار لون مگر وہ شیر نکلگیا اور جنگل مین جا کر آواز دی کہ منم شہنشاہ شنگال اب سلما کو لیے جاتا ہون تمھاری بھی تدبیر ہو جائیگی دوسری طرف سے ایک ریچھ آیا اُسنے جہانگیر کو اُٹھا لیا اور لیگیا چابک صبا رفتار یہ معرکہ دیکھ رہا ہی روتا ہوا پلٹا صبح کو خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی کہ اے شہریار سلما کو آکر شنگال لے گیا اور جہانگیر کو بھی اُٹھا لے گیا اور رستم و آہو چشم ایک طرف نکل گئے صاحبقران یہ سُنکر بہت رنجیدہ ہوے فرمایا اِن نوجوانون نے بہت تنگ کیا ہی نہین معلوم کہان نکل گئے گرفتاری سلما و جہانگیر

اور زیادہ شاق ہوئی ہی دیکھیے اُنپر کیا گذرے لیکن مین تو طرف کوہ بیستون کے ضرور جاؤنگا کر دریافت کرون کہ طلسم مین داخلہ ہوا اہل طلسم کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا آگیا جو پڑیگی وہ جھیلین گے طلسم کشائی مین جان پر کھیلین گے یقین ہی کہ ان قیدیون کا بھی پتہ ملے مجھے اِنکا گرفتار ہونا بہت شاق ہوا اور اُنکی مفارقت سے میرے دلپر نہایت صدمہ و رنج رہیگا جبتک اُنکا سراغ نملیگا یہ فرماکر خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم جاکر تلاش جہانگیر کرو اور مین طرف کوہ بیستون کے جاتا ہون عمرو نے کہا کہ میرا ساتھ رہنا حضور کے ہمراہ ضرور ہی ایسا نہو کہ راہ مین کوئی اُفتاد پڑے امیر نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار مالک ہی جو اُفتاد پڑیگی وہ سامان سے مشکل کو آسان کریگا انسان کی کوشش بیکار ہی وہی معین و مددگار ہی ہر شخص کا مالک پروردگار ہی ناچار ہوکر خواجہ تلاش مین جہانگیر کی چلے مگر صاحبقران زمان یکہ و تنہا بموجب فمایش سلما ایک جانب چلے مگر اول ذکر شنکال تحریر کرتا ہون کہ جب صاحبقران میدان جنگ سے نکل گئے اور سلما یہ کہکر چلی کہ مین سب کو گرفتار کیے لاتی ہون بعد جانے سلما کے شنکال نے تیرہ بخت جادو کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ سلما کو کیون عرصہ ہوا دیکھو کیا کر رہی ہی تیرہ بخت نے آکر خبر دی کہ ملکہ سلما جاکر شریک صاحبقران ہوئین شنکال جھلاکر اُٹھا کہ مجھسے کیا کہ گئی تھی اور کیا کیا مین اُسکو چین نہ لینے دونگا صحرا مین آکر شیر کی شکل بنا اور ایک ہاتھ ہلا دیا کہ صحراے ریچھ پیدا ہوا دونون کو گرفتار کر کے شنکال لایا کہا کیون سلما تم کیون دشمن ہوئین اب مین تمھارا عذر نہ قبول کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ ان دونون کو زندان طلسمی مین لیجاؤ مگر نگہبانون سے کہدینا کہ جب سلما خواہش کرے کہ ہم شاہ سے ملاقات کرینگے تو اُسکو ہمارے پاس لے آنا جب تکلیف اُٹھائیگی تب سمجھ جائیگی یقین ہی کہ راہ پر آجاوے نگہبان قیدیون کو لیکر روانہ ہو گئے بعد جانے سلما و جہانگیر کے شنکال تخت سے اُٹھا ایک گوشے مین آکر یہ اشعار بحالت بیقراری مین عاشقانہ پڑھ پڑھکر رونے لگا

نظم

کاٹیے راہ طلب مین جو قدم اُٹھتے نہین
پھوڑیے اُس سر کو جس سے کوہ غم اُٹھتے نہین

مر کے اُٹھنے کی دعا ہی یون تو ہم اُٹھتے نہین
ہاتھ اُٹھتے ہین ترے در سے قدم اُٹھتے نہین

ایک دو جھگڑے اگر ہون دل اُٹھائے عشق مین
لاکھ پیچ اے گیسوے پر پیچ و خم اُٹھتے نہین

اے گرانباری کرو احسان تیرے بعد مرگ
کوچۂ محبوب مین لاکھوں نے ہم اُٹھتے نہین

آرزو ہمکو بھی ہو رہیجا ئین بنکر سنگ در
بیٹھکر پہلو مین میرے چٹکیان لو دل مین تم
جنکو راہ شوق مین اے دل تھکا دیتی ہے یاس
دور ہو غفلت تو دیکھین تیرا جلوہ چشم دل
مٹ نہین سکتی مٹائین لاکھ اپنی سرنوشت
طرفہ دکھلاتے ہین سیر اُسکی گلی مین دونون پاؤن
حشر برپا کر دیا ٹھکرا کے اُسنے میری قبر
اشک بنکر کب نہین گرتے نظر سے اے جلال

بیٹھکر جس بت کی چوکھٹ پر صنم اُٹھتے نہین
ایسے صدمے ایسے رنج ایسے ستم اُٹھتے نہین
بیٹھ جاتے ہین جہان پھر لیکے دم اُٹھتے نہین
پردۂ دروازۂ دیر و حرم اُٹھتے نہین
حرف اِسکے صورت نقش قدم اُٹھتے نہین
سو تو جاتے ہین ہم لیکن قدم اُٹھتے نہین
دیکھنے یہ سیر یاران عدم اُٹھتے نہین
دور ہو کر کب کسی محفل سے ہم اُٹھتے نہین

وزراسنے آکر سمجھایا کہ اے شہنشاہ ابتو معشوقہ قبضے مین ہے کیون اِسقدر بیقرار ہوتے ہو شنکال نے کہا کہ افسوس یہ ہے کہ معشوقہ ہماری دوسرے کے قبضے مین ہے جہانگیر پر جان دیتی ہے اب کیونکر یقین کرون کہ پھر وہ مجھکو ملیگی مین نے جو خیال کیا دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ محبت مین جہانگیر کی بیتاب و بیقرار ہے اب اُسکا مجھسے متوجہ ہونا دشوار ہے یہی خیال دل کے ٹکڑے کرتا ہے اِسی خیال سے بیقراری زیادہ ہے کئی سال گزرے کہ مین نے اِس ظالم سے سوال وصل کیا اِسنے فقرہ دیکے ٹال دیا اگر مین یہ جانتا کہ یہ میرے قبضے سے نکلجائیگی تو ایسا سحر کرتا کہ مثل میرے دیوانی ہوجاتی اب ناممکن ہے اب وہ اور رنج مین مبتلا ہو گئی اب اُسکا مجھپر خیال کرنا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے مگر کیا کرون کہ صبر نہین ہو سکتا دمبدم دل یہی خواہش کرتا ہے کہ اُسکو پہلو مین بٹھاؤن ناز معشوقانہ اُٹھاؤن سنکال تو اس خیال مین ہے مگر دونون قیدی جاکر زندان طلسم مین قید ہوے کہ اِس زندان کا بھی ذکر لکھونگا مگر صاحبقران زمان یکہ و تنہا صحراے خارستان مین جاتے ہین خار بیابان اکثر دامن مین اُلجھتے ہین مگر صاحبقران زمان کانٹون سے بچتے ہوے صحرا کو طے کر رہے ہین کہ ایکطرف سے زنجیر کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو ایک درخت کے سایے مین بیٹھا ہے سامنے اکھاڑا اکھدا ہے وہ دیوانے اُسمین لڑ رہے ہین یہ دیوانہ جو سامنے بیٹھا ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے والون کو تعلیم کر رہا ہے دمبدم بتاتا جاتا ہے کہ سنبھلکر لڑو ہاتھ بڑھاؤ پاؤن گھٹاؤ امیر نے جو دور سے دیکھا کہ دیوانہ تعلیم کر رہا ہے قریب آکھڑے ہوے دیوانے نے کہا او راہگیر

تو کیون گھبراہو صاحبقران نے فرمایا ہم بھی کشتی لڑینگے دیوانہ اُٹھا کہا مجھسے مقابلہ کیجیے امیر فوراً اکھاڑے
مین پھاند پڑے دیوانے سے لڑنے لگے ہرچند کہ دیوانہ بڑا زور رہا مگر صاحبقران نے عاجز کر دیا ہی
ہر مرتبہ دیوانہ کہتا ہو ای آقاے سُرخ اب نہ لڑونگا امیدوار ہون کہ پلٹ جایئے ایسا نہ ہو کہ مجھکو غصہ آجاے
اور آپ کو کوئی صدمہ پہونچے امیر نے فرمایا کوئی بات اُٹھا نہ رکھو دیوانہ جھک جھک کر لڑ رہا ہی ایک
مقام پر امیر کو لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پہ چھ سات قدم ہٹ کر پیچھے
آئے بکہ مارا کہ بایان گھٹنہ امیر کا آشنا بہ زمین ہوا مگر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوے دیوانہ اوپر
چھایا کمر مین ہاتھ ڈال کے ایسا زور کیا کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُکھیڑ لیتا مگر صاحبقران کے لنگر مین
جنبش بھی نہین پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب تمھارے زور کا مشتاق ہون صاحبقران اپنے
مقام سے اُٹھے دیوانے کو لے دوڑے سترہ قدم تک ریلکر لائے وہان لاکر بکہ مارا کہ دونون
گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ دیوانے کو اُٹھا لیا
اور زمین پر دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے خنجر کمر سے نکالا گردن پر جو خنجر رکھا دیوانہ رونے
لگا کہا ای شہریار مین مسلمان ہوتا ہون آپ کی مین بصدق دل اطاعت کرونگا یہی خواہش ہی کہ
آپ کی غلامی کرون امیر نے دیوانے کو چھوڑ دیا دیوانہ اُٹھتے ہی قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا امیر نے فرمایا تیرا نام کیا ہی دیوانے نے کہا مجھکو بلند خان صحرانشین کہتے ہین مین
بچپن ہی سے دیوانہ پیدا ہوا باپ میرا اخلاق تاجدار ہی جو کہ اسی صحرا مین رہتا ہی اکثر مجھکو دیکھنے
آتے ہین دیوانہ جانکر چلے جاتے ہین اگر حضور فرمائین تو مین باپ کو بھی بلا لاؤن اُسکو بھی قدمون پر
سرکار کے گراؤن تب آپ کا مدعاے دلی حاصل ہو دے صاحبقران نے فرمایا جاؤ اخلاق تاجدار
کو بلا کر لاؤ دیوانہ یہ سُنکر بھاگا اُسوقت پہونچا کر دیکھا باپ اِسکا تخت پر بیٹھا تھا بیٹے کو دیکھکر خوش ہو گیا
پوچھا ای فرزند آج کیا معرکہ ہو کہ تم خود آئے ہو دیوانے نے کہا مین پاس سے آقاے سُرخ کے آتا
ہون اُنھون نے مجھکو زیر کیا مین اُنکا تابعدار ہوا آپ بھی چلیے اخلاق تاجدار خوشی خوشی ساتھ
ہوا دیوانہ باپ کو ساتھ لیے ہوے خدمت صاحبقران مین آیا امیر نے فرمایا ای دیوانہ بلند خان
تمھارے باپ سے مل چکے اب ہم رخصت ہوتے ہین دیوانہ قدمون سے لپٹ کر رونے لگا امیر نے
فرمایا رونے کا کیا باعث ہی دیوانے نے کہا آقاے نامدار سامنے کوہ بلور ہی اشفاق مردم در

نامی پہلوان کہ اپنے زمانے کا رستم ہی ہمیشہ قزاقی کرتا ہی مین اُسکی دختر پر عاشق ہون کہ نام نامی اُسکا یاقوت گہر دندان ہی یہی آپ کے غلام کے واسطے خرابی کا سامان ہو میرے باپ نے پیغام دیا تو اُسنے جواب دیا کہ دیوانے کے ساتھ شادی نہ کرونگا مین ناچار ہوا لشکر کشی کر کے گیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا آپ میرے آقا ہین اور اپنی مصیبت کس سے کہون آپ اس مشکل کو آسان کیجیے امیر نے فرمایا کہ مین ضرور چلونگا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ کئی ہزار دیوانے حاضر ہوے اُن سب کو لیکر صاحبقران چلے بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے کوہ بلور کے پہونچے اشفاق کو خبر ہوئی کہ دیوانہ کسیکو اپنا مددگار بنا کر لایا ہی اشفاق نے اُسی وقت بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیا اور قلعے سے نکلا وہ وقت ہو کہ بیٹی اشفاق کی اپنے قصر بلند مین بیٹھی ہو کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آپ کے والد لشکر کشی کر کے گئے ہین سُنا ہی کہ دیوانہ بلند خان صحرانشین آتا ہی اور یہ بھی مین نے سُنا ہی کہ امیر کو اپنے ساتھ لایا ہی اُنھین سے زیر ہوا ہی اُسنے سوال کیا ہی کہ معشوقہ دلوا دیجیے وہ ساتھ آئے ہین یہ سُنکر یاقوت گہر دندان طرف صحرا کے دیکھنے لگی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے سب کے صاحبقران ایک وہ دیوانہ نوجوان سبزہ رنگ بیباک وچست و چالاک سنہرا طوق گلے مین پہنے ہوے لباس چاک چاک زنجیرین کمر مین بندھی ہوئی دو ہزار دیوانے چوبدستین کاندھون پر جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے جو دیوانے کو دیکھا بیتاب ہو گئین فرماتی تھین صاحبو نام تو دیوانہ ہی مگر ہوشیارون سے بہتر ہی دیکھو کس شوکت سے آتا ہی یہ کہکر چپکے چپکے یہ اشعار عاشقانہ بیقرار ہوکر پڑھنے لگی

نظم

جان عاشق کسنے لی کوئی رسوا ہو گیا — تمنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہوگا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آبھی گیا وہ بے وفا — دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا
جان نثاری کا ہمارے حیل سازیکا ترے — عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھا مگر دل کو مین اُنکے سامنے — وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کیونکر سے کرین — شکوہ دلبر بھی کیا اپنا گلیجا ہو گیا
ہاے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال — ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

ملکہ بہت بیقرار ہین دیوانے نے بارگاہ استادکرائی صاحبقران داخل بارگاہ ہوے ایک طرف دیوانے
اُترا اساتھ والون کے غلغلے دیوانے پہچین و بیقرار ہو رہے ہین کوئی چوبدست اُٹھاکر کہتا ہو کہ ہمارے
آقا کا دشمن کہان ہو دوسرا کہتا ہو میدان مین سمجھ لینگے بعضے ناچ رہے ہین بعضے رجز ہین بلا رہے
ہین مگر اشفاق نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین امیر نے بھی دیوانے سے کہا
کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ دیوانہ باہر نکلا چوبدستون کو درختون پر دیدے مارتا ہو سب دیوانے دوڑے
پوچھا ای افسر یہ کیا معرکہ ہو دیوانے نے کہا کہ آقاے سُرخ نے طبل جنگی بجنے کا حکم دیا ہو لہذا اطلاع
کر رہا ہون یہی طبل جنگی بجنے کی صورت ہو صاحبقران نے بارگاہ سے نکلکر منع کیا کہ او دیوانے
یہ کیا کر رہا ہو دیوانے نے جھلا کر کہا واہ آقاے سُرخ آپ ہی حکم دیتے ہو اور پھر منع بھی کرتے ہو
ایک چوبدست مار دونگا یہ کہکر جھپٹا چوبدست لگائی صاحبقران نے چوبدست تھام لی اور چھینکر
پھینکدی دیوانہ لپٹ پڑا امیر نے ایک دو تمانچے مارے اور ہاتھ تھام لیا دیوانے نے ہرچند
زور کیا مگر ہاتھ نہ چھوٹے ناچار ہوکر رونے لگا کہا آقاے سُرخ معاف فرمایئے اب طبل جنگی
نہ بجاؤنگا صاحبقران نے نقارہ نوازون کو حکم دیا تب طبل جنگی بجا دیوانہ حیران حیران دیکھا کیا
سر جھکا کر کہتا تھا کہ آقاے سُرخ بڑے ناانصف ہین پہلے ہی کہا ہوتا کہ نقارہ بجواؤ مین وہی بجوا دیتا
خیر جو اُنکی خوشی اب تو ہم اُنکے ساتھ ہین جسدن غافل پاؤنگا مار ڈالونگا مگر ملکہ یاقوت گہر وندان قصر
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کہ دیکھو صاحبو کیا آقا مہربان ہین حقیقت مین یہ بڑا دیوانہ
ہو جو بات کرتا ہو اُس سے دیوانہ پن پیدا ہو مگر آقاے نامدار کیا مہربانی فرماتے ہین مجھ بدنصیب کے
واسطے کشت وخون ہوگا و الدکو کون سمجھائے کہ فساد نہ کیجیے کاہے کو سنینگے ابتو لشکرکشی کرکے
دہ آگئے مگر مین چاہتی ہون کہ کشت وخون نہ ہو بارہ بجے تک کنیزون سے باتین کیا کی جبکہ زلف
لیلاے شب کمر سے گذری کنیزون کو ملکہ نے ہٹایا کمند نکالکر پھینکی اور قصر سے اُتری ٹہلتی ہوئی
قریب دیوانے کے پہونچی ہاتھ جسم پر رکھکر جگایا دیوانے نے آنکھین کھولکر جو معشوق کو دیکھا
کودنے لگا یاقوت نے کہا او دیوانے مین تیرے لیے نکل آئی اب نکل چل مین تیرے ساتھ
ہون ایسا نہ ہو کہ صبح کو آفت برپا ہو دیوانہ خوشی خوشی بیٹھ گیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جاؤ
یاقوت نے کہا مین تیرے ساتھ ساتھ چلونگی دیوانہ و یاقوت گہر وندان ایک طرف چلی یہ تو

دونون طرف صحرا کے جاتے ہین کہ انکا ذکر تحریر کرونگا لیکن صبح کو قصر مین آئین ملکہ کو نہ پایا بیقرار ہوکر سارے محل مین تلاش کیا جب کہین نہ پایا تو آپس مین صلاح کی کہ چلکر انکے باپ سے اطلاع کرو یہان اشفاق لباس پہن رہا ہی ہتھیار جسم پر لگا رہا ہی کہ کنیز بھی آکر پہونچی آتے ہی اطلاع کی کہ حضور آپکی صاحبزادی کا پتہ نہین ایک کمند پشت محل پر پڑی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسی کمند سے اتر گئین یہ سُنکر اشفاق بہت جھلایا دس پانچ سوارون سے کہا کہ تم آگے بڑھو اگر ملجاے تو روکنا اور قتل کر ڈالنا مین بھی آتا ہون گھُرم خرس طینت کہ دس بیس سوارون کا افسر ہی پندرہ سوار ساتھ لیکر چلا یہان یاقوت و دیوانہ کوس دو کوس نکلکر ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین یاقوت کہتی ہی کہ نکل چلو آگے بڑھو ایسا نہ ہو کہ کوئی تعاقب مین آتا ہو تو باعث خرابی ہو دیوانہ لپٹا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے نرگس مین تیرے لیے بیقرار تھا آج آرزو پوری ہوئی جو کوئی تعاقب مین آویگا میرے ہاتھ سے مارا جایگا یاقوت ہرچند کہ رہی ہی مگر دیوانہ نہین بڑھتا مسخرہ پن کر رہا ہی یاقوت عاجز ہو رہی ہی جی مین کہتی ہی عجب وحشی کا ساتھ ہوا دیکھیے اسکے ساتھ کیونکر گذرے اور کیا انجام کرے اسکے ساتھ زندگی دشوار ہو جایگی مگر تقدیر مین ہماری اسی کے ساتھ پھوٹی ہی بسر کرنا ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی گھرم خرس طینت جو چلا تھا پندرہ سوار اُسکے ساتھ تھے دور سے یاقوت کو دیکھا سوارون سے اشارہ کیا کہ اِن دونون کو گھیر لو سوار چلے گھرم نے گینڈا بڑھایا دیوانہ یہ کہکے بڑھا کہ او خرِ منڈے آ تو ایک ہی وار مین پرا اٹھا کر دونگا گھرم تلوار کھینچکر بڑھا دیوانہ نے چوبدست اُٹھائی گھرم چاہتا تھا کہ قریب پہونچون تو وار کرون مگر دیوانے نے بڑھکر چوبدست لگائی اول گینڈے کا سر پھٹا گھرم کود پڑا دیوانے نے دوسرا ہاتھ مارا کہ گھرم کا خاتمہ ہوا ہڈیان وغیرہ ٹوٹ گئین سوارون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا سب بھاگے یاقوت نے کہا اب خبر ملگئی بھاگ چلو کسی پہاڑ مین چلکر چھپو دیوانے نے کہا مین نہ چھپونگا آقاے سرخ کو خلاف گذریگا بلکہ اب لشکر مین چلو تمکو اپنی بارگاہ مین رکھونگا یاقوت نے کہا اسمین خرابی ہوگی دیوانے نے کہا وہان آقا موجود ہین وہ مدد کرینگے ہرچند یاقوت نے کہا مگر دیوانے نے نہ مانا کہا پلٹ چلو مگر اشفاق مردم در غصے مین بیٹھا ہوا ہی کہ رہا ہی کہ بڑی بدنامی کی بات ہی کہ بیٹی نکلگئی اور مین کوشش نہ کرون کہ وہ سوار آکر پہونچے کہا حضور گھرم مارا گیا ہم لوگ خوف سے دیوانے کے

بھاگ آئے وہ دیوانہ بڑا زبردست ہو اشفاق سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور گیا تھا
کہ دیکھا دیوانہ آتا ہی اور پیچھے پیچھے یاقوت گہر دندان ہی للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو
دیوانے کے ساتھ جنگل میں پھر رہی ہی دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا اور للکار کر آواز دی کہ او
خرد منڈے تو کہان آیا ہی اشفاق نے پلٹ کر فوج کو اشارہ کیا چہار طرف سے فوج نے
دیوانے کو گھیر لیا مگر دیوانہ جسے چوبدست مار دیتا ہی اُسے پرا اٹھا کر دیتا ہی بڑی جانبازی سے
لڑ رہا ہی لیکن صاحبقران زمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارے نے خبر دی کہ دیوانے کے
ساتھ معشوقہ اُسکی بھاگی تھی دیوانہ راہ مین گھر گیا اشفاق نے جا کر گھیرا ہی صاحبقران یہ سُنکر
اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پہ سوار ہوے اور طرف صحرا کے چلے اُسوقت پہونچے
کہ دیوانہ گرفتار ہو چکا ہی اہل فوج چاہتے تھے کہ یاقوت کو بھی گرفتار کر لین مگر یاقوت بیقرار
ہو ہو کر دعائین مانگ رہی ہو کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس آفت سے نجات دے مجھ
مظلومہ کو بچالے کہ تیر دعا یاقوت کا بدرجۂ اجابت پہونچا سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ امیر
بانوقیر گھوڑا سرپٹ اُڑاے ہوے آتے ہین اور وہین سے نعرہ کیا کہ او اشفاق خبردار
عورت پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ آفت برپا کر دونگا یاقوت نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا فوراً
سوارونکو اشارہ کیا وہ تیر مارنے لگے مگر دیوانہ کہ بندھا ہوا ہی زنجیرین ہلانے لگا امیر لڑتے ہوے اول
قریب یاقوت آئے یاقوت نے رکاب تھام لی امیر تلوارین مارتے ہوے قریب دیوانے
کے پہونچے اور آکر زنجیرین کاٹین نگہبان چھوڑ کر بھاگ گئے امیر نے دیوانے کو رہا کیا
جو دیوانہ چھوٹا اور صاحبقران کو لڑتے ہوے دیکھا ایک درخت اُکھیڑ لیا زمین پر اُسکو مارا
شاخین اُسکی ٹوٹ گئین ڈنڈ کا ہاتھ مین لیکر ہلاتا ہوا چلا جسپر ہاتھ مار دیا اُسکو پیوند خاک کیا مگر
اشفاق نے جب دیکھا کہ دیوانے نے خوب جنگ کی سب سوار بھاگتے پھرتے ہین اشفاق جو
مقابلہ صاحبقران مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار روک کر ہاتھ مارا کہ سر اشفاق کا زخمی
ہوا مگر امیر نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اے اشفاق اب جاؤ جا کر اپنا علاج کر جب صحت پانا
پھر مقابلہ کرنا اشفاق کو غنیمت ہوا ناچار ہو کر پلٹا صاحبقران دیوانے و یاقوت کو ساتھ لیکر
لشکر مین آئے دیوانہ معشوقہ کے ساتھ ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی امیر نے فرمایا اے

دیوانے نکاح تو کرے پھر وصل ہوگا ابھی تو مجاز نہین ہی کہ اسکو ہاتھ لگائے گناہ ہوتا ہی دیوانے نے کہا ای آقاے سرخ آپ ہی نکاح پڑھ دیجیے صاحبقران بارگاہ مین دیوانے کی آکر بیٹھے ایجاب قبول کراکے عقد پڑھا اور فرمایا اب ہوشیار رہنا کہ اشفاق مایوس ہوکر گیا ہی مگر اشفاق جو دربار مین گیا امرا نے پوچھا ای شہنشاہ پہلوانان کیا ہوا اشفاق نے سب کیفیت بیان کی عیار اسکا شب گرد خرامی اپنے مقام سے اٹھا عرض کی یا شہنشاہ اگر حکم ہو تو ملکہ یاقوت کو گرفتار کر لاؤن اشفاق نے کہا ای شب گرد اگر یہ کام تو نے کیا تو مین بہت خوش ہونگا شب گرد یہ سنکر اٹھا باہر آیا اور طرف لشکر صاحبقران کے چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر مین پہونچا دیکھا وہی دیوانہ لشکر مین شلنگین لگا رہا ہی اور چوبدست ہلاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ آج تو مین نے نرزک سے بڑے مزے اڑائے دیوانے کہ رہے ہین کہ آقا ہمکو بھی شریک کیجیے دیوانہ کہتا ہی مقدمہ معشوق ہین نہ کہو مین نہ قبول کرونگا مگر شب گرد یہ سب باتین سنا کیا پشت بارگاہ پر آیا ایک گوشے سے نقب دینے لگا نقب کھودتے کھودتے گوشۂ بارگاہ مین پہونچا زمین سے نکلا دیکھا کہ یاقوت سو رہی ہی اپنے قریب آکر یاقوت کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا بھاگا ہوا جاتا ہی قضا سے کار مہتر برق فرنگی جنگل مین پھر رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک عیار پشتارہ بیہوش آتا ہی سوچا کہ لشکر سے صاحبقران کے آتا ہی کیا عجب ہی کہ کسی پر دست انداز ہوا ہو یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپا کمندین خس پوش کر دین شب گرد پھرتا ہوا کمندون کے قریب آیا برق نے شیر کی آواز دی شب گرد رکا برق نے جھٹکا مارا شب گرد گرا برق نے نکلکر حباب مارکر اسکو بیہوش کیا پشتارہ کھولکر جو دیکھا ملکہ یاقوت گمر دندان کو پایا برق نے یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت نے اپنے کو صحرا مین پایا برق سے پوچھا کہ مہتر صاحب مین یہان جنگل مین کیونکر آئی برق نے کہا یہ عیار تمکو لیے جاتا تھا مین نے اسکو گرفتار کرکے بیہوش کیا اب تم تو لشکر مین جاؤ مین اسکی شکل پر جاکر عیاری کرون شاید کوئی مطلب نکلے کہ سامنے سے زنجیرون کی آواز آئی دیکھا دیوانہ کلیجہ پکڑے ہوئے آتا ہی معشوق کو دیکھکر کودنے لگا کہتا تھا کیون او نرزک تو یہان کیونکر آئی یاقوت نے سب حال بیان کیا کہ مجھکو عیار لیے جاتا تھا برق نے رہا کیا طرف لشکر کفار کے گیا ہی دیوانہ معشوقہ کو ساتھ لیکر پلٹا مگر مہتر برق فرنگی بشکل شب گرد بارگاہ مین اشفاق

کے آیا اشفاق نے پوچھا کہ کیون منتر صاحب کیا کیا برق نے کہا مین پتہ لگا آیا ہون کل لے آؤنگا
اشفاق نے کہا کیا پتہ لگا آئے ہو برق نے کہا اُسکے رہنے کا مقام دریافت کر لیا کل جا کر لاؤنگا
مگر اب علٰحدہ چلیے مین کچھ راز کی باتین کہونگا اشفاق اپنے مقام سے اُٹھا تنہا خیمے مین برق فرنگی
اشفاق کو لیکر آیا برق نے باتین کرتے کرتے اشفاق کو بیہوش کیا اور اشفاق کو ایک صندوق
مین بند کیا اور آپ اُسکی شکل بنکر باہر آیا تخت پر آکر بیٹھا کہا مین جاتا ہون جا کر حمزہ کو گرفتار کر لاؤن
یہ کہکر برق اُٹھا رفیقون نے کہا کہان جائیے گا ایسا نہ ہو کسی آفت مین مبتلا ہو جائین آپ بخوبی واقف
ہین کہ صاحبقران بہادر بے نظیر ہین ایسا نہ ہو کہ آپ اُنپر غالب نہ آئین برق نے کہا مین سمجھ لونگا
تم لوگ لشکر سے خبردار رہو مین ابھی آتا ہون یہ کہکر سب کو بخوبی سمجھایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا
راہ کو طے کر کے لشکر صاحبقران مین پہونچا صاحبقران نے خبر سُنی کہ اشفاق آتا ہو صاحبقران زمان
نے فرمایا کہ استقبال کر کے لاؤ چند سردار گئے اشفاق اندر آیا برق کو منظور ہو کہ صاحبقران
کو سمجھا کر پلٹ جاؤن لندھور کو جو آتے ہوے دیکھا صاحب سلامت کر کے کہا ای دارا اے ہند
سنو برق فرنگی مین نے اشفاق کو پکڑ لیا صندوق مین بند کر آیا ہون آج رات کو لشکر کفار کو شبخون
مارنا اور مین اشفاق کو قتل کر دونگا لندھور نے کہا ای برق مین نہین کہ سکتا کہ صاحبقران یہ
قبول نہ فرمائین گے ای برق فرنگی تم بخوبی مزاج سے آگاہ ہو کہ نامردی سے حریف کو مارنا نہین
چاہتے لہذا اب تم یہین ٹھہرو برق نے کہا ای دارا اے ہند خیال تو کرو کہ اُسنے عیار کو بھیجا تھا
کہ یاقوت کو گرفتار کر کے لے گیا اگر مین نہ پہونچتا تو اُسکو دربار مین لے جاتا اشفاق سفلہ
مزاج ہو نہین معلوم کیا کرتا مین نے اُسکو گرفتار کیا ہو اُسی کی شکل پر جا کر اشفاق کو لیا اب وہ
میرے قبضے مین ہو جیسا فرمائیے ویسا کرون لندھور نے کہا مین صاحبقران سے تو نہ کہونگا
مگر ایک سردار کو بطور شبخون روانہ کر دونگا وہ آکر شبخون مارے تم اپنا کام کر لینا ایسا نہ ہو کہ
غافل ہو جاؤ برق فرنگی نے کہا مین ہوشیار رہونگا یہ کہکے برق پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا تاج سر پر
رکھے تخت پر بیٹھا سردارون نے پوچھا حضور براے گرفتاری صاحبقران گئے تھے کیا انجام ہوا
برق نے کہا اب رات کو حال روشن ہو جائیگا اسوقت موقع نہ تھا یہ کہکر خاموش ہو رہا لندھور
نے آکر عادل شیردل کو حکم دیا کہ شب کو لشکر اشفاق پر شبخون مارنا تھا نعرہ ہوتے ہی لشکر بھاگیگا

عادل نے دوپہر رات گئے لشکر تیار کیا اور لشکر اشفاق پر نعرہ کر کے گرا خیمے مین آگ لگادی اور
بازارین لوٹ لین مگر برق جو اٹھا اسنے اشفاق کا سر کاٹا اور نکلکر بھاگا اہل نوج نے جو دیکھا کہ افسر
ہمارا بھاگ گیا سب بھاگنے لگے عادل شیردل پلٹ آیا مگر صبح کو فراری ایک صحرا مین جاکر ٹھہرے
اشفاق کا بھائی اخلاق کرگدن سوار جو جنگل مین آیا بھائی کا لاشہ دیکھکر بیقرار ہوگیا کہتا تھا
یارو میرے بھائی کو کسنے قتل کیا ہرکارون نے خبر دی کہ مہتر برق فرنگی نے فقرہ دیکر اشفاق کو قتل
کیا اخلاق نے کہا جرأت سے تو صاحبقران کی بعید ہو اگر امیر کو آگاہ کیا جاے تو کیا عجب ہو کہ
برق کو سزا دین وہ کسی پر شبخون نہین مارتے اور کسیکو دھوکے سے قتل کرنا نہین چاہتے اخلاق
نے لاشہ اشفاق کا ایک چارپائی پر رکھا اور روتا پیٹتا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی کہ
ای شہریار مین آپ سے شکایت کرتا ہون آپ کا تو قانون ہو کہ آپ کسی کو دھوکے سے قتل
کرنا نہین چاہتے بس اشفاق کو برق فرنگی نے کس حال سے قتل کیا اور آپ نے شبخون مارا
امیر نے فرمایا مین اپنی بارگاہ سے نکلا بھی نہین آخر سوارون نے بیان کیا کہ ہمراہیان لندھور
عادل شیردل نے آپ کے نام سے شبخون مارا تھا امیر نے فرمایا تم جاکر آرام کرو کہ اشفاق
مارا جاچکا ہم برق سے پوچھین گے اخلاق لاشہ اشفاق کا لیکر اپنے مقام پر آیا یہان امیر نے
مہتر برق فرنگی کو بلایا اور پوچھا کیون ای برق تمنے اشفاق کو کیون قتل کیا برق نے کہا اسنے
مکر سرکار کے ساتھ کیا مین نے اسکو گرفتار کیا اسکی شکل بنکر اشفاق کو قتل کیا امیر نے فرمایا ہمارا
حکم نہین ہو کہ کسی پہلوان یا شاہ کو دھوکے سے قتل کرو تمنے خلاف ضابطہ کیا برق ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہ معاف فرمایئے امیر نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ جیسے ہی برق قریب آیا صاحبقران نے
ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ برق منھ کے بل گرا برق کی اپنے ہاتھ سے مشکین باندھین اور
مقبل سے فرمایا اِس متفنی کو پاس اخلاق کے لیجاؤ اور کہنا کہ معاوضے مین اپنے بھائی کے
خون کے اسکو قتل کرو مقبل برق کو لیکر چلا برق فریاد کرتا ہو کہ او سرداران نامی واے پہلوانان
گرامی مجھکو بچا لو اخلاق قتل کریگا سب سردار افسوس کر رہے ہین مگر بخوف صاحبقران کوئی
نہین بول سکتا جب مقبل برق کو لیکر باہر نکلا اور چالاک بن عمرو نے دیکھا دل بیقرار ہوگیا
کہ ای چالاک غضب ہوا اگر اخلاق نے برق کو قتل کر ڈالا تو بڑی خرابی ہوگی بڑا ہیار معقول ہو

کیسی کیسی عیاریان کین مگر صاحبقران نہین چاہتے کہ کافر کی بھی ہتک ہو یہ سوچتا ہوا چلا برق نے بہت
غل مچایا مگر لشکر مین کسی نے دخل نہ دیا مقبل برق کو لیے ہوے لشکر اخلاق مین آیا اخلاق بیٹھا ہوا
تھا کہ مقبل نے برق کو لاکر حوالے کیا اخلاق نے حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو مین ابھی اسے
قتل کرونگا کیون اے برق یہ دن تمھین یاد نہ تھا صاحبقران بڑے عادل و منصف ہین ایسے عیار کو
یون حوالے کر دیا برق نے کہا اے اخلاق مین تو ایک حقیر ہون ہمارے اُستاد خواجہ نے آس
بن الوس کی جب ناک کاٹی ہو تب صاحبقران نے عمرو کا پاس نہ کیا اور گرفتار کر کے حوالے کر دیا
مجھے جسطرح چاہو قتل کرو جو مین نے خطا کی ہے اُسکا یہی بدلہ ہو کہ مین بھی قتل ہو جاؤن مگر اے اخلاق
مجھے تم جانتے ہو کہ مین جھوٹھ نہین بولتا مین نے اشفاق کو قتل نہین کیا ایک درہ کوہ مین چھپا
دیا ہے اگر مجھکو حکم دو تو اُنکو لے آؤن ورنہ اُسی مقام پر کوئی شیر یا بھیڑیا کھا جائیگا اخلاق نے کہا
اگر تم بھاگ جاؤ تو مین تمکو کیونکر پاؤن برق نے کہا کیا مین نے چوری کی ہے جو مین بھاگونگا آقا نے
گرفتار کیا تمکو دیدیا ہے اُنھین سے خطا معاف کراؤنگا پھر لشکر اسلام مین جاؤنگا تمسے بھی رسم رہا
اخلاق نے کہا اگر اشفاق کو زندہ لا دو اور کہنا تمھارا سچ نکلے تو جو مانگو گے وہ دونگا برق نے
کہا مین ابھی لایا اخلاق نے کہا اے برق فرنگی اتنا خیال رکھو اگر بھاگ جاؤ گے تو مین امیر سے
جاکر فریاد کرونگا وہ تمکو لشکر مین نہ رہنے دینگے برق نے کہا یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ صاحبقران
میرا رہنا قبول نہ فرمائینگے مگر خدا اُستاد کو سلامت رکھے وہ خطا معاف کرائینگے یہ کہکے برق تڑپتا ہوا
چلا جنگل مین جاکر دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہے جھپٹ کر اُسکو حباب مارا بیہوش کر کے ایک گوشے مین
لایا غل سے باندھکر اُسکو ہوشیار کیا مگر صورت اُسکی اشفاق کی بنا دی جب وہ ہوشیار ہوا تو
صورت اپنی عجیب و غریب بنا کر کہ دو سر بہت سی آنکھین دو ہاتھ کاندھے پر اور کالی کالی صورت
بنا کر سامنے گنوار کے آیا اُس گنوار نے جو یہ صورت دیکھی کانپنے لگا پسینہ پسینہ ہو گیا برق نے کہا
اے شخص تو نے مجھکو پہچانا اُسنے گھگھیا کر کہا گوسیان مین تو آپ کو نہین پہچانتا برق نے کہا مَین ملک الموت
قدرت خداوند کا حکم ہوا تھا کہ اِسکی روح قبض کرو مجھکو تیرے حال پر رحم آیا مین نے تجھکو بصورت
اشفاق مردم ورد بنا یا مین تجھکو لیے چلتا ہون تخت نشین ہونا مگر خبردار جو کوئی پوچھے کیا نام ہے
تو اشفاق مردم ورد بتانا ہمیشہ سلطنت کیا کرنا اگر کسی سے مقابلہ پڑے تو بھاگ کر اپنی جان بچانا

ایسا نہو کہ جان پر بنے بخوبی بجھا کر برق اُس گنوار کو لے چلا راہ مین ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا کہتا ہوا کہ ای اشفاق تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی اشفاق نقلی جواب دیتا ہی کہ آپ کی عنایت شرط ہی برق فرنگی باتین کرتا ہوا سامنے اخلاق کے لایا اخلاق نے جو بھائی کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گیا مگر دیکھتا ہو کہ بھائی کا قد چھوٹا تھا بڑا کیون ہوگیا رنگت بھی خلاف معلوم ہوتی ہی برق نے جو دیکھا کہ اخلاق حیران حیران دیکھ رہا ہی بڑھکر کہا ای شہنشاہ آپ کو یہ حیرت ہوگی کہ قد اِنکا کیون بڑا ہی چونکہ اِنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا تھا اور سر رشتۂ حیات منقطع ہوا تھا سامری نے اپنا ہاتھ پھیرا اِنکا قد بھی بڑھگیا اور عمر بھی بڑھی اب یہ کئی سو برس جیین گے مگر مین اُمید وار ہون کہ مجھکو نوکر رکھ لیجیے یہ سُنکر اخلاق نے کہا ای معتبر برق فرنگی تمھارا گھر ہی بیٹھو رہو برق رہنے لگا اشفاق نقلی تخت پر بیٹھا ہی اُمرا و زرا انتظام کر رہے ہین اخلاق لشکر کا منتظم ہو مگر ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ برق نے جاکر یہ فتور کیا ہو کہ اب اخلاق کا معتبر ہی صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا مکار و غدار ہی اُسنے اپنا رنگ جمالیا کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا ہاتھ باندھکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار برق فرنگی نے خوب رنگ جمایا ہو آپ اپنی جلالت کر چکے کہ برق ایسے عیار کو باندھکر دیا مگر اُسنے اپنا رنگ جمایا اب اگر مناسب ہو تو خطا اُسکی معاف کیجیے صاحبقران غصے مین بیٹھے تھے فرمایا کہ چالاک کو نکالو مقبل نے جب چالاک کو نکالا تب کل اہل دربار تھرا گئے اور ہر ایک کا قول تھا کہ اب چالاک کا آنا دشوار ہی لوگون نے کہا خواجہ عمرو آکر صفائی کرا ئینگے لندھور کے منھ سے نکلا کہ آقاے نامدار عمرو کے فرزند کو نکلوا دیتے ہین خواجہ آکر شکایت کرینگے اگر مناسب ہو تو چالاک کو بلوا لیجیے صاحبقران نے فرمایا دارا ہے ہند تمکو غیرت نہین آتی کہ اسوقت مین شبخون مارا لندھور نے کہا آقاے نامدار مین تو نہین گیا مگر البتہ عادل شیر دل نے جاکے میرے نام کا نعرہ کر دیا یہ مشہور ہوا کہ جانشین صاحبقران نے شبخون مارا ہر چند کہ برق نے مجھے کہا تھا مگر مین نے قبول نہین کیا صاحبقران نے فرمایا کہ عادل شیر دل سے کہو کہ ہمارے لشکر سے نکلجا ہے اور شبخون مین جو ساتھ گئے تھے وہ بھی عادل کے ساتھ جائین لندھور نے شرماکر سر جھکا لیا مقبل نے بڑھکر عادل شیر دل سے کہا کہ اب تم اُٹھ جاؤ دربار مین تمھاری جگہ نہین ہو عادل شیر دل شرماکر اُٹھا باہر آکر پانچ ہزار جوانون کو ساتھ لیا اور ایک صحرا مین جاکر اُترا اُس

بیابان مین ایک پہلوان رہتا تھا کہ ابہام خارا شکن اُسکا نام ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ ایک جوان ہیرے صحرا مین آکر اُترا ہی چالیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر عادل کے مقابلے مین آیا وارداب کلبرگی عیار لندہور کہ عادل کے ساتھ آیا ہی اور افسوس کر رہا ہی کہ اے عادل تجسے وہ خطا ہوئی ہی کہ صاحبقران معاف نکرینگے مگر خواجہ بخیر و عافیت پلٹ کر آئین اُنکو مزاج مین صاحبقران کے بہت دخل ہی کیا عجب ہی کہ وہ یہ کیفیت تمام سنکر فیصلہ کرا دین مگر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا کہ ایک بندۂ خدا کو بیوجہ قتل کیا شاید مسلمان ہوتا چالاک اور برق بھی پاس عادل کے آئے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ابہام خارا شکن چالیس ہزار فوج سے آیا ہی عادل نے کہا کیا پروا ہی فوج کے زیادہ ہونے سے کیا ہوتا ہی میدان مین جب مقابلہ پڑیگا تو سمجھ لونگا برق نے کہا اے عادل اگر حکم دو تو اُسکی مشکین باندھکر لاؤن عادل نے کہا برق ایک مرتبہ تمھارا کہنا ماننے سے مغضوب بارگاہ صاحبقران ہوا اب میدان مین سمجھ لونگا یہ ذکر تھا کہ ابہام نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکر عادل کو خبر دی کہ ابہام نے طبل جنگی بجوایا ہی عادل نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر نمودار ہوا

نظم

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور　　یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ　　بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدا ہوا　　نشان آگے آگے خطِ صبح کا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار　　کیا دبدبہ خلق پر آشکار

دونون لشکر میدان مین آئے ابہام میدان مین نکلا عادل شیر دل مقابلے مین پہونچا بعد ردوبدل آپس مین نیزہ چلا عادل نے نیزہ ابہام کا نکالا ابہام نے تلوار کھینچی عادل سپر کو سر کی پناہ کرکے آگے بڑھا منظور یہ تھا کہ تلوار چھین کر لپٹ پڑون مگر گینڈے نے سکندری کھائی سپر ہاتھ سے ہٹی عادل زخمی ہوے چالاک وغیرہ آکر عادل کو ہٹا لے گئے ابہام گینڈے کو مہمیز کرنے لگا چونکہ لشکر اسلام قریب تھا داراب نے جاکر لندہور کو خبر سُنائی کہ عادل زخمی ہوا ابہام بلبلا رہا ہی لندہور نے کہا مین کیا کرون مین اُنکی مدد کو نہین جا سکتا مگر فرہاد خان بیکفری بیٹا لندہور کا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ہمتو جاکر اپنے بھائی کی مدد کرینگے اگر صاحبقران بارگاہ مین نہ آنے دینگے ہم بھی اُسی مقام پر رہین گے یہ کہکر باہر نکلا اور برگون مست پر سوار ہوکے چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھکر طرف صحرا کے روانہ ہوے